

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

202

ترجمہ

ترجمہ الخواطر

بہجت المسامح والنواظر

جلد سوم

(مشمول بر سوانح علماء و مشاہیر ہند صدی ۹-۱۰ ویں)

مُصَنَّف: سید عبدالحئی بریلوی

مُتَرَجِّم: ابوحیٰ امام خاں نوشہری

مقبول ایسٹمی

چوک انارکلی، بالمقابل المنار مارکیٹ لاہور



DATA ENTERED

R

۲۹۷۹۹۲۲  
ع ۳۲ ن  
۱۵۲۱۵  
۷۰۳

طبع اول: ۱۹۴۴ء  
طبع دوم: ملک مقبول احمد  
مطبع: پنجاب پریس لیمٹڈ  
تعداد: ایک ہزار  
قیمت: سات روپے

مقبول اکیڈمی چوک انارکلی - لاہور

باعانت

محکمہ اوقاف (مغربی پاکستان) لاہور

# تفصیل فنارس ت

(۱) فہرست اقراء متن

(۲) تذکرہ سلاطین

(۳) تذکرہ کتب آمدہ در متن

## تذکرہ سلطانین

- ۱۔ سلطان ابراہیم شرقی جو پوری
- ۲۔ سلطان حسین
- ۳۔ سلطان احمد شاہ گجراتی
- ۴۔ سلطان علاء الدین بہمنی
- ۵۔ سلطان محمود شاہ بہمنی
- ۶۔ سلطان علاء الدین بہمنی
- ۷۔ سلطان اسکندر بن قطب الدین
- ۸۔ سلطان بہلول دین کالا لودھی
- ۹۔ سلطان تیمور لنگ گورگان
- ۱۰۔ سلطان عادل الملک جو پوری
- ۱۱۔ سلطان فتح شاہ بنگالی
- ۱۲۔ ابوالفتح معز الدین مبارک ابن خضر خلوی دہلوی۔

# فہرست افراد متن

نمبر شمار	افراد	مقام	ذراعت شاپے	وفیات
۱	سلطان ابراہیم شرقی	جون پوری	خود شاپے	۱۰-۸۲۲ھ
۲	قاسمی ابراہیم ابن فتح اللہ	ملاقا	علاء الدین بہمنی	۷- جمادی الاخری ۸۴۵ھ
۳	ابوالفتح ابن عبدالحی	جون پوری		۱۳ ربیع الاول ۸۵۸ھ
۴	ابوالفتح ابن العلاء	کاپی		۸۶۲ھ
۵	ابوالفیض	گلبرگی	علاء الدین بہمنی	۸۷۹ھ
۶	ابوالقاسم جریانی		احمد شاہ علاء الدین بہمنی	
۷	احمد بن برہان	گجراتی		۲۲ ربیع الثانی ۸۸۲ھ
۸	نگ دریا احمد بن حسن	بلخی		از ۸۲۹ھ تا ۸۸۲ھ
۹	سلطان احمد بہمنی	گلبرگی	خود شاپے	۸۶۶ھ
۱۰	احمد ابن داؤد عدوی العمری	رود لوی		۸۲۶ھ
۱۱	احمد بن محمد	تھانیسی		۸۲۰ھ
۱۲	احمد بنیدی (احمد جوت)	بیجا پوری		۲۲ ربیع الاول ۸۳۳ھ
۱۳	احمد گجراتی	گجراتی		۲۰ شوال ۸۴۳ھ
۱۴	احمد ابن ابوالاحمد	قزوینی	محمود شاہ بہمنی	
			غیاث الدین محمود بہمنی	
			احمد شاہ بہمنی	

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاپے	وفیات
۱۶	شیخ احمد بن محمد محمود	نہروالی		۲۸ محرم ۸۳۵ھ
۱۷	شیخ احمد بن یعقوب	البتی		
۱۸	احمد بن ابوالحسن المشهور بہ شاہ جہان	مانکپوری	امام علی	
۱۹	شہاب الدین کھنوی			۱۲ - شوال ۸۲۹ھ
۲۰	قاضی احمد بن عمر	دولت آبادی		۲۸ - رجب ۸۱۹ھ
۲۱	قاضی احمد بن محمد	جونپوری		۴۵ - ۸۶۰ھ
۲۲	احمد بن عبداللہ	شیرازی		
۲۳	احمد بن عمر دو بندہ در مالوہ بنگال است	پنڈوی		ذی قعدہ ۸۱۸ھ
۲۴	احمد بن محمد	رائے پوری		۲۵ - صفر ۹۲ - ۸۹۸ھ
۲۵	اسحاق ابن بہرام	آلاچی		۸۶۰ھ
۲۶	قاضی اسحاق	مالوی	محمد شاہ بہمنی	
۲۷	احمد بن ابن امجد	جونپوری	ہلول ابن کالووی	۲۵ - رمضان ۸۶۲ھ
۲۸	سلطان اسکند بن قطب الدین بت	کشمیری	خود شاپے	۸۱۹ھ
۲۹	قاضی اسماعیل	اصفہانی گجراتی	سلطان محمود الکبیر	۸۶۵ھ
۳۰	شیخ اسماعیل بن الصفی	رودوی		۳ - ربیع الاول ۸۶۰ھ
۳۱	شیخ شرف جہانگیر سمنانی	سمنانی		۲۸ محرم ۸۸۰ھ
۳۲	شیخ امین الدین	لکھنوی		۲۳ - جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ
	<b>ب</b>			
۳۳	شیخ بانیرید	اجپیری		
۳۴	شیخ بدرالدین	بہاری		۲۴ - رجب ۸۶۲ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہ	وفیات
۳۵	شیخ بدیع الدین	مکن پوری		۱۰ جمادی الاولیٰ ۱۰۲۸ھ - ۱۰۲۹ھ
۳۶	قاضی برہان الدین	مالوی		۱۰۲۵ھ
۳۷	بہاء الدین	کشمیری		۲۲ شوال ۱۰۲۰ھ
۳۸	شیخ بدیع الدین	بہرائچی		
۳۹	شاہ بہلول لودھی	دہلوی	خود شاہ	۱۰۲۵ھ
۴۰	قاضی تاج الدین	بلخی		
۴۱	قاضی تاج الدین	ظفر آبادی		۱۰۳۱ھ
۴۲	شیخ تاج الدین	نہروالی		
۴۳	مولانا تاج الدین اسپجانی	الاسپجانی		
۴۴	تیمور گورگال	سمرقندی	خود شاہ	۱۰ شعبان ۱۰۳۵ھ
۴۵	مولانا شاد الدین	مٹانی		۱۰ محرم ۱۰۳۸ھ
۴۶	شیخ جلال الدین	گجراتی		۱۰۳۱ھ
۴۷	شیخ جلال الدین	مانک پوری		
۴۸	شیخ جلال الدین ابوالفتح	قنوجی		۱۰۳۱ھ
۴۹	مولانا جمال الدین	کشمیری	سلطان شاہ مرزا	
۵۰	قاضی جواد الدین	نہروالی		
۵۱	قائمہ حضرت ابراہیم	راہنگری		۱۰۳۴ھ



نمبر شمارہ	افراد	مقام	تذکرہ شایع	وفیات
۵۲	شیخ پاملو	منڈوی		
۵۳	ح شیخ حامد الکبیر بخاری	اچی		
۵۴	شیخ حبیب الدین حسینی	کروانی		شعبان ۱۲۶۵ھ
۵۵	شیخ حسام الدین	جوڑپوری		۹ ربیع الاول ۱۲۶۵ھ
۵۶	شیخ حسام الدین	فتح پوری	سلطان ابراہیم شرقی	۱۲۶۵ھ
۵۷	شیخ حسام الدین	مانکپوری		۱۵ رمضان ۱۲۵۳ھ
۵۸	شیخ حسن بن بدر الدین	ہندی		۱۲۶۲ھ
۵۹	شیخ حسین بن محمد	کھوجی		
۶۰	شیخ حسن بن حسین	بلخی		۱۱ شعبان ۱۲۵۵ھ
۶۱	شیخ حسن بن محمد	گجراتی		۱۳ شوال ۱۲۶۰ھ
۶۲	شیخ حسن بن علی	گیلانی	سلطان فیروز شاہ بہمنی	۱۲۶۰ھ
۶۳	شیخ حسن الحسینی	اچی		۱۲۶۴ھ
۶۴	شیخ حسین بن المعز	بلخی		۲۲ ذی الحجہ ۱۲۶۲ھ
۶۵	شیخ حسین	ملتان		
۶۶	حسین شاہ شرقی	جوڑپوری		
۶۷	شیخ حسین بن اسماعیل	ملتان		
۶۸	شیخ حسین بن محمد الحسینی	گلبرگوی		۱۵ ربیع الثانی ۱۲۱۷ھ
۶۹	شیخ حامد بن محمد	گجراتی		۲۲ شوال ۱۲۳۴ھ



نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
	<b>خ</b>			
۷۰	مولانا خواجہ جگئی	دہلوی	تیمور گورگان	۸۰۹ھ
۷۱	مولانا خواجہ جگئی (سمش اللہ دین)	کروی		ماہ محرم ۸۹۸ھ
۷۲	مولانا خواجہ	مانگ پوری		
۷۳	مخضر بن سلیمان	دہلوی	تیمور گورگان	۱۷ جمادی الاولیٰ ۸۲۳ھ
۷۴	شیخ خوند میر	قلتی		مارحہ الثانی ۸۷۴ھ
۷۵	شیخ غلیل الدین نعمت اللہ	کریانہ	سلطان احمد شاہ بہمنی	
۷۶	مخضر بن الحسن	بانجی		
	<b>د</b>			
۷۷	داؤد بن رکن الدین	تاگوری		
۷۸	ملا داؤد	جراتی	سلطان فیروز بن داؤد بہمنی	
	<b>س</b>			
۷۹	شیخ زکین الدین	پونپوری		مارحہ الثانی ۸۷۴ھ
۸۰	شیخ زکین الدین	دہلوی		
۸۱	شیخ زکین الدین	ظفر آبادی		۸۲۰ھ
۸۲	مفتی زکین الدین	تاگوری		
۸۳	قاضی رضی الدین	ردو پوری		
	<b>ز</b>			
۸۴	سلطان صلاح زین العابدین	کشمیری	نور شاہی	۸۷۷ھ
۸۵	شیخ زین الدین	عربی		

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۸۶	شیخ زبیر بن بدھا	سارنی		
۸۷	شیخ زین الدین گج فشین	بخدادی	سلطان علاء الدین بہمنی	۸۷۳ھ
۸۸	شیخ زین الدین	اودھی		۸۰۱ھ
۸۹	شیخ سراج	لکھنوی		۱۴ شوال ۸۵۵ھ
۹۰	شیخ سراج الدین	کالیپوی		۸۳۰ھ
۹۱	شیخ سراج الدین	گجراتی		۲۱ جمادی الاولیٰ ۸۱۵ھ
۹۲	شیخ سراج الدین	ملتان		
۹۳	شیخ سعد الدین	نیر آبادی		
۹۴	شیخ سعد الدین	لکھنوی		۲۹ جمادی الاولیٰ ۸۸۱ھ
۹۵	شیخ سعد الدین	لکھنوی		
۹۶	شیخ سعد الدین	کنٹوری		۸۰۶ھ
۹۷	شیخ سلام الدین	مزدوی	سلطان محمود شاہ بخلی	
۹۸	قاضی سہاؤ الدین	جونپوری		۸۹۳ھ
۹۹	شیخ سعید بن محفوظ	سوالوی		
۱۰۰	قاضی سہاؤ الدین	غزنوی مھلی شہری		
۱۰۱	شیخ شرف الدین	مشہدی		۱۸ رجب ۸۰۸ھ
۱۰۲	شیخ شعیب ابن بلال منیری	منیری		۱۵ ربیع الثانی ۸۳۲ھ
۱۰۳	قاضی شمس الدین	گجراتی		

نمبر شمار	افراد	مقام	در آمد شایسته	وفیات
۱۰۲	شیخ شرف الدین ✓	گجراتی		۲۵ ماہ ذیقعد
۱۰۵	شیخ شمس الدین	اولوی		یکم شعبان ۱۰۰۰ھ
۱۰۶	شیخ شمس الدین	اولوی		
۱۰۷	شیخ شیر خاں	دہلوی		۱۰۳۶ھ
۱۰۸	شیخ شبلی ابن محمد گادرونی	پانی پتی		۱۰۵۲ھ
۱۰۹	قاضی شہاب الدین	اودھی		
۱۱۰	شیخ شمس الدین	ظفر آبادی		۱۰۷۲ھ
۱۱۱	مولانا شمس الدین	کرمانی	سلطان احمد شاہ بہمنی	
۱۱۲	شیخ شمس الدین	فقیہی	سلطان محمود شاہ سندھی (منڈوہ در صوبہ مالوہ بود)	
۱۱۳	حکیم شہاب الدین	جونپوری		
	ص			
۱۱۴	مولانا صدر جمال ✓	گجراتی		
۱۱۵	شیخ صفی الدین ابن نصیر الدین	روٹولی		۱۳ ذیقعد ۱۰۱۹ھ
۱۱۶	شیخ صلاح الدین ✓	گجراتی		۱۳ ربیع الاول ۱۰۹۵ھ
	ض			
۱۱۷	شیخ ضیا الدین رفاعی	ریگولوی		۱۰۸۰ھ
	ع			
۱۱۸	عبدالرحمن ابن احمد قرشی	الہندی		۱۳ ربیع الاول ۱۰۳۰ھ
۱۱۹	مولانا عادل الملک	جونپوری	سلطان (؟) المشرقی	
۱۲۰	شیخ عبدالرزاق	کچھو کچھوی		۷ ذیقعد ۱۰۲۵ھ



کمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۲۱	شیخ عبدالشکور	ملتان		
۱۲۲	شیخ عبدالخفور	ملتان		
۱۲۳	مولانا عبدالغنی	منڈوی		
۱۲۴	مولانا عبدالکریم	بہاولپور		
۱۲۵	شیخ عبداللطیف	قلتی		۲۴ رمضان ۱۲۹۰ھ
۱۲۶	شیخ عبداللطیف	گجراتی		۱۳ ازی تصدق ۱۲۸۹ھ
۱۲۷	شیخ عبداللطیف	سندی		۱۲۹۵ھ
۱۲۸	شیخ عبدالکد شطاری	خراسانی		۱۲۸۲ھ
۱۲۹	شیخ عبدالکد بن محمود بن حسین بن البخاری	ایچی	احمد شاہ گجراتی	۱۸ ذوالحجہ ۱۲۸۵ھ
۱۳۰	شیخ عبدالکد	ملتان		۲۲ صفر ۱۲۹۰ھ
۱۳۱	مولانا عبدالملک	جنوبوری		۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۶ھ
۱۳۲	شیخ عثمان الحسینی	گجراتی	محمود بن محمد	جمادی الاولیٰ ۱۲۸۳ھ
۱۳۳	شیخ عزیز اللہ منڈوی	منڈہ		۲۳ صفر ۱۲۸۲-۱۲۹۱ھ
۱۳۴	سلطان علاء الدین بہمنی		خود سلطان	۱۲۸۲ھ
۱۳۵	مولانا علاء الدین	جنوبوری		
۱۳۶	شیخ علاء الدین	دولت آبادی		۱۲۸۰ھ
۱۳۷	شیخ علاء الدین	گوالیہری		دعوت ۱۲۳۳ھ
۱۳۸	شیخ علاء الدین علی بن اسعد	دہلوی		
	شیخ علم الدین	گجراتی		۱۲۸۰ھ
	شیخ علاء الدین علی	جہانپوری		۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۲۸۵ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عمر شاہیہ	وفیات
۱۵۷	مولانا فضل اللہ مندوی		محمد شاہ خلیجی مندوی	
۱۵۸	مولانا فخر الدین ابن نصیر الدین	جون پوری		
۱۵۹	قاضی فخر الدین	ملتان		
۱۶۰	شیخ فیض اللہ	مانک پوری		۸۶۲ھ
۱۶۱	سلطان فیروز شاہ بہمنی		خود سلطان	۱۵ شوال ۸۲۵ھ
۱۶۲	شیخ فیروز بن موسیٰ	دہلوی		۸۶۰ھ
۱۶۳	شیخ قاسم بن برہان	ادھی		
۱۶۴	مولانا قاسم بن محمد	گجراتی		
۱۶۵	شیخ قطب الدین	ظفر آبادی		۸۶۹ھ
۱۶۶	قطب الدین ابن خضر بلخی	بلخی		
۱۶۷	شیخ قطب الدین ابن بابا فریدی	ابو صنی		
۱۶۸	مولانا قیام الدین	ظفر آبادی		۱۳ ذیقعدہ ۸۷۷ھ
۱۶۹	شیخ کبیر الدین	ناگوری		۱۴ ذیقعدہ ۸۳۵ھ
۱۷۰	شیخ کبیر الدین	اچی		۸۲۵ھ
۱۷۱	شیخ کمال الدین	کڑوی		
۱۷۲	شیخ کمال الدین	کرمانی		۸۶۵ھ
۱۷۳	شیخ کمال الدین	قزوینی		۲۷ شوال ۸۸۷ھ
۱۷۴	قاضی کمال الدین	ناگوری		

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۱۴۱	شیخ علی بن احمد زمری	گلبرگی		۸۲۴ھ
۱۴۲	شیخ علی بن عبدالرحیم	گجراتی		۸۵۶ھ
۱۴۳	قاضی علی بن عبدالملک	بروجی		۲۵ رمضان ۸۹۴ھ
۱۴۴	شیخ علی خطیب	احمد آبادی		۲۴ شوال ۸۹۲ھ
۱۴۵	قاضی علم الدین شاطبی	گجراتی		۱۰ رمضان ۸۵۶ھ
۱۴۶	مولانا عماد الدین غوری	نارتولی		
۱۴۷	شیخ عماد الدین	دہلوی		
۱۴۸	قاضی عماد الدین	گجراتی		۸۲۹ھ
۱۴۹	شیخ عمر	ایچی		۱۲ محرم ۸۰۹ھ
۱۵۰	شیخ عین الدین	بیجاپوری		۸۳۵ھ
۱۵۱	شیخ نور الدین	گجراتی		۲۲ صفر ۸۹۵ھ
۱۵۲	امیر غیاث الدین	شیرازی	غیاث الدین ابن محمود ہمنی	
۱۵۳	شیخ فتح اللہ	اودی		۲۴ ربیع الثانی ۸۲۱ھ
۱۵۴	مولانا فتح اللہ	ملتان		
۱۵۵	سلطان فتح شاہ	بنگالی		۸۹۴ھ
۱۵۶	امیر فضل اللہ شیرازی	شیرازی	سلطان علاء الدین حسن ہمنی	
			" محمود شاہ "	۸۲۰ھ کے بعد
			" فیروز شاہ "	



نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	وفیات
۱۷۵	مولانا الطغفنا اللہ	سبز داری	سلطان فیروز شاہ	
۱۷۶	سلطان ابوالفتح مبارک شاہ عادی	دہلوی	خود شاہ	
۱۷۷	شیخ مبارک	بناری		۱۰ شوال ۸۶۳ھ
۱۷۸	محمد بن ابوبکر	دہلی		شعبان ۸۶۷ھ
۱۷۹	محمد بن ابوالفتح کراچی	دہلوی		۱۰ شوال ۸۷۰ھ
۱۸۰	محمد بن ابوجعفر مشہدی		محمد شاہ بہمنی	
۱۸۱	محمد بن احمد الحسینی البخاری	آچی	سلطان بہلول لودھی	۱۴ جمادی الاخریٰ ۸۷۶ھ
۱۸۲	محمد بن الحسن بہیقی			۸۸۹ھ
۱۸۳	محمد بن جعفر	دہلوی	سلطان بہلول لودھی	۸۹۱ھ
۱۸۴	محمد بن حسین	قانی		۵ جمادی الاخریٰ ۸۹۷ھ
۱۸۵	محمد حسین	تھری	سلطان بہلول لودھی	۸۹۳ھ
۱۸۶	شیخ محمد بن الریف	آچی		۱۱ شعبان ۹۱۳ھ
۱۸۷	محمد بن ظہیر الدین بجای	کروی		۲ شعبان ۹۱۳ھ
۱۸۸	محمد بن عبداللہ شاہ عالم	گجراتی		۸ جمادی الاخریٰ ۹۱۵ھ
۱۸۹	محمد بن عبداللہ حسینی	بناری		۶ شعبان ۹۱۵ھ
۱۹۰	محمد بن العلاء	منیری		۱۳ سنہ ۹۲۲ھ
۱۹۱	شیخ محمد بن علی بنانی			۴ م ۹۰۹ھ
۱۹۲	شیخ محمد بن علی سلطان طریقت	جوہڑی		۲۰ ربیع الاول ۹۱۵ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاهی	ذیلت
۱۹۳	شیخ محمد بن عبدالصمد	دیوبند		
۱۹۴	مولانا محمد ابن عین الدین	بیجا پوری	سلطان محمد شاہ	لیوار سنہ ۱۰۰۰ھ
۱۹۵	شیخ محمد بن القاسم	اودھی	سلطان بہلول لودھی	۶ محرم ۱۰۹۶ھ
۱۹۶	محمد بن قطب	لکھنوی		۲۳ ذیقعد ۱۰۸۸ھ
۱۹۷	شیخ محمد بن علی الحسینی	بیجا پوری	یوسف عادل شاہ	۲۰ شعبان ۱۰۵۵ھ
۱۹۸	قاضی محمود ابن محمود	لفیبر آبادی	غلام الدین خضر خانی	۱۲ ربیع الثانی ۱۰۹۵ھ
۱۹۹	سلطان محمد شاہ ابن بہلول بہمنی		خود شاہی	
۲۰۰	شیخ محمد بن پورٹ جیدی	دیوبند	فیروز شاہ بہمنی	۱۹ ذیقعد ۱۰۲۵ھ
۲۰۱	شیخ محمد متوکل			۱۰۲۶ھ
۲۰۲	قاضی محمد	ساوی		۱۰ محرم ۱۰۹۹ھ
۲۰۳	شیخ محمد بن ابو محمد قدرانی	دیبا آبادی		۱۰ محرم ۱۰۹۹ھ
۲۰۴	قاضی محمد اکرم	گجراتی		۱۰ محرم ۱۰۹۹ھ
۲۰۵	شیخ محمد الحسینی	مدینی		۱۰ محرم ۱۰۹۹ھ
۲۰۶	شمس الدین محمد بن طاہر	اجیری		۱۰ محرم ۱۰۹۹ھ
۲۰۷	تقی الدین محمد شیرازی		سلطان فیروز شاہ بہمنی	
۲۰۸	سلطان محمود شاہ شرقی	جوپوری	خود شاہی	۱۰ ربیع الثانی ۱۰۹۲ھ
۲۰۹	شیخ محمود بن مجید	کلتوری		۸ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۸ھ
۲۱۰	شیخ محمود ابن عبداللہ	بخاری		ذوالقعدہ ۱۰۹۰ھ
۲۱۱	قاضی محمود ابن الحلہ	لفیبر آبادی		۱۰۹۸ھ

نمبر شمار	افراد	مقام	درآمد شتاب	وفیات
۲۱۲	سلطان محمود شاہ خلجی	مندی	خود شتاب	۱۹ شوال ۸۳۹ھ
۲۱۳	خواجہ عوام الدین محمود گیلانی	گلبرگی		۴ مفر ۸۳۹ھ
۲۱۴	قاضی محمود	دہلوی		
۲۱۵	محمود گاندوڑی		سلطان فیروز بہمنی	
۲۱۶	شیخ محمود	ایرجی		۱۰ ربیع ۸۴۵ھ
۲۱۷	شیخ محمود بن محمد	دہلوی		۱۰ ۸۴۵ھ
۲۱۸	شیخ محمود بن محمد تاج الدین	دہلوی		۱۰ ۸۴۱ھ
۲۱۹	شیخ محمود بن محمد	گجراتی		
۲۲۰	شیخ مسعود بن ظہیر	فقیہ پوری		
۲۲۱	شیخ مظفر بن سمش	بلخی		۲۷ رمضان ۸۴۳ھ
۲۲۲	سلطان مظفر شاہ	گجراتی	خود شتاب	
۲۲۳	شیخ منصور بن محمد ابن احمد	کنٹھیری		
۲۲۴	شیخ مودود بن محمد	گجراتی		۴ شوال ۸۴۵ھ
۲۲۵	مولانا ابن عزیز الہی	بہاری		۲۳ ذیقعد ۸۴۹ھ
	ان			
۲۲۶	موسیٰ بنان فارسی	خانہ کیسی	شتاب سے دریاک خانہ کیسی	۱۰ ۸۴۱ھ
۲۲۷	قاضی نصیر الدین	بجور پوری		۱۰ مفر ۸۴۵ھ
۲۲۸	شیخ نظام الدین بہمنی غریب	بہمنی		۱۰ ۸۴۵ھ کے بعد
۲۲۹	شیخ نصیر بن جمال	گجراتی		۱۰ ۸۴۱ھ
۲۳۰	شیخ نجم الدین بلندر	دہلوی		۱۰ ذوالحجہ ۸۴۱ھ



نمبر شمار	افراد	مقام	در عهد شاہی	وفیات
۲۳۱	مولانا نجم الدین	گلبرگوی	سلطان احمد شاہ بمبئی	
۲۳۲	شیخ نوران امیری	آسیری		۱۸۸۱ء
۲۳۳	شیخ نظام الدین	آسیری		بعد از ۱۸۸۲ء
۲۳۴	قاسمی نظام الدین	غزنی	سلطان ابراہیم شہ شہ	
۲۳۵	شیخ نظام الدین	نانک پوری		۱۸۹۹ء
۲۳۶	مولانا نور الدین	ظفر آبادی		۱۸۲۹ء
۲۳۷	مولانا نور الدین	اسٹیشن		۱۸۹۲ء
۲۳۸	شیخ نور الدین	کشمیری		۱۸۲۲ء
	۵-۵			
۲۳۹	شیخ بلال الدین	کشمیری		۱۸۴۲ء
	ی			
۲۴۰	شیخ نذیر الدین الحسینی	گلبرگوی		۱۸۵۲ء
۲۴۱	شیخ یحییٰ بن علی	ترنوی گجراتی		۲۰ رمضان ۱۲۵۵ھ
۲۴۲	شیخ یوسف بن امجد	ایرانی		۱۸۳۵ء
۲۴۳	شیخ یوسف ابن اسمعیل	مٹانی		
۲۴۴	یوسف شاہ	بنگالی		۱۸۸۶ء
۲۴۵	یوسف بن محمد الحسینی	گلبرگوی		۲۱ محرم ۱۲۱۸ھ

(202)

۲۱

# تذکرہ کتب آئندہ در متن

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱	نزائشہ الفقہاء الجلالیہ	احمد بن یعقوب البیہقی	۱۷
۲	شرح کانیہ	قاسمی احمد بن محمود ملت آبادی	۲۰
۳	حاشیہ توقافی گادرونی اور غیاث الدین		
"	منصور شیرازی بر شرح الہندی -	"	"
"	(برہر یک علیحدہ علیحدہ)	"	"
۴	ارشاد در نحو	"	"
۵	سہافیہ (نمبر ۱ کے آخر میں منقسم)	"	"
۶	شرح بزردوی در اصول فقہ تا بحث امر صنفہ	"	"
"	شیخ محمد ابن علی بن جون پوری	"	"
۷	البحر الموراج تفسیر القرآن دولت آبادی	"	"
"	بزرگاری حاشیہ	"	"
۸	شرح قصیدہ بانہ سعاد	"	"
۹	قصیدہ بروہ	"	"
۱۰	رسالہ دینی تقسیم العلوم	"	"
"	مناقب السادات	"	"
۱۲	ہدایۃ السجاد	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	نمبر
۱۳	رساله فی العقیدة الاسلامیة	قاسمی احمد بن محمد جون پوری	۱
۱۵	فتاویٰ ابراہیم شاہیہ	"	"
۱۶	جمع الفرق المناخ الحرف و دیگر	"	"
۱۷	مقانیف نامعلوم الاسماء	احمد بن عبدالعزیز شیرازی	۲۲
۱۸	اشرفیہ در مختصر در علم نحو	شیخ اشرف ابن جہانگیر سمنانی	۳۳
۱۹	التعلیقات علی المداہیہ	"	"
۲۰	فضول مختصر فی اصول الفقہ	"	"
۲۱	شرح عوارف المعارف	"	"
۲۲	شرح علی فضول المحکم	"	"
۲۳	قواعد العقائد	"	"
۲۴	اشرف اللسان	"	"
۲۵	بکر اللسان	"	"
۲۶	بجر الادکار	"	"
۲۷	فوائد الاثراف	"	"
۲۸	بشارة الذاکرین	"	"
۲۹	اشرف الفوائد	"	"
۳۰	تبسیہ الاخوان	"	"
۳۱	حجۃ الذاکرین	"	"
۳۲	فتاویٰ الاشرقیہ	"	"
۳۳	توزیح بشیہ تفسیر القرآن	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	نمبر شمار
۳۲	الاوراد والاشرافیہ	شیخ اشرف ابن جہانگیر سمنانی	۳۲
"	دیوان فارسی	"	"
"	مرآة المحقق	"	"
"	کثیر الدقائق	"	"
"	رسالہ فی جواز اللحن علیٰ یزید	"	"
"	رسالہ فی جواز سماع الخناء	"	"
"	بشارة المریدین	"	"
"	ارشاد الاخوان	"	"
"	مکتوبات	"	"
۳۳	انیس العاشقین	شیخ حسام الدین انانک پوری	۳۳
"	رفیق العارفين	"	"
"	ملفوظات	"	"
"	لطائف المعانی (در حقائق المعارف) یہ آپ کے	"	"
"	والد کی تصنیف کشف الاسرار کی شرح جلیب ہے	"	"
۳۴	حضرات الخمس (در توجید)	شیخ حسن الخسینی اچھی	۳۴
"	رسالہ بہات	"	"
"	دیوان فارسی	"	"
۳۹	تحفة الہند (در موسیقی)	سلطان حسین المشتقی	۳۹
۵۰	المعارف ورنحو	شیخ حسین ابن محمد سلینی گلبرگونی	۵۰
۵۱	شرح المنقط (نامقط آپ کے والد کی تالیف ہے)	"	"



نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	سوالہ نمبر
۵۲	رسالہ در اباحتہ سماع	شیخ حسین ابن محمد حسینی گلبرگوری	۴۸
۵۲	رسالہ فی لبس المغلین فی المسجد	"	"
۵۲	رسالہ فی مقالات صوفیہ	"	"
۵۵	رسالہ فی التعریف الفارسیہ	"	"
۵۶	التعریف الممالکی	"	"
۵۷	المزید والمراد	مولانا شمس الدین خواجہ جلی کرڑوی	۷۱
۵۸	الربیع	ملقط از مشارق صاغانی	"
۵۸	تحفۃ السلاطین	ملا داؤد گجراتی	۷۸
۵۹	فتاویٰ حمادیہ	مفتی رکن الدین ناگوری	۸۲
۶۰	یاجت القلوب	شیخ زین الدین عربی	۸۵
۶۱	شرح بزودی	شیخ سعد الدین عربی	۹۲
۶۲	شرح حسامی	"	"
۶۳	شرح کافیہ	"	"
۶۴	شرح المصباح	"	"
۶۵	شرح رسالہ مکتیہ داپنے مرشد کے	"	"
	(ملفوظات)		
۶۶	مناقب الاصفیاء	شعیب بن جلال	۱۰۴
۶۷	التمہیدات علی بیج التہمیدات	شیخ شیرخاں دیوبندی	۱۰۷
۶۸	دیوان غازی	"	"
۶۹	مرآة العارفين	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	عنوان نمبر
۷۰	تاریخ محمود شاہی (در حالات محمود شاہ منذ و ما لہ)	حکیم شہاب الدین جونپوری	۱۱۳
۷۱	دستور المبتدی و علم صرف	شیخ صفی الدین	۱۱۵
۷۲	غایۃ التحقیق شرح کافیہ	"	"
۷۳	تاریخ محمود شاہی در حالات سلطان محمود شاہ منذ و ما لہ	مولانا عبدالکریم ہزاری	۱۱۷
۷۴	۹ مقدمات	شیخ عبداللطیف فتنی گجراتی	۱۲۸
۷۵	نام معلوم الاسماء	"	"
۷۶	رسالہ نہ معلوم الاسم در معلومات و وظائف شماریہ	شیخ عبداللہ شطاری	۱۲۸
۷۷	کتابی نہ معلوم الاسم	مولانا عبدالملک جونپوری	۱۳۱
۷۸	شرح شرح قاضی شہاب الدین نمبر	مولانا احمد الدین جونپوری	۱۳۵
۷۹	نام معلوم الاسماء	"	"
۸۰	مختصر اللغات	شیخ علاء الدین علی بن اسعد دہلوی	۱۳۸
۸۱	جامع العلوم (در ۲۰ مجلدات)	"	"
۸۲	تبصیر الرحمن و تیسیر المان حکذ	علی درانی علاء الدین	۱۴۰
۸۳	الزوارف فی شرح العوارف	"	"
۸۴	مشرح الجحوش فی شرح المخصوص استجداء البصر فی الرو علی استقصاء النظر استجداء ابن المطہر الحلی	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حواله نمبر
۱۱۰	النور الاظهر في كشف سر القضاء والقدر	علاء الدين علي همامي	۱۴۰
۱۱۱	الضوء في شرح النور الاظهر للازهر شرح نمبر ۱۱۰	"	"
۱۱۲	احيائه التائيد في شرح اوله التوحيد	"	"
۱۱۳	شرح الفصوص	"	"
۱۱۴	الغام الملك العلام باحكام حكم الاحكام	"	"
۱۱۵	ترجمه لمعات العراقي	"	"
۱۱۶	شرح (نمبر ۱۰۹)	"	"
۱۱۷	رساله بنام جمال بنا	"	"
۱۱۸	آراء الدقائق في شرح مرآة الحقائق نمبر ۱۱۰	"	"
۱۱۹	امحاض در ردطاعن شيخ اكبر	"	"
۱۲۰	رساله در فقه امام شافعي	"	"
۱۲۱	بحر المعاني	شيخ محمد بن عمر تنوي	۱۸۶
۱۲۲	وقائق المعاني	"	"
۱۲۳	حقائق المعاني	"	"
۱۲۴	بحر السناب	"	"
۱۲۵	ارشاد الطالبين	شيخ محمد بن ظهير كروهي	۱۸۷
۱۲۶	معيار المقصوف	"	"
۱۲۷	اساس الطريقة	"	"
۱۲۸	مناجح شطارية	شيخ محمد بن علاء منيري	۱۹۰
۱۲۹	چند رسائل نه معلوم الاسماء بنام مریدان نوش	شيخ فتح العداودي	۱۵۳

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۳۰	تاریخ گجرات لھمن نمبر ۱۴۲	قاسم بن محمد گجراتی	۱۴۲
۱۳۱	المصباح در نحو	شیخ کبیر الدین ناگوری	۱۴۹
۱۳۲	مبارک شاہی	مبارک شاہ علوی	۱۷۶
۱۳۳	شرح التہسیل لابن مالک طائی	دماہینی محمد بن ابوبکر	۱۷۸
۱۳۴	مصباح الجارح شرح صحیح البخاری	"	"
۱۳۵	عین الحیوۃ تلخیص حیوۃ الحیوان ومیری	"	"
۱۳۶	تحفۃ الخریب فی شرح معنی البلیب	"	"
"	ابن ہشام نخوی	"	"
۱۳۷	شرح الخزابیہ	"	"
۱۳۸	جواہر البحر	"	"
۱۳۹	الفراکہ البدریہ منظوم	"	"
۱۴۰	مقاطع الشرب	"	"
۱۴۱	نزول الخیث شرح لامیۃ العجم صفدی	"	"
۱۴۲	شرح شمسہ در منطق	شیخ محمد ابن علی الہمدانی	۱۹۱
۱۴۳	جامع الفنون	"	"
۱۴۴	آداب السالکین	محمد بن القاسم اودھی	۱۹۵
۱۴۵	تفسیر القرآن بر انداز کشاف	شیخ محمد ابن یوسف حیلینی دیوبند گلابرگوری	۲۰۰
۱۴۶	شرح مشارق الانوار بنگ معرفت و عرفان	"	"
۱۴۷	ترجمہ مشارق الانوار (فارسی)	"	"
۱۴۸	معارف شرح ثوارف ( " )	"	"



نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۴۹	شرح الفصوص (فارسی)	شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی	۲۰
۱۵۰	شرح آداب المریدین (در عربی و فارسی)	"	"
۱۵۱	شرح التہذبات مؤلفہ علیہ القضاة بہزانی	"	"
۱۵۲	شرح رسائل القشیریہ	"	"
۱۵۳	شرح رسالۃ ابن عربی	"	"
۱۵۴	شرح فقہ اکبر	"	"
۱۵۵	شرح بدر الامالی	"	"
۱۵۶	شرح العقیدۃ الحافظیہ	"	"
۱۵۷	رسالہ در سیرۃ النبی صلعم	"	"
۱۵۸	اسماء الاسرار	"	"
۱۵۹	حدائق الانس	"	"
۱۶۰	کتابہ در ضرب الامثال	"	"
۱۶۱	رسالہ فی اشارات اہل محبت	"	"
۱۶۲	رسالہ فی بیان الذکر	"	"
۱۶۳	رسالہ فی بیان المعرفتہ در رسالہ فی التفسیر	"	"
۱۶۴	المحدث در روایت ربی فی احسن صیرۃ	"	"
۱۶۵	رسالہ فی استقامتہ الشریعہ	"	"
۱۶۶	رسالہ فی شرح لتعبیر الوجود (در فارسی)	"	"
۱۶۷	(در لہجہ و بہت و باشد)	"	"
۱۶۸	عاشیہ بر قوت القلوب (در مکی)	"	"

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	حوالہ نمبر
۱۴۷	الرابعین د جس کی ہر حدیث پر صحابہ و تابعین و مشایخ کے آثار ہیں	شیخ محمد بن یوسف حسینی دہلوی	۲۰۰
۱۴۸	مد نظر الانبیا	خواجہ علاء الدین محمود گیلانی	۲۱۳
۱۴۹	تولید الفارسی	"	"
۱۵۰	رسالہ بخدمت مولانا نظامی	"	"
۱۵۱	آداب الفضلاء و لغت	قاسمی خاں محمود دہلوی	۲۱۲
۱۵۲	تحفۃ المجالس	برصالت شیخ خود	۲۱۴
۱۵۳	افاضۃ الاوزار فی اضاءة اصول النار	ابوالفضائل شیخ محمود بن محمد حنفی	۲۱۷
۱۵۴	المقصد	تاج الدین محمود بن محمد غزنی دہلوی	۲۱۸
۱۵۵	الکفاۃ المجاہدۃ	شیخ منصور بن محمد بن احمد کشمیری	۲۲۲
۱۵۶	ملفوظات	شیخ موسیٰ ابن عزیز الدہلوی	۲۲۵
۱۵۷	مجالس برہانی	شیخ یحییٰ بن علی ترندی	۲۲۱
۱۵۸	مشاغل برہانی	"	"
۱۵۹	مشاغل جلالی	"	"
۱۶۰	مشاغل متکالی	"	"
۱۶۱	ترجمہ منہاج الحابدین	شیخ یوسف ابن محمد ایرجی	۲۲۲



نواں طبقہ

طریقہ کائنات

مشتمل بر ۹-۱۰ ویں





# نوالِ طبیعت

مشکل بر مشاہیر ۹ ویں صدی ہجری

## حرفِ الف

۱۔ سلطان ابراہیم شہرئی جو پوری

م ۱۲۲-۱۲۳ھ

سلطان عادل و کریم ابراہیم پسر خواجه جہاں جون پوری سلطان الشرق نے اپنے بھائی مبارک شاہ کے بعد شکستہ ہد میں امور سلطنت کا آغاز عدل و احسان سے کیا۔ اقتدار سنبھالتے ہی حسن سیرت کا مظاہرہ کیا۔ اس کی سیاست نے رعایا کو رام کر لیا۔ وہ دین و عقل اور مروت کے ساتھ جملہ خصائل حسنہ کا مرقع تھا۔ اہل کمال بہ طروت سے کھنچ کر اس کے پاس آگئے۔ ازال جملہ قاضی شہاب الدین و دولت آبادی و قاضی نظام الدین گیلانی و شیخ ابو الفتح بن عبد الحئی ابن عبد المقتدر شریعی کنڈی اور ان کے ہم مرتبہ اکثر اہل علم۔

وہ طبعاً ایسا سخی اور زیرک اور دین و دنیا کے تمام اہم امور سے پوری طرح واقف تھا کہ ہر آنے والے کی ضروریات سے آگاہ رہتا تھا۔

ایک مرتبہ قاضی شہاب الدین مذکور صاحب فرارش ہو گئے اور بیماری نے طول کھینچا۔ سلطان ان کی عیادت کے لئے پہنچے تو پانی کا ایک پیالہ منگایا اور اسے سات مرتبہ لہن کے سر کے گرد گھمایا۔ اس کے بعد یہ دعا مانگی :-

اللّٰهُمَّ اِنَّ قَدْرَتَ لِهٖ الْمَوْتِ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ (الہی اگر تیرے موت ان کے مقدر میں

لکھ دی ہے تو اسے میری طرف لٹا دے !)

سلطان کی وفات ۸۵۸ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات پر پورے ملک میں ایک تہلکہ

مچ گیا۔ جون پور کی جامع مسجد اور کئی مدارس ان کی یادگار ہیں۔ (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

## ۲۔ قاضی ابراہیم بن فتح الدہلوی

(اجہد سلطان علاء الدین بہمنی)

۷ جمادی الآخری ۸۶۵ھ

الشیخ الفاضل قاضی ابراہیم ابن فتح اللہ بن ابو بکر ابن فخر الدین ابن بدر الدین ریوی۔

اسمعیلی مخوی۔ علوم متداولہ از قسم فقہ و اصول و ادب عربی میں سربراہ اور وہ روزگار تھے بلقان

موجودہ ہندوستان کے اساتذہ علم و فن سے اکتساب کے بعد دکن کے شہر بیدری میں پہنچے۔ یہ

زمانہ سلطان علاء الدین بہمنی کا تھا۔ جس کے مرنے پر وہ اس کے دونوں بیٹوں نظام شاہ

اور محمد شاہ کے معلم مقرر ہوئے۔ کائنات پر حاصل ہوا۔ سلطان محمد شاہ

کے عہد میں پہلے آصفیہ شہر بیدری کے قاضی مقرر ہوئے۔ اور دکن کے قاضیوں میں

سب سے بلند مرتبہ پایا جس کی بدولت آپ کی معیشتی زندگی نہایت فراغت مند خوشحالی سے بسر ہوئی۔

زہد تقویٰ کے علاوہ شریعت ظاہری کے پورے

پابند تھے۔ متعدد وکتا ہیں

معارف العلوم فی تعریفات العلوم الفنون

بھی لکھیں۔ ان میں عربی زبان میں معارف العلوم فی تعریف العلوم والفنون بھی ہے۔  
اولاد :- ان کی اولاد میں سے ہر ایک نیکو کار اور صالح اور اپنے سہم کی یادگار تھا۔ ان  
میں سے سب سے نامور شیخ محمد بن ابراہیم ملتانی تھے۔ بیدر ہی میں رحلت فرمائی اور وہیں  
آسودہ لحد ہوئے۔ (بحوالہ مخزن الکرامات)

### ۳۔ شیخ ابوالفتح بن عبدالحئی جو پوری

م ۱۳ ربیع الاول ۸۵۵ھ بروز جمعہ

شیخ الفاضل الکبیر العلامۃ ابو الفتح بن عبدالحئی بن عبدالمقتر ابن رکن الدین شریحی الکنڈی  
دہلوی ثم جون پوری۔ اپنے عہد کے ممتاز علماء میں سے تھے جو علی میں اپنے والد کی رحلت کے  
بعد ۱۲ محرم الحرام ۸۵۴ھ میں پیدا ہوئے۔

مشہور نال اپنے جد قاضی عبدالمقتر کی زیر تربیت پروان چڑھے اور ان ہی سے علوم ظاہری و باطنی  
میں فیض حاصل ہوا۔ وہلی میں ایک مدت تک مسند تدریس آراستہ فرمائی۔ مگر ۸۵۶ھ میں بزبانہ بلغا  
سلطان تیمور جون پور منتقل ہو گئے۔ اور ہمیں طرح اقامت ڈال دی۔

علامہ جو پوری کو علوم فقہ و اصول و کلام و لغت اور نقد شعر میں ملکہ تام حاصل ہوا  
الذی سبحانہ نے غیر معمولی انہیں فصاحت و بلاغت سے وامر حصہ عطا کیا تھا۔

وفات :- بروز جمعہ ۱۳ ربیع الاول ۸۵۸ھ کو ہوئی۔ (بحوالہ اخبار الانصار)

### ۴۔ شیخ ابوالفتح ابن العلاء کا پوری

م ۸۶۴ھ

شیخ ابوالفتح بن علاء الدین قریشی جو بڑے صالح، متدین اور علم و عمل کی دولت سے بہرہ مند  
تھے۔ آپ کا اصل وطن گوالیار تھا۔ بعد میں کاپی میں سکونت اختیار کی۔ عرقلیت میں زالموئے  
ادب شیخ محمد بن لیرف حسینی دہلوی کے سامنے تہ کیا اور حملہ علوم شریعت میں محارت  
حاصل کی۔ اور انہی سے شیخ شہاب الدین سہروردی کی "عوارف المعارف" پڑھی۔ اس کے



بعد حج بیت اللہ کا قصد کیا اور حرمین شریفین روانہ ہو گئے اور زیارتِ حرمین کی سعادت حاصل کی۔

آپ کی چند بلند پایہ تالیفات بھی ہیں جن میں سے "التکمیل فی النحو" اور "المشاهدة فی المقوف" کا ذکر اخبار الانبار میں موجود ہے۔

۸۶۲ھ میں کالپی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے (نزہۃ الاصفیاء)

## ۵۔ شیخ ابوالفیض گلبرگوی

۴ ربیع الاول ۸۷۵ھ

(بعہد سلطان علاء الدین بہمنی)

الشیخ الصالح ابوالفیض بن یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی "الشیخ من اللہ"

"الکبرگوی" فضل و صلاح میں ممتاز۔ مولد گلبرگہ۔ یہیں پروان چڑھے اور وہیں کے اساتذہ سے پڑھا۔ پھر اپنے حقیقی بھائی شیخ ید اللہ الحسینی سے استفادہ کیا۔ انہی کے حکم سے احمد آباد

بیدر چلے گئے جہاں سلطان علاء الدین شاہ بہمنی نے ان کا استقبال فرمایا اور انہیں زرعی

اراضی والے چند قطعات جاگیر میں عطا فرمائے اور مدوح نے وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور

ان سے محمد بن ید اللہ الحسینی اور دوسرے علمائے استفادہ کیا۔ ۴ ربیع الاول ۸۷۹ھ میں

بعہد محمود شاہ بہمنی احمد آباد میں انتقال کیا۔ (بحوالہ جہاں تاب)

## ۶۔ شیخ ابوالقاسم جرجانی

(بعہد سلطان احمد شاہ علاء الدین بہمنی)

اپنے دور کے ممتاز علمائے ہیں۔ ہندوستان آئے اور دکن کو اپنا وطن ثانی بنالیا۔ یہ

زمانہ سلطان احمد شاہ اور ان کے ولی بعہد علاء الدین بہمنی کا تھا۔ امر کے نزدیک انہیں اچھا اثر و

رسوخ حاصل ہو گیا۔

## ۷۔ شیخ احمد بن برہان گجراتی آخر الاولیاء

۲۲ ربیع الثانی ۸۸۷ھ

شیخ العالم الصالح احمد بن برہان بن ابو محمد ابن ابراہیم بن محمد الخوری شاہان غزویہ  
گجراتیہ کی نسل سے تھے۔ مولد و منشا گجرات ہے۔ شیخ صدر خیابان گجراتی سے پڑھا اور طریقت  
میں شیخ محمد بن عبداللہ حسینی البخاری سے فیض یاب ہوئے۔ تہی کہ مرتبہ کمال تک پہنچے۔  
اور ان سے بہت سے لوگوں نے اکتساب کیا۔

وفات :- اپنے شیخ کی وفات کے بعد ۲۲ ربیع الثانی ۸۸۷ھ میں وفات پائی اور تاج پور ملحقہ احمد آباد ہی میں  
آسودہ لحد ہوئے۔ ان کی عمر ۶۴ سال کی تھی۔ بعض سخن گستر حضرات نے ان کی تاریخ وفات  
آخر الاولیاء ۸۸۷ھ لکھی۔ (مرآة احمدی)

## ۸۔ شیخ احمد بن الحسن بلخی

۲۶ ربیع الاول ۸۹۱ھ

الشیخ العالم الفقیہ احمد بن الحسن بن الحسن بن معز الدین البلخی برہان الدین  
ابوالقاسم ہندی بہاری۔ فرقہ فردوسیہ کے مشہور مشائخ ستہ تھے۔ ۲۷ رمضان ۸۲۹ھ  
میں پیدا ہوئے۔

تعلیم :- عقاید نسفی مع شرح مظفری اپنے جدا مجد حسین بن المغز سے پڑھی۔  
اور لقیہ درسیات اپنے والد ماجد سے۔ حرمین شریف سے گئے۔ حج کیا۔ زیارۃ مدینہ  
سے عثرف ہوئے اور واپس ہندوستان شریف سے آئے۔ اور اپنے والد کے بعد مسند خلافت  
کو زینت بخشی۔ لوگ انہیں "لنگر دریا" کہتے۔

## ۹۔ سلطان احمد شاہ بہمنی

م ۸۸۶ھ

«الملك المويذ» احمد بن داؤد بن الحسن بہمنی السلطان الصالح اپنے حقیقی بھائی

فیروز شاہ بہمنی کی زندگی ہی میں ۸۲۵ھ میں دکن کی سلطنت کا نظام ہاتھ میں لیا۔ اور ماتحتوں کو عدل و سخاوت کے ساتھ اپنا مطیع کر لیا۔ احمد شاہ نے شیخ محمد بن یوسف حسینی نزیل و دین گلبرگہ کی بیعت کی۔

ان کے مسترشین کے لیے سرفلک محل اور قیام گاہیں تعمیر کرا دیں اور ان کے لیے زرعی اراضی وقف کر دی۔ اس نے کفار سے بھی کئی جنگیں لڑیں اور انہیں سرنگوں کر کے ان پر جزیہ عائد کر دیا اور مساجد اور زادے بھی تعمیر کرائے۔

یہ بادشاہ نہایت عادل، فیاض، بہادر، بے باک اور خوش نصیب تھا۔ بہ لڑائی میں کامیابی اس کے مقدر میں تھی۔ اور بہ گتھی اس کی تدبیر سے سلجھ جاتی۔ جو شہر فتح کرتا اس کے باشندے دل سے مطیع فرمان ہو جاتے۔

دکن میں اس نے ۸۳۲ھ میں بیدر آباد کر کے احمد آباد نام لکھا اور اسے دار السلطنت بنایا۔ اس شہر میں عالی شان محل تعمیر کرائے جس پر مشہور شاعر آذری اسفراینی م ۸۸۶ھ نے یہ قطعہ لکھا۔

جنہا قطعہ مشید کہ زفر ط عظمت

آسمان شدہ از پایہ این درگاہ است

آسمان ہم نتوال گفت کہ ترک اولبت

قصر سلطان جہاں احمد بہمنی شاہ است

سلطان احمد شاہ نے ۱۲ سال دو ماہ و دو حکومت دے کر ۲۸ رجب ۸۴۲ھ میں اس

دار فانی سے رحلت کی۔ (تاریخ فرشتہ)

## ۱۰۔ شیخ احمد بن عمر الرودوی

م ۱۵ جمادی الاخریٰ ۸۳۶ھ

صاحب مقامات علیا جن کا دوسرا نام عبدالحق ہے۔ رودی وطن اور اپنے عہد کے ممتاز اولیاء سے تھے۔ کہ ان کی مانند زہد و عبادت میں کوئی ان کا مثل نہ تھا۔ مولد قصبہ رودی ہی ہے جو علاقہ اودھ میں ہے۔ بلوغت میں اپنے برادر حقیقی شیخ تقی الدین کے پاس دہلی تشریف لے آئے۔ مدوح اپنے معاصر علمائیں سربر آوردہ روزگار تھے۔ مگر شیخ احمد صاحب اپنے زہد و شغف عبادت کی وجہ سے درسیات پر مائل نہ ہو سکے۔ دہلی سے پانی پت تشریف لے آئے اور حضرت جلال الدین گادرونی کے ملازم خدمت ہو کر برسوں ریاضت فرمائی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حقائق و معارف کے دروازے کھول دیئے۔ اور علوم ظاہر و باطن میں بھی مہارت تامہ سے ہر ذرہ دیکھا۔ ان کے بعد مرتبہ شیخوخیت پر بھی فائز ہوئے مسلسل پچاس سال تک یہی شغل رہا ہے، بے شمار افراد ان سے مستفیض ہوئے۔ رودی آکر داعی اجل کو لبیک کہا اور ہمیں آسودۃً خلد ہوئے۔ ان کا مزار زیارت گاہ عام و خاص ہے۔

## ۱۱۔ شیخ احمد بن محمد تھانیسری

۸۲۰ھ

ہندوستان کے شعراء الشکرگو سے ہیں۔ فقہ و اصول و ادب عربی میں بھی ان کو ملکہ حاصل تھا۔ دہلی مولد و منشا ہے۔ علوم ظاہری قاضی عبدالمقدر بن رکن الدین شترخی الکنڈی سے پڑھے اور طریقت میں حضرت نصیر الدین محمود اودھی سے مستفیض ہوئے۔ جن کے برسوں ملازم خدمت رہے۔ امیر تیمور کے عہد میں دہلی سے لائے گئے۔ حالانکہ امیر تیمور استفادہ کے لئے انہیں اپنے ہمراہ سفر قندلے جانے پر مجبور تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور دہلی



کالی پی پیچے اور وہیں طرح وطن ڈال دی۔

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ قصیدہ کہا۔

اطار لیبی حنین الطائر الخرد  
واذ کرتی عہد دا بالحمی صدفست  
بہ سبانت لور قتی والقبصم فدھجوا  
ماذا رطرنی عنفس لجد لجد کم  
ایتن الحوی لم یکن بینی وبنیکم  
سکانت مواسم ایام و عزتہا  
عشنا بہا و غیرن النین راقدة  
وا امر منمدع والکرب مندفع  
والشش ملتئم والعهد منہزم  
حتی استہل غراب البین فارحلوا  
من کل ہوجارہ مرقال عدا فرہ  
کانتہ لم یکن بین النین  
صاروا احادیث تروی لجد ما طروا  
بقیت فردا وراح اناس بیانہم  
لا عیش لجد لیبذات اللوی رغلا  
خل الاماہث عن لیبی وجارتہا  
ولیس فی الدین والدنیا و آخرتی  
بدر رؤف رحیم سید مستند  
رب الندی والمجدی والسالمات معاً

رہاج لوعمة قلبی التانہ الکنہ!  
حمارتہ صدحت من الراج الکبہ!  
من بین مضطجع منہم و مستند!  
ولا خیال سرور واور فی نخلہ سی!  
ولیت جبل واری غیر منعقد!  
ولت سراجا علی وغمر ولم تعد!  
والقلب فی جلدک والدم فی رقد!  
والجد سر شیح کمال انجم السعد!  
والشش منتظم لمیرہ بالبدرا  
عند الصباح وشدوا العبر بالقتل  
تبدلی نشاط علی الاعیام والنجد  
الی المدی وکانت النی لم یقید  
ما مع اندھی بالالفاظ کالشہد  
کما سیت بیقی بلا اعتراف الفرد  
ولا وصول الی ذاک الحمی بید  
وارحل الی السید المختار من ادب  
سوی جناب رسول اللہ مقدر  
سہل الفناء وحبیب الباع والصفد  
طفلاً وکھلاً و فی شنب و فی سرد!



باللطف ملتحف بالبر متسدد  
 بالحق متصل بالصدق منفرد  
 في الله محبتهد بالله مقتصد  
 بالشكر متز بالحمد منجود  
 دفاع مظلمة عن كل مضطهد  
 والبذل مشيمته في الوجد والويد

بالعلم مكتف بالحلم متصف  
 بالخلق مشتمل بالوفق مكتحل  
 بالشرع معتصم للدين منتقم  
 بالفقر مفتخر بالزهد مشتهر  
 خطاب مفصلة وصناع مكرمة  
 العدل سيرته والفضل طينته

## ومن تلك القصيدة

وأكرم الخلق من حر ومن عبد  
 والنفس والمال والأهلين والولد  
 وطال شوقى الى لقيالك ياسندى!  
 ويا فوادى ويا ظهري ويا عضدى  
 وليس لى باصطبار عند من مدد  
 بنحو الحجاز ونحو البان والنجد  
 وهل اجر بها اذ يال من برد  
 يالهف نفسى اذا ما كنت لمرافد  
 فليس غيرى يا ووالى ملتجى  
 عن الهوى وزوى الدنيا وعن سدر  
 على البنى بنى الحق والرشده  
 الى الصراط صراط غير ملتجى  
 احبهم شغفا فى الغيب والعتد  
 ربي الفلا فكساها حلة القته

يا افضل الناس من ما هن ومصنف  
 افديك بالروح والقلب المشوقى  
 قد عاقنى البعد عن صوماى ياسكنى!  
 ويا حيرتى ويا روحى ويا حبلى  
 ما الى اليل بقطع البيد من قبل  
 وهل تخب بنا خوص مرحمة  
 وهل اسامر فيها اهلهما صحرا  
 ارجو الوفاة فى ارض حاللت بها  
 عطفاً على ورفقانى ومكرمة!  
 واشفع الى الله لى فى ان يبتظنى!  
 يارب صل وسلم والما ابد!  
 محمد احمد الهادى لامته!  
 وصحبة وزوية الطاهرين ومن!  
 ملاح برق وما سح الغمام على!

مطوۃ بھی پاکر بروا  
عض الارومۃ محضل و ملتبد!

واعبق العوض بالازهار موقۃ  
وما تغر عنید علی فنن

### ترکیبہ :-

• منوش الحان پرندہ کی آواز میری عقل لے اڑی اور میرے قلب سوختہ کی بے چینی میں اور اضافہ کر دیا۔  
• کبوتری نے جو انتہائی سڑیلی آواز کے ساتھ گارہی کھتی مجھے وہ تمام عہد و پیمان یا دودارے جو محبوب کے ساتھ کئے تھے۔

• محبوب نے اس حال میں رات بسر کی کہ قوم کے باقی لوگ یا تو سو گئے تھے یا آرام کر رہے تھے۔  
• اس کے فراق اور دوری کے بعد میری آنکھ کبھی نہ جھپکی اور جہاں ہماری ملاقات ہوئی تھی اس جگہ کا خیال کبھی دل سے نہ نکلا۔

• کاش میرے اور اس کے درمیان محبت نہ ہوئی ہوتی، اور کاش ہم محبت کی رستی میں نہ بندھے ہوتے۔  
• ہم نے اس طرح زندگی بسر کی کہ جدائی کی آنکھ جاگنے والی تھی، قلب کشمکش میں مبتلا تھا اور زمانہ غفلت میں تھا۔

• غم و اندوہ کے بادل چھٹنے والے تھے اور جسم ستاروں کی طرح روشن تھا۔  
• قبیلے اکٹھے ہونے والے ہیں اور عہد و پیمان کی تجدید ہونے والی ہے، اور بھرے ہوئے کام اور متفرق امور جمع ہونے والے ہیں۔

• یہاں تک کہ جدائی اور فراق کے کووں نے کوچ کیا اور صبح سویرے بھورے رنگ کے اونٹ وادی قند سے روانہ ہو گئے۔

• جب قافلہ کے لوگ روانہ ہوئے تو ہر ٹکے ماند سے اور تازہ دم کے چہرے پر خوشی و مسرت کے آثار نظر آ رہے تھے۔  
• گویا ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وادی لوی تک پہنچے پہنچے ان کا باہمی تعلق ختم ہو گیا تھا اور ان میں پہلے سے کوئی آشنائی نہ تھی۔

• قافلہ کی روانگی کے بعد ان کی باتوں اور داستانوں نے لوگوں کے کانوں پر صلاوت اور شیرینی گھول دی۔

• قافلہ تو چلا گیا۔ مگر صرف ایک متنفس باقی رہ گیا جیسے تلوار بغیر میان کے رہ جاتی ہے۔

• وادعی لوی کی راتوں کے بعد اب کوئی عیش و مسرت باقی نہیں رہی، اور اب اس وادی کی طرف پہنچنا میری ہمت و اختیار سے باہر ہے۔

• محبوبہ اور اس کی سہیلیوں کے ذکر کو رہنے دو! اب میرے سردار اور سید مختار کی طرف کوچ کر!

• دنیا و آخرت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی میرا ماویٰ و ملجا نہیں ہے۔

• جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کرنے والے ہیں، مہربانی کرنے والے ہیں، رحیم ہیں، سردار ہیں، پیشوا ہیں، سائل پر کسادگی اور فراخی کرنے والے ہیں، اور بخشش کرنے والے ہیں۔

• ہر حال میں، ہر صورت میں اور ہر کبیر و صغیر پر بخشش اور مہربانی کرنے والے ہیں۔

• علم کی حفاظت کرنے والے ہیں اور ظلم کے ساتھ متصفت ہیں، لطف و کرم میں لپٹے ہوئے ہیں اور بھلائی پر تکبیر کئے ہوئے ہیں۔

• اچھی عادتوں کے حامل ہیں اور نرمی کا سرمہ لگائے ہوئے ہیں، حق کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور سچائی میں منفر و ہیں۔

• شریعت کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں، دین کے معاملہ میں سزا دینے والے ہیں، اللہ کے لئے کوشش کرنے والے ہیں اور ہر کام میں اللہ ہی کی خوشنودی کا ارادہ کرنے والے ہیں۔

• فقر پر فخر کرنے والے ہیں، زہد کے لئے اپنے کو تیار کرنے والے ہیں، شکر کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ حمد کے لئے اپنے کو راہ چیزوں سے، خالی کرنے والے ہیں۔

• حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والے ہیں، خطیب ہیں، معظّم و مکرم ہیں اور دشوار چیزوں کو سہل اور آسان کرنے والے ہیں۔

• انصاف ان کی میرت ہے اور فضل و کرم ان کی عادت ہے، اور عیش و فراخی اور بے مانگی دونوں حالتوں میں خرچ اور ایثار کرنا ان کی طبیعت ہے۔

### ومن تلك القصيدة (۴)

• اے تمام موجود اور آنے والے لوگوں سے افضل، اور تمام آزاد اور غلام لوگوں سے زیادہ بلند اخلاق۔

- میں اپنی رُوح، مشاققِ دل، مال و دولت اور اہل و عیال سمیت تجھ پر فدا ہوں۔
- تحقیق دُوری نے مجھے میری منزل اور مقصود سے روک دیا، اور اے میرے سردار۔ تجھ سے ملنے کا شوق مجھ میں اور کبھی نہ باورہ ہو گیا۔
- اے میری زندگی، اے میری رُوح، اے میرے جسم، اے میرے دل، اے میری نِشست اور اے میرے اعضاء۔
- کیا یہ درختوں کے بکھرے ہوئے اور ان جانے پتے نجد اور حجاز کی طرف رہ نمائی کرنے میں ہمارے ساتھ دھوکہ کریں گے؟
- اور کیا ہم اپنے احباب اور گھر والوں سے صبح تک بات چیت کریں گے اور ان کے دامنِ شوق کو کھینچیں گے!
- جس سرزمین اور وادی میں ہم اترے ہیں وہاں ہم اجتماع کی اُمید کرتے ہیں۔
- اے میرے آقا۔! مجھ پر لطف و کرم اور شفقت و عنایت کیجئے، آپ کے سوا میرا مولا اور مددگار کون ہے!
- میں اللہ کی مدد طلب کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھے دُنیا کی حرص و ہوس سے محفوظ رکھے!
- اے پروردگار! تو حضور علیہ السلام پر جو نبی برحق ہیں ہمیشہ صلوٰۃ و سلامتی نازل فرما!
- جن کا نام نامی محمد اور احمد ہے۔ جو اپنی اُمت کو بالکل ٹھیک اور سیدھے راستہ پر چلانے والے ہیں۔
- آپ کے صحابہ اور آپ کے آل و ازواج کی محبت اور ان کا ذکر ہر خلوت و جلوت میں میرا محبوب مشغلہ ہے۔

## ۱۲۔ احمد حنیف کی بیجا پوری

۲۲ ربیع الاول ۱۲۲۳ھ

«الشیخ الصالح» احمد بن ابوالاحمد۔ علمائے عالمین اور حضرت ابوالقاسم حنیف لعبدالوی کی اولاد سے تھے۔ بیجا پور کے نواحی قریہ کر بجگی وطن تھا اور وہیں مدت الحمدروس دیا۔ جس میں بے شمار افراد نے ان سے فیض حاصل کیا۔ (تاریخ دکن)

## ۱۳۔ شیخ احمد کجراتی

۱۰ ماہ شوال ۱۲۲۳ھ

«الشیخ الصالح» احمد بن ابوالاحمد المشہور بہ احمد حجت۔ ممتاز علمائے ہیں۔ شریعت و طریقت دونوں میں شیخ احمد کھتوی کجراتی سے اکتساب کیا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے حتیٰ کہ شیخوخیت کے مرتبہ پر فائز ہوئے اور آپ سے بے شمار افراد مستفید ہوئے۔ شرفتن کجرات میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں دفن ہوئے (تاریخ دکن)

## ۱۴۔ احمد بن ابوالاحمد قزوینی

(لعبد محمود شاہ بہمنی)

«الشیخ الفاضل» احمد قزوینی سلطان محمود شاہ بہمنی کے عہد میں مشہور اکابر سے تھے۔ سلطان غیاث الدین محمود نے انہیں سیف الدین غوری کی جگہ ۷۹۹ھ میں وکالت مطلقہ پر فائز کیا اور اسی سنہ میں اس منصب سے معزول کیا۔ مگر سلطان احمد شاہ یا اس کے ولی عہد علاء الدین بہمنی کے عہد میں وکالت عظمیٰ پر فائز ہوئے۔ آپ اکابر علمائے ہیں۔



## ۱۵۔ احمد شاہ گجراتی

م ۱۲۵ھ

الملك المويّد۔ احمد بن مظفر گجراتی۔ كينت ابو الفضل۔

مسلمان صلح ۷۹۳ء میں اپنے دادا کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے اور ان کی وصیت کے مطابق دادا کی رحلت پر ۸۱۲ھ میں تمام سلطنت ہاتھ میں لی انہوں نے اپنے عہد حکومت میں عدل و احسان کا دامن وسیع کر دیا۔ کئی ستر اور قلعے فتح کیے۔ کفار سے جنگیں لڑیں اور ان پر فتح حاصل کی۔ گجرات میں ایک نیا شہر آباد کیا جس کا نام احمد آباد رکھا اور اسے اپنا دار السلطنت مقرر کر لیا۔ اس شہر میں کئی سر فلک تعمیر کرائیں۔ زراعت کو ترقی دی۔ ریاست کا کام چلانے کے لیے سربر آوردہ عمائدین مقرر کیے۔ جن سے سلطنت کی بساط نہایت عمدہ انداز پر بچھ گئی۔ تمام عالم اسلام کے سربر آوردہ علماء کرام کو احمد آباد تشریف لے آئے۔ اور فکر دنیا سے بے نیاز ہو کر عہدہ مقانیف میں مشغول ہوئے۔

ان سے حضرات میں شیخ الامام بدر الدین محمد بن ابوبکر دامینی ہیں جنہوں نے سلطان کے لئے ابن مالک کی کتاب شرح التوسیل قلم بند کی اور مصابیح الجامع جو صحیح بخاری کی شرح ہے اور عین الحیوة جو دارمی تصنیف میری کی کتاب حیوة الحیوان کا اختصاف تفسیری ہے معنی اللیب کی شرح تحفۃ الغریب تصنیف کیں۔

باغ دنیا کی صرف ۳۲ بہاریں دیکھیں۔ مرآة سکندری

۱۷۔ ان کے سوا اور ایسی کئی کتابیں ہیں جو امام دامینی کے ترجمہ میں مذکور ہیں۔

## ۱۶۔ شیخ احمد بن محمود نہروانی

محرم سنہ ۸۰۰ھ

”الشیخ الصالح“ الفقیہ احمد بن محمود الحسینی العریضی نہروانی گجراتی مشایخ پشتیہ سے ہیں۔ مولد گجرات ہے۔ اپنے عم محترم شیخ حسین بن عمر العریضی عینات پوری بم گجراتی سے پڑھا۔ اور ان کی خدمت میں مدت تک ملازم رہے۔ طریقت بھی ان ہی سے حاصل کی۔ ان کی رحلت کے بعد ان کی نیابت خلافت سے بھی سرفراز ہوئے۔

صاحب وجد وصال تھے۔ عالم وجد ہی میں واصل ہوئے۔ نہروالیہ میں اپنے عم ملاح کے مزار کے ساتھ ہی دفن ہوئے (گلزار الابرار)

## ۱۷۔ شیخ احمد بن یعقوب البتی

”الشیخ الصالح“ الفقیہ جلال الدین ابن احمد بن یعقوب بن محمود بن سلیمان البتی علم و فضل اور زہد و پارسائی میں عدیم التظیر تھے۔ طریقت میں شیخ جلال الدین حسین بن احمد حسینی بخاری اچی سے مستفیض ہوئے۔ ان سے کتاب متفق النظم — اور — الشفافی حقوق المصطفیٰ مولفہ قاضی عیاض نے ان سے روایت بھی کی اور احادیث میں کتاب ”الفوائد الجلالیہ“ لکھی۔ جو لواب لوز الحسن خاں سپر لواب صدیق حسن خاں کے کتب خانہ میں ہے۔ ان کی وفات کا کچھ علم نہیں۔

۱۔ لواب صدیق حسن خاں کے کتب خانہ میں سے جو کتابیں لوز الحسن خاں صاحب کو ملیں کچھ تو ان سے یا ان طریقت نے چھپٹ لیں جو اس تاخت سے چم گئیں وہ بشمول حصہ لواب علی حسن خاں ندوۃ العلماء لکھنؤ میں وقف کر دی گئیں۔ ان کی فہرست کتب خانہ میں علیحدہ ہے جو راقم نے دیکھی ہے

## ۱۸۔ شیخ احمد بن ابوالاحمد مانک پوری

م ۸۹۹ھ

«السید الشریف» احمد بن ابوالاحمد مانک پوری المشہور بہ شاہ جہاں ۷۸۹ھ میں مانک پور میں پیدا ہوئے اور سن رشد میں اچھ (سندھ) آکر شیخ صدر الدین بخاری سے طریقت حاصل کی۔ اور پھر حج کے قصد سے روانہ ہوئے۔ تو گجرات آکر رک گئے اور شادی کر لی پندرہ ماہ قیام کجھیا سے پھر نہایت حرمین کا ارادہ کیا۔ اور ۱۲ سال تک حجاز میں قیام کیا۔ اس اثنا میں ۱۲ حج کیے۔ پھر ہندوستان واپس آگئے اور نہروالہ میں مقیم ہوئے۔ حتیٰ کہ اس اثنا میں ۹ ذوالحجہ میں ہمیں آسودہ لحد ہوئے ان کے مستشرقین میں سے ایک صاحب نے انہی کے قول «وارث امام علی» سے ان کا سن وفات مستخرج کیا اور «وارث امام» سے سنہ ولادت اور علی کے لفظ سے ان کی مدت عمر (مرآة احمدی)۔

## ۱۹۔ شیخ شہاب الدین الکتھوی

۱۲ اشوال ۸۲۹ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ الزلیہ» شہاب الدین احمد بن عبداللہ الکتھوی السمرجی۔ ہندوستان کجھ میں ممتاز و سرخیل علما سے تھے۔ مولد قریہ کھتو در لواح ناگ پور اور سال ولادت ۷۳۷ھ ہے شیخ اسحاق مغربی کی نگرانی میں پیر وال چڑھے اور گونا گوں مسائل سے بہرہ ور ہوئے ان کی خدمت میں ان کی رحلت تک ان سے فرقہ خلافت از زانی ہوا۔ سمندر کے راستے زیارت حرمین کے لئے تندرہ حال فرمایا واپسی پر حجاز ہی سے کٹھ سے کا ارادہ کر لیا۔ یہاں سے بخارا تشریف لے گئے اور واپسی پر ۸۰۲ھ میں گجرات تشریف لائے۔ گجرات کے بادشاہ فیروز شاہ اپنے اور ان کے زمانہ قیام دہلی میں شیخ ممدوح سے متعارف تھا۔ کہ وہ اس دور میں فیروز شاہ کے اراکین سلطنت میں تھے۔ بادشاہ نے شیخ کو قریہ کھتو میں اقامت کا حکم دیا۔ جس کی وجہ سے انہیں اراکین میں وجاہت

حاصل ہو گئی اور محدود عوام معاصر بادشاہوں اور امرا میں مقبول ہو گئے۔ احمد شاہ گجراتی نے ان کی بیعت کر لی اور آپ نے سرکھج سے ساہیل پر ایک بستی احمد آباد کے نام آباد کی شیخ کے طفوفات کو محمود بن سعید ارجی نے تحفۃ المجالس کھام سے بکجا کر لئے جن میں سے ایک واقعہ درج ذیل ہے :-

جب میں سمرقند پہنچا تو بہر نئی بستی میں روز پر میرا معمول کسی مسجد میں جانا تھا۔ سمرقند کی جس مسجد میں گیا، دیکھا کہ ایک استاد کے حضور کئی طلبہ حلقہ کیے سبق پڑھ رہے ہیں۔ اس لمحہ میرے تن کے کپڑے بوسیدہ اور سر پر لبنیر عمامہ کے ایک ٹوپی تھی۔ میں جوتوں والی جگہ میں بیٹھ گیا۔ استاد کے سامنے حسامی پڑھی مبارہی تھی بٹھنے والا بار بار اعرابی غلطیاں کرتا۔ استاد صاحب سنتے اور کسی غلطی پر تنبیہ نہ فرماتے۔

میں سر کتاب حلقہ میں در آیا۔ استاد نے دیکھا تو مجھے اپنے قریب بلا لیا۔ اور مہربانی سے پیش آیا۔ استاد نے مجھ سے اصول فقہ میں چند سوال کیے جن کے صحیح جواب پا کر فرمایا :-

”اس تبحر علمی کے باوجود آپ کتنا بوسیدہ لباس زیب تن کیے ہوئے ہیں حتیٰ کہ سر کی ٹوپی بھی جا بجا سے شق ہے۔“

میں نے عرض کیا۔ ”علم بجائے خود قابل فخر و مباہات ہے۔“

اگر میں ایسے علم کے ساتھ لباس فخرہ زیب تن کر لوں تو میرے لہنس میں

فساد ابھر کر میرے اخلاق خراب کر دے گا۔“

شیخ نے ایک رسالہ سلطان احمد شاہ گجراتی کے لیے لکھا۔ جس کی شرح ابو حامد اسماعیل

ابن ابراہیم نے کی اور عبداللہ محمد بن عمر آصفی گجراتی نے تاریخ گجرات میں شیخ کا مولد و وفات اور عمر پر سہ امور ان الفاظ میں قلم بند کیے ہیں۔



مولد کھنوازلواری ناگ پور

سال ولادت ۱۷۷۷ء

وفات درماہ شوال ۱۲۱۹ء

قریب سرکھج میں واصل بحق ہوئے۔

ابو حامد ممدوح نے شیخ کا جو مرتبہ لکھا اس کا مطلع ہے۔

مخن بحالطین وهو مثل جبال

ان ذریاً لنا الترمببال

اور تاریخ وفات میں یہ شعر!

سكان دال یاء من الشوال!

طاوہمید علی ثمان منات

اور ان کی عمر پر یہ شعر!

مات یوم الخمیس قبل الزوال!

عمره ولنا علی انه قطب

ابو حامد آصفی ممدوح لکھتے ہیں کہ شیخ کی رحلت پر ایک شاعر نے سلطان محمد ابن احمد

کے دربار میں جو مرتبہ پڑھا اس کے دو شعر یہ ہیں۔

چو شیخ احمد امام دین و دنیا سوی فردوس می شد خرم و شاد

فلک می گفت در تاریخ آن سال شہ عالم محمد رابقا باد!

## ۲۔ قاضی احمد ابن عمر دولت آبادی

۲۵ رجب ۱۷۷۹ء

الشیخ الامام العالم الکبیر الحدیث احمد بن عمر الزادی قاضی القضاة، ملک العلماء، شہاب

الدین بن سمش الدین - دولت آبادی - ہندوستان کے ائمہ دین سے تھے۔ صاحب تذکرہ

۷۔ ولی بھری کے بعد دولت آباد دہلی میں پیدا ہوئے۔ وہیں پروان چڑھے۔ مولانا خواجگی دہلی

اور قاضی عبدالمقتر ابن رکن الدین شترخی الکندی سے پڑھا۔ نہ صرف فقہ و اصول اور ادب میں



ممتاز قرآن تھے بلکہ کسی علم میں بھی ان کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

انصے کی ذہانت، رسائی اور ادراک، تنہم، قوت، ملاحظہ، مطالعہ میں انہماک

نہ تو مطالعہ سے سیر ہوتے۔ نہ علمی مشاغل ان کو تھکاتے اور نہ بحث و نقد

میں گھبراتے۔

ایک مرتبہ قاضی عبدالقادر مدوح کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کے جانے کے

بعد قاضی صاحب نے فرمایا "میرے پاس ایسا شخص آیا جس کا گوشت پوست اور استخوان

سب علم ہی علم تھا۔"

جب مولانا خواجگی کی خدمت میں رہنے لگے اور مولانا دہلی سے کالپی آئے تو آپ

بھی استاد کے ہم رکاب تھے۔ مگر چند روز کالپی رہنے کے بعد جون پور تشریف لے گئے۔

جہاں ان کے اعزاز و اکرام میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہوا۔ اور جب سلطان ابراہیم شرقی نے

آپ سے ملاقات کی تو قاضی احمد نے جون پور ہی میں طرح اقامت ڈال دی۔ سلطان مدوح

کی ملاقات کے لیے دربار میں تشریف لے جاتے تو آپ کے لیے ایسی کرسی پیش کی جاتی

جس کرسی کے پائے چاندی کے تھے۔

قاضی محمد بن قاسم ابن غلام علی بیچا پوری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے۔

ایک مرتبہ قاضی صاحب مدوح صاحب فرار ہوئے تو سلطان ابراہیم مدوح بنفسہ عیادت

کے لیے تشریف لائے۔ سلطان نے عبادت گزاروں سے پانی طلب کیا اور برتن دیا

میں لے کر قاضی صاحب کے سر پر پانی کا قدح سات مرتبہ طواف کرانے کے بعد یہ دعا کی:-

اللہم ان قدرت لہ موقفا صوفہ عنہ الیٰ ۛ

"الہی اگر تو نے قاضی کے لیے موت مقدر ہی فرمادی ہے تو اس

کی بجائے موت میری طرف پھرا دے۔"

مضامین:- قاضی احمد صاحب نے کئی کتابیں لکھیں جو عربی و ہندی میں بہت مقبول

(۱) اشرح کافیہ ابن حاجب :- چلی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ اس شرح پر مولانا الفاضل میان اللہ جون پوری نے حاشیہ لکھا "مگر صحیح یہ ہے کہ میاں اللہ جون پوری نے یہ حاشیہ لکھا ہے۔"

(۲) شرح الہندی حاشیہ للتوقانی وکاذرونی اور عیاش الدین منصور شیرازی - بر حاشیہ

(۳) ارشاد :- "خونیں نہایت عمدہ کتاب ہے" اولہ الحمد للہ کما یجب ویرضی الخ،

(۴) معافیہ :- ارشاد کے آخر میں ہے۔

(۵) اشرح بزودی :- در اصول فقہ تاجت امر مصنفہ الشیخ محمد بن علی بن جون پوری۔

(۶) دولت آبادی کی تفسیر القرآن پر فارسی میں حاشیہ لعنوان البحر المواجه !

(۷) حاشیہ قصیدہ بانہ سجاد

(۸) حاشیہ قصیدہ برودہ

(۹) رسالہ فی تقسیم العلوم (در فارسی)

(۱۰) مناقب السادات (در فارسی)

(۱۱) ہدایۃ السعادت (در فارسی)

(۱۲) رسالہ فی الحقیقۃ الاسلامیہ

اور دیگر مصنفات

انص کے رسالہ نمبر ایک (شرح کافیہ ابن حاجب) پر شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے

اپنی کتاب اخبار الفضلاء میں لکھا ہے :-

تفتیح المسائل میں ان کی لکھی ہوئی کافیہ ابن حاجب کی شرح ان کی تمام تصنیفات سے اچھی ہے

اور ان کی تفسیر "البحر المواجه" (بر نمبر ۴) پر شاہ صاحب محدود فرماتے ہیں :-

"فانہ تجشم فیہ رعایۃ السیج فاضطرالی ایوار الفاظ و عبارات ہی حشر فی الکلام

لاطائل محتما ومع ذلك فانه كتاب نافع مفيد في الجملة محتاج الى التنقيح والتهديب  
 داس میں مصنف شوکت الفاظ کی ترتیب میں سبج عبارت تک آپہنچا جس سے بعض  
 مقامات میں حشو و زاید کے ساتھ لاطائل باتیں بھی آگئیں۔ مگر یہ کتاب نافع اور فی الجملہ مفید  
 ہے۔ اگرچہ تنقیح و تہذیب کی محتاج بھی ہے)

ان کی کتاب البحر الموانج کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں تراکیب نحوی اور وجودی  
 متصل کو کمال بسط و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب کئی جلدوں میں ہے۔  
 وفات: شہر جون پوری میں ہوئی اور جامع مسجد سلطان ابراہیم کے جنوبی گوشے  
 میں سپرد خاک ہوئے تاریخ ۲۵ رجب ۱۲۶۹ھ ہے۔

## ۲۱۔ قاضی احمد بن محمد جونپوری

۱۱۵۰-۱۲۶۹ھ

«الشیخ العالم الکبیر العلامۃ» احمد بن محمد حنفی گیلانی لقب قاضی نظام الدین جون پوری۔  
 حنفیہ کے فقہائے کبار سے تھے۔ ان کے اسلاف میں سے ایک صاحب عرب سے تشریف  
 لائے اور گجرات دکن میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہاں قاضی نظام الدین احمد بن محمد پیدا ہوئے۔  
 اور بڑے ہوئے پر مشہور و ممتاز اساتذہ سے پڑھا۔ یہاں تک کہ فقہ و اصول فقہ میں مہارت حاصل  
 کر کے اکابر علماء کی صف میں آگئے۔ پھر جون پور تشریف لائے اور سلطان ابراہیم شرقی نے  
 آپ کو جون پور کا قاضی مقرر کر کے العمامت شاہی سے نوازا اور قدر و منزلت سے ممتاز کیا۔  
 مصنفات :- «فتاویٰ الابرار اہم شایبہ سے جس میں حنفی مسلک کے مطابق فقہی مسائل پر کلامہ چلی ہے  
 کشف الطنون میں لکھا ہے»

ہو کتاب کبیر من افخر الکتب کفتاویٰ قاضی خاں، جمعہ من مائتہ وستین<sup>(۱۶)</sup>  
 للسلطان ابراہیم شاہ اولیٰ «الحمد لله الذی رفع منار العلم واعلیٰ مقدارہ» انتہی

(وہ فتاویٰ قاضی خاں کی مانند بڑی جلیل القدر کتاب ہے، جسے  
مؤلف نے (۱۶۰) کتابوں سے اخذ کیا اور بادشاہ ابراہیم شاہ  
کے لیے لکھی اس کا حرف اول ہے "الحمد لله الذی رفع منار  
العلم و اعلى مقداره")

انص کی قبر قریب چاکپ پور لواح جون پور میں ہے (بحوالہ تجلی لوزر)

## ۲۲- شیخ احمد بن عبداللہ شیرازی

"الشیخ العالم المحدث الصوفی السیاح" احمد بن عبداللہ ابن ابو الفتح ابن ابو الخیر بن

عبد القادر الحکیم ————— طاووسی شیرازی ————— اور لقب ہے لوز الدین ابو الفتح جو  
مشہور رجال علم و معرفت سے تھے۔

اساتذہ :- سید شریف زین الدین علی جرجانی وغیرہ۔ ان کے بعد شیخ سمش الدین

محمد بن جزری — اور مجد الدین فیروز آبادی —

صحیح بخاری میں ان کے شیوخ یہ ہیں۔

(۱) شیخ معمر بابا یوسف بہروی المشہور بسہ صد سالہ (یعنی معمر بہ ۳۰۰ صد سال)

(۲) محمد بن شاذلیت فرغانی جو بچائے خود ان معمرین کے شاگرد تھے۔

۳) ابو القمان یحییٰ بن عمار بن مقبل ابن شاہال الختالی سمرقندی (۱۶۳) سالہ عمر

ب :- جنہوں (۱) نے — محمد بن یوسف ہنری سے اور انہوں نے امام بخاری

(محمد بن اسمعیل) سے سماعت کی۔ اور مشکوٰۃ المصابیح (حافظ ولی الدین ابو عبداللہ

محمد بن عبداللہ ابن الخطیب تبریزی) میں شیوخ حسب ذیل سے پڑھا۔

شیخ شرف الدین عبدالرحیم بن عبدالکریم الجری کہ شاگرد ہیں شیخ امام الدین علی بن

مبارک شاہ صدیقی سلوچی کے جو شاگرد ہیں۔ مؤلف مشکوٰۃ کے۔ یہ نو حدیث کے اسناد ہیں،

اب ان کے فرقہ ہائے تصوف کے شیوخ لکھے جاتے ہیں۔

**در طریقہ سہروردیہ :-** زین الدین البرجکروانی کہ مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن قریشی بھیری کے جو ان حضرات سے مسترشین تھے۔

وہ شیخ جمال الدین ابن لویف بن عبداللہ کورانی

ب :- شیخ نجم الدین محمود بن سعد اللہ صفہانی

ج : شیخ نجیب الدین علی بن برغش شیرازی

د : شیخ شہاب الدین عمر سہروردی امام طریقہ سہروردیہ۔

شیخ تقی الدین محمد الخنجی جو مرید ہیں

**در طریقہ کبیریہ :-** (دو) اپنے عم بزرگوار شیخ جمال الدین ابراہیم ابن عبدالسلام کے اور یہ مرید ہیں اپنے والد گرامی شیخ امین الدین عبدالسلام الخنجی کے اور یہ مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائینی کے۔

ب :- شیخ جمال الدین السیدین یحییٰ سبحتانی سے جو مرید ہیں شیخ شرف الدین الحسن بن عبداللہ غوری کے جو مرید ہیں شیخ رکن الدین ابوالکاسم احمد بن محمد بن احمد البیانچی المعروف بہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کے جو مرید ہیں شیخ نور الدین عبدالرحمن اسفرائینی مذکور (درجہ) کے۔

ج : احمد جوزقانی جو مرید ہیں شیخ زہنی الدین علی بن سعید عبدالجلیل جوینی المعروف بہ بلال جو مرید ہیں صاحب طریقہ نجم الدین ابوالخوارب احمد بن عمر خویفی المشہور بہ کبریٰ کے۔

**در فرقہ طاووسیہ :-** شیخ محمد بن علی ملاسانی جو مرید ہیں شیخ کمال الدین کے اور یہ مرید ہیں اپنے والد ابراہیم کے یہ مرید ہیں اپنے والد الفقیہ احمد کے جو مرید ہیں شیخ بابا حسین السیرجانی کے جو مرید ہیں شیخ محمد کندہ کیش حریری کے یہ مرید ہیں خواجہ محمد جوش بابا کے اور یہ مرید ہیں بابا نعمت اللہ سازبادی کے جو مرید ہیں شیخ



محمد خواجگان کے اور یہ مرید ہیں شیخ عبدالرحیم اصطخری کے جو مرید تھے شیخ ابوالخیر اقبال الشہیر  
بہ طاووس الحرمین کے اور یہ تھے مرید شیخ ابوالحسن سروانی کے جو مسترشد تھے حضرت جنید  
بخدادی کے۔

شیخ نظام الدین ابراہیم حسینی گادرونی — جو مرید تھے شیخ  
در خرقہ مہدیت — سید الدین گادرونی کے اور یہ مرید ہیں رکن الدین ابوالمنصور کے  
جو مسترشد تھے اپنے والد صدر الدین مظفر کے جو مرید ہوئے سمش الدین عمر ترکی کے اور یہ مسترشد  
تھے ابوالفضائل عبدالمنعم کے جو مرید تھے اپنے دادا ابوالفتح کے اور یہ مرید تھے اپنے والد  
ابوسعید بن ابوالخیر کے جو مسترشد تھے ابوالفضل بن ابوالحسن سرخی کے جو مرید تھے ابوالفرسراج  
کے اور یہ مرید ہیں ابو محمد رلتش کے جو مسترشد ہیں حضرت جنید بخدادی کے۔

سید الکبیر نور الدین نعمت اللہ المحلی نے کہ مرید تھے  
در طریقہ نعمت اللہیہ — شیخ عبدالشہاب میکی کے جو مرید تھے عبداللہ یافعی میکی کے  
سید شریف زین الدین علی الجرجانی مرید شیخ علاء الدین عطار  
در طریقہ نقشبندیہ — جو مسترشد تھے محمد بہاء الدین نقشبندی امام طریقیہ  
نقشبندیہ کے۔

اور صاحب ترحید نے خرقے کن کن مریدوں کو عطا فرماتے؟  
۱۔ شیخ عبداللہ بن محمود حسینی بخاری گجراتی اور ان کے پوتے (۲) سید سببہ اللہ بن علاء اللہ

الحسینی الشیرازی وغیرہ بے شمار حضرات

اور حدیث میں آپ کے قلامندہ

۱۱ تاج الدین ابن عبدالرحمن ابن مسعود ابن محمد مرشدی گادرونی۔

۱۲ علامہ علاء الدین ابوالعباس احمد بن محمد نہروانی جو والد ہیں شیخ قطب الدین محمد نہروانی

مفتی مکہ۔

(۳) - اور صاحب ترجمہ کے صاحب زادہ عبید اللہ ابن الحسین شیرازی مذکور و عنینہ  
بے شمار حضرات۔

مضامین :- متعدد نافع تصانیف ہیں، الہلال جملہ رسالہ جمع الفرق لرفع الخرق (جس کا  
تذکرہ شیخ صفی الدین احمد قشاشی مدنی نے اپنی تالیف السمط المجید میں فرمایا۔

## ۲۳۔ شیخ احمد بن عمر پنڈویؒ

۲۱ ذیقعد ۸۱۸ھ (مدفن پنڈوہ)

الشیخ العالم الفقیہ الزاہد، نور الدین احمد بن عمر بن اسعد اللابوری الپنڈوی المشہور  
بنور الحق و قطب العالم کہ اولیاء سالکین، اصحاب ریاضت و مجاہدات سے تھے۔ قریہ پنڈوہ  
مولد اور یہیں پر وان پڑھے۔

اساتذہ :- حمید الدین احمد الحسینی الناکوری، مدفون بہ موضع پنڈوہ۔

اور شیوخ در فقر :- آپ کے والد ماجد عمر بن اسعد، جن کی خدمت میں برسوں  
رہے۔ بعد اس طرح اپنے رب سے وابستہ ہوئے کہ عفاف و قناعت اور نفس کی شکستگی  
شیوہ ہی ہو گیا۔

کہا جاتا ہے کہ انہوں نے اپنے باپ سے وابستہ فقر کی خدمت گزار ہی میں اس  
قدر انہماک برتا کہ مسلسل ۸ سال تک مطبخ کے لیے ایندھن کاٹ کر لاتے رہے۔ ادھر ان کا بڑا بھائی  
اعظم نماں وزیر تھا جو ان کا بڑا بھائی خیر خواہ تھا۔ صاحب ترجمہ نے ایک عرصہ تک فقراء  
کے بیت الخلاء صاف کرنے کی خدمت اپنے ذمہ لے رکھی ایک دفعہ ایک بیت الخلاء کے  
باہر جھاڑو دے رہے تھے کہ لاعلمی میں ایک شخص نے ان سے ان پر پاتخانہ پھینک دیا۔ لیکن  
انہوں نے پھر بھی آواز نہ دی کہ کہیں شرمندہ نہ ہو۔

لہ پنڈوہ قریہ ہے مالہ (بنگال میں) کبھی بہت آباد تھا اور اب بالکل برباد ہے۔ (منجم الامکنہ)

وہ اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے۔  
 انصاری کے مرید :- حمام الدین مانک پوری اور ان کے ماسوا بے شمار حضرات ہیں۔  
 تصانیف :- اپنے مریدوں کی طرف مکاتیب کے علاوہ مولانا الفقرا و زکار فقرا و  
 استفحال آن ہا۔ دوسری کتاب انیس الخراب ہے۔

## صاحب ترجمہ کے بعض اقوال

- ۱۔ اگر مال آگیا تو میں ایثار برتوں گا۔ اور تنگ دستی ظاہر نہ ہونے دوں گا۔
- ۲۔ ہر کہ دعوت لے کند کہ بجائے رسیدیم اونا رسیدہ است۔  
 اور انصاری کے خطوط کے بعض جملے :-
- ۳۔ بے پارہ عزیزوں کو مسکین عمر بیا دلوں دلوں کے معقول نیافتہ!
- ۴۔ دور تیر حیرت و میدان مسرت چوں گو سے سرگرداں شدہ!
- ۵۔ ہجرت شب بزاریم کہ صبا نداد بوائے  
 ندمید صبح بختم چہ گنتہ نغم صبارا
- ۶۔ عمر از ۴۰ سال گزشتہ و تیر از شست جہتہ و از شیر نفس امارہ ساعت نرسبتہ جزا بد  
 بردست و آتش در جگر آب در دیدہ و خاک بر سر نہ پیوستہ۔ جزا امت و خجالت بر تنگ  
 نہا و تیرہ در و آہ پاگر نیری نہ!
- ۷۔ درد را باکش! اسے برادر درورا۔
- ۸۔ دل مروان دیں پر درد باید ز محنت فرق نشان پر گرو باید  
 انصاری کے مکاتیب کے بعض جملے :-
- ۱۔ عوام در طہارت ظاہر کو شند و خواص در طہارت باطن! از حق تعالیٰ ندا آید۔

عبدی طہورت منظر الخلاق سینہ خصل طہورت منظری ساعت  
 اسے میرے بندے! تو لوگوں کے دیکھنے کے مقام تو پاک رکھے رہے مگر میرے  
 دیکھنے کا مقام ایک ساعت کے لیے بھی پاک نہ رکھا۔

افیت عہدک طہارت ظاہر بخروج حدث بشکند و طہارت باطن  
 بیاد صحت بشکند۔

ذو نے اپنی عمر ختم کر دی۔ ظاہری طہارت میں کہ حدث ظاہری ہو گیا۔ مگر طہارت  
 باطنی اسے حدث کی یاد میں کھو دی۔ (جو الہ گنج ارشدی)

## ۱۴۔ شیخ احمد بن محمد راجپوری

۱۵ صفر ۹۰۶ھ - ۹۲۲ھ

الشیخ الکبیر احمد بن محمد بن علی بن شہر حسینی رائے پوری۔  
 لقب شمس الدین بن جلال الدین (یہ ان کے والد محمد بن علی کا لقب ہے) اولیائے کبار  
 سے ہیں۔ شہر گئے (از نواحی بیجاپور و کن) میں پیدا ہوئے۔

اساتذہ :-

اپنے والد سے برسوں استفادہ کرتے رہے۔ اجازتوں رائے پور شریف، لاکر طرح وطن  
 ڈال دی۔ ان کے ہاتھ پر بے شمار افراد نے اسلام قبول کیا۔ شہر رائے پور ہی میں سپرد  
 خاک ہوئے۔

## ۱۵۔ شیخ اسحاق ابن بہرام الہندی

السید الشریف اسحق بن بہرام بن محمد الحسینی البخاری الہندی۔ اپنے دور کے معروف شیوخ سے  
 ہیں۔ ان کا نسب جلال الدین حسین بن علی الحسینی البخاری تک تین واسطوں سے پہنچتا ہے۔

مولد و منشا: شہراچ ہے۔ یہیں درسیات پڑھیں اور طریقت میں اپنے ماموں  
 شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری سے مستفیض ہوئے اور ان کی خدمت میں برسوں تک  
 شرف ملازمت حاصل ہوا۔ پھر آپ کے شیخ نے آپ کو سہارن پور ۱۱۲ھ میں مزید تکمیل علم  
 کے لیے بھیجا۔ اور تکمیل کے بعد آپ سہارن پور ہی میں برسوں درس و افتادہ میں مصروف رہے۔  
 قلامذہ: شیخ عبدالکریم و عبدالرزاق و عبدالخزیز و عبدالباقی و عبدالغنی انہائے  
 خواجہ سالار الضاری کے علاوہ بے شمار افراد ہیں۔ ۱۱۶۰ھ میں سہارن پور ہی میں داعی مہمل کو  
 لہیک کہا اور وہیں سپرد خاک ہوئے (بحوالہ مرآة جہاں نما)

## ۲۶۔ قاضی اسحاق مالوی

(لجہر سلطان محمود شاہ)

الشیخ العالم القاضی اسحاق بن ابوالاسحاق مالوی۔ ممتاز شیوخ چشتیہ سے ہیں۔  
 علاء الدین محمود شاہ مالوی سے لکھناب فیوض فرمایا۔ غزوات میں اللہ کی ذات سے برکت  
 سے حاصل کی جاتی۔ بادشاہ محمود کے عہد حکومت میں آسودہ لحد ہوئے (گلزار اللابرار)

## ۲۷۔ شیخ اجمل بن امجد جون پوری

۲۵ رمضان المبارک ۸۶۴ھ

(لجہر سلطان بہلول لودھی)

السید الشریف اجمل بن امجد بن علی الحسینی جونپوری، ہندوستان کے مشہور مشائخ طریقت

لہ مالوہ علاقہ اطیت مشتمل بر چند ہندو را جوڈ ہائے از نیچ واجہین در تلام و جبارہ و دیواس  
 (معجم الاممکنندو کنون ماتحت بہ حکومت ہندوس است) (مترجم)



سے تھے۔ انہوں نے جلال الدین الحسین بن احمد بخاری الہی سے طریقت میں استفادہ فرمایا۔  
اور شیخ نے ان کے لیے یہ دعا کی:-

پیر شوی! — میر شوی! — وزیر شوی! —

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مال بے حساب اور خون پور کی قضاۃ عطا فرمائی۔  
ان کا مولد شہر بھراچ ہے اور طریقہ مداری انہوں نے شیخ مسعود بدیع الدین مدارکن پور  
سے حاصل کیا۔ ان کے مرید تھے مبارک ابن امجد شیخ بدھن اور بے شمار حضرات!  
بلاد عرب میں ان کا طریقہ شیخ عبدالقدوس گنگوہی کے واسطے سے پہنچا۔ ایام ہولوں ابن کالا  
لودھی میں داعی اجل کو لبیک کہا (مسالک السالکین)

## ۲۸۔ سکندر بن قطب الدین کشمیری

۸۱۹ھ

(بادشاہ ہے بت شکنے)

الملك المورید المصور اسکندر بن قطب الدین بن شاہ مرزا کشمیری۔ سلطان مجاہد جو اپنے والد  
شاہ مرزا کی رحلت کے بعد ۹۶۷ھ میں سریر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور تدریجاً سکون کے ساتھ  
حکمرانی کی۔ اپنے لشکر تبت صغیر میں بھجوائے۔ جنہوں نے قتال کے بعد اس ملک پر قبضہ کر لیا۔ یہ  
بادشاہ اہل علم کا محب تھا۔ انہیں دربار میں اپنے قریب جگہ دیتا۔ شیخ محمد بن علی حسینی ہمدانی سے  
امور دینی میں مشورہ کرتا۔ اس نے ہندوستان کے سید بٹ کو اپنا وزیر مقرر کر لیا جو مسلمان ہو گیا تھا۔  
اس نے برہمنوں کا ایسا محاسبہ کیا جس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔ انہیں قشقہ لگانے اور سستی  
سے روک دیا۔ ان کے سونے چاندی کے بت توڑ کر رکے میں ڈھال دیے۔ وہ اپنے بتوں  
کی یہ بے چارگی دیکھ کر بے شمار بت پرست مسلمان ہو گئے اور جو اس راہ پر گامزن نہ ہو سکے  
انہوں نے خود کشتی کر لی۔

الغرض اس نے بت شکنی اور مندروں کی تباہی میں حد سے زیادہ مبالغہ کیا۔ کشمیر کے ایک بہت بڑے باغ بحر آرائی کے مندر میں جہاں لوہے کا بت نصب تھا۔ اس نے وہ بت خانہ بھی مسمار کر کے زمین سے ملا دیا۔ اس طرح وہاں کے شہر ترس پور کے مندر کا بھی یہی حشر کیا۔ جو تمام مندروں سے مضبوط تھا۔ ان وجوہ کی بنا پر اس کا لقب سکندر بت شکن مشہور ہو گیا۔ اور اس نے شراب فروشوں اور بید و سگان، دونوں سے محصول لینے پر پابندی لگا دی۔ اسی طرح اس نے بائیس سال تک وادی حکوٹ دی اور ۱۸۱۹ء میں جنت الفردوس کی راہ لی۔  
(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

## ۲۹۔ قاضی اسماعیل اصفہانی

ولجہد سلطان محمود الکبیر

۲۶ ربیع الاول ۸۶۵ھ

«الشیخ الفاضل» قاضی اسماعیل بن عبداللہ اصفہانی الکجراتی۔ فقہ و اصول میں یکتائے عہد تھے۔ عہد بچپن ہی میں اپنے والد کے ہمراہ کجرات تشریف لے آئے۔ اور اپنے والد کے سوا دوسرے علاقے کجرات سے بھی پڑھا۔ بھڑوچ میں قاضی مقرر ہوئے۔ جہاں برسوں واد الضامن دیتے رہے۔ پھر ولجہد سلطان محمود الکبیر احمد آباد کی قضاة تفریض ہوئی اور یہاں بھی سالہا سال تک اس منصب پر متمکن رہے۔ آپ نیک، عقیف اور دیندار تھے۔ طریقت میں آپ نے شیخ محمد بن عبداللہ الطیبی الکجراتی سے فیض حاصل کیا آخر ۲۶ ربیع الاول کے روز کے روز آسودہ گرد ہوئے۔ (بحوالہ تاریخ دکن اصفی)

## ۳۰۔ شیخ اسماعیل بن اصفی دہلوی

۱۳ ربیع الاول ۸۶۰ھ

«الشیخ الفاضل الکبیر» اسماعیل بن اصفی بن نصیر دہلوی کنیت ابوالمکارم مشہور بہ خطیب

سمنانی کہ امام ابو حنیفہ عثمان بن ثابت کی نسل سے تھے۔

تاریخ ولادت ۱۲۔ ربیع الثانی ۸۹۹ھ ہے ان کے والد صفی الدین قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی اولاد سے تھے۔ انہوں نے اپنے والد سے بھی فیضان حاصل کیا۔ اور شیخ اسماعیل نے اپنے والد سے پڑھا۔ جنہوں نے ان کے لیے صرف کی مشہور کتاب دستور المقتدی تالیف کر دی۔ ان کی دوسری تصنیف کافیہ ابن صاحب کی شرح غایۃ العقیقین ہے۔ وہ اپنے بھڑا کے کو ان امور کی تلقین کرتے۔

حکم کھاؤ اور کم سو۔ آدھی رات کے وقت مطالعہ کرو کیونکہ رات کا مطالعہ قوت حافظہ میں اضافہ کا باعث ہے۔ دیکھو! علمائے سو میں سے نہ بننا کیونکہ عالم بے عمل کی مثال ایسی ہے جیسے کمان بے زہ۔ یا ایسا آئینہ جس پر صیقل نہ ہو۔

شیخ اسماعیل بے حد ذہین تھے۔ ۱۶ سال کی عمر میں علوم موجب سے فارغ ہو کر مسند درس آراستہ فرمائی اور اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے علم کی دھاک ہر طبقہ میں تھی۔ وہ حجہ کا تمام دن ذکر الہی اور درس میں صرف کرتے اور ذرا دیر تک فتویٰ بھی لکھتے۔

انتقال ان کا بدھ کے روز ۱۳ ربیع الاول ۹۵۴ھ کو ہوا۔

## ۳۱۔ شیخ اشرف جہانگیر سمنانی

(یکے از شاہان وقت)

م ۲۸ محرم ۸۸۰ھ

«الشیخ اشرف العالمیۃ العقیق» اشرف بن ابراہیم الحسنی الحسینی السمنانی المشہور بہ

جہانگیر۔

مولد سمنان اپنے والد کے زیر سایہ پرولن پڑھے اور شہزادوں کی مانند ناز و نعمت میں سمنان تک پہنچے۔ ساتوں قرأتوں میں قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد درسیات کے لیے علمائے

عصر کے حضور زائے ادب تہ کیے۔ چودہ سال کی عمر میں فراغ حاصل ہوا اور اس سال کی عمر میں اپنے والد کی بادشاہت سنبھالی۔ امور سلطنت سرانجام دینے کے ساتھ شیخ زکین الدین علاء الدین سمنانی کی بیعت کر لی۔ ان کے سوا اور بے شمار علماء و مشایخ سے استفادہ میں مشغول رہے۔ آخر ایک مدت کے بعد ۴۳ سال کی عمر میں سلطنت سے منہ موڑ کر اپنے برادر حقیقی محمد کو اپنا قائم مقام مقرر کر لیا اور خود سمنان سے ہندوستان کوچ کیا۔ شہراچ میں آکر رخت سفر کھولا۔ شیخ جلال الدین حسین ابن احمد البخاری کے متشرذبین میں شامل ہو گئے۔ پھر بہار کا ارادہ فرمایا اور شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری کی پائے پوس کے لیے اس وقت موضع منیر میں پہنچے۔ جب ان کا جنازہ ہار ہا تھا۔ انہیں اس میں شرکت کی سعادت حاصل ہو گئی۔ اب آپ نے موضع پنڈوہ (بنگال) کا رخ کر لیا اور یہاں شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری کی بیعت سے مفتخر ہوئے۔ انہوں نے خرقہ خلافت بھی عطا فرمایا۔ اس وقفہ میں ان کی عمر کا ۲۷۔ وال سال تھا۔ یہاں آپ مسلسل ۱۴ سال تک رہے۔ جس کے بعد جون پور کا قصد فرمایا۔ جہاں کچھ مدت قیام فرمایا۔ حتیٰ کہ کچھ چھوڑ کر طرح اقامت ڈال دی۔

صاحب ترجمہ بہت بڑے عالم و عارف اور سیاحت پیشہ تھے۔ عمر بھر متاہل نہ ہوئے۔ سفر میں مشایخ کی زیارت سے ان کے افادت سے بہرہ مند ہوتے۔ کچھ چھوڑے۔ کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ نے عراق، عرب اور عراق شام کا سفر اختیار کیا۔ اس سفر میں آپ نے کئی شیوخ کبار سے استفادہ کیا۔ ازاں جملہ شیخ عبد الرزاق الکاشی سے مضمون — اور فتوحات اور الاصلاح الکبیر پڑھیں۔ دوسرے بزرگ شیخ بہاء الدین محمد نقشبندی بخاری ہیں۔ جن سے طریقہ نقشبندیہ حاصل کیا۔ اس سفر میں آپ کے ہمراہ شیخ بدیع الدین مدار مکن پوری تھے دوسری مرتبہ آپ نے پورے ربع سکون کا سفر کیا۔ اس سفر میں شیخ علی بن شہاب الحسنی بھی آپ کے ہم سفر

مصابینف :- (۱) اشرفیہ مختصر در نحو — (۲) تعلیقات علی ہدایہ (الفقہ) —

(۳) الفصول (مختصر فی اصول الفقہ) — (۴) شرح عوارف المعارف (۵) شرح علی الفصول الحکم —



- (۶) قواعد الحقائق (در علم کلام) — (۷) اشرف الانساب (مختصر بحر الانساب) —  
 (۸) بحر الانساب (در انساب و سیرت) — (۹) بحر الاذکار — (۱۰) فوائد الاشراف —  
 (۱۱) اشرف الفوائد — (۱۲) لبشارة الذاکرین — (۱۳) تنبیہ الاخوان — (۱۴) حجة  
 الذاکرین — (۱۵) الفتاوی الاشرافیہ — (۱۶) تفسیر القرآن المسمی بالنور بخشیدہ —  
 (۱۷) اوراد الاشرافیہ — (۱۸) دیوان فارسی — (۱۹) مرآة الحقائق — (۲۰) کنز الدقائق  
 (۲۱) رسالہ فی جواز اللعن علی نیرید — (۲۲) رسالہ فی جواز سماع الخناء — (۲۳) لبشارة المرتدین  
 (۲۴) وارث الاخوان اور — (۲۵) مکتوبات میں جو نظام الدین مینے نے جمع کیے اس کے  
 علاوہ ملفوظات میں جو ممدوح ہی نے مرتب فرمائے اور یہ لطائف اشرافیہ میں منضم ہیں۔  
 تاریخ رحلت ۲۸ ماہ محرم ۸۰۸ھ اور آخری آرام گاہ بھی کچھ چھپ میں ہے جو عوام و خواص  
 کی زیارت گاہ ہے (مہر جہاں تاب)

## ۳۲۲ = شیخ امین الدین لکھنوی

۲۳ جمادی الاولیٰ ۸۹۹ھ

«الشیخ الصالح» امین الدین سعد اللہ بن سمار الدین صدیقی البجنوری لکھنوی۔ علمائے  
 صالحین سے تھے۔ علم شریعت اور طریقت و قول اپنے والد سے حاصل کیے اور اپنے باپ  
 کی رحلت کے بعد ان کی خلافت پر متمکن ہوئے۔

حجاز کا سفر کیا اور سات مرتبہ حج سے فائز المرام ہوئے۔ حجاز سے واپسی ہی پر گجرات  
 میں رحلت فرمائی۔ آپ کا جسد لکھنو منتقل کیا گیا۔ جہاں اپنے باپ اور دادا کے جوار میں دفن  
 ہوئے (تذکرۃ الاصفیاء)



# ب

## ۳۳۳ - شیخ بایزید اجمیری

«الشیخ الفاضل الکبیر» بایزید بن قیام الدین ابن حسام الدین ابن فخر الدین ابن شیخ  
الکبیر معین الدین حسن سنجرى الاجمیری — علمائے کبار سے تھے۔ شہزادہ جمیر میں برسوں  
مستند تدریس آراستہ فرمائی۔ پھر عراق کا سفر اختیار کیا۔ جہاں سے ہندوستان واپس آکر شہر  
منڈو (جو مالوہ میں تھا۔ مگر اب اس کا نشان تک نہیں ملتا) میں قیام فرمایا۔ جہاں محمود شاہ  
منڈوی الکبیر نے آپ کو آپ کے جد اعلیٰ شیخ معین الدین (شاہ اجمیر) کے مقبرہ کی نظامت  
تفویض فرما کر اجمیر ہی میں اقامت کا پابند کر دیا۔ یہاں آپ نے دربار سے اپنی مستند تدریس  
کو مزین فرمایا۔ گروان کے ہیں شیخ احمد بن محمد الدین شیبانی اور دیگر اکثر افراد (گلزار الابرار)  
شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الانبیا میں لکھا ہے کہ «ان کا اصل وطن اجمیر ہی  
تھا۔ مگر ان کے اسلاف میں سے ایک بزرگ گجرات تشریف لے گئے۔

شیخ ابین الدین گجرات ہی میں پیدا ہوئے اور وہاں کے اساتذہ سے استفادہ کے  
بعد نجد اور تشریف لے گئے۔ جہاں کے شیوخ سے اکتساب فیضان کے بعد ہندوستان  
آکر شہر منڈو میں اقامت فرمایا ہوئے۔ یہ زمانہ محمود غلجی کا تھا جو اعزاز سے پیش آیا اور شیخ الاسلام  
محمود دہلوی نے اپنی صاحبزادی آپ کے جہانہ عقد میں منسلک فرمادی۔ جس سے معاصر تلمیذ اٹھے۔

اور ان پر مجہول النسب ہونے کا افترا باندھا۔ جس پر سلطان نے شیخ حسین بن خالد ناگوری اور مولانا رستم اجمیری کو شہادت کے لیے طلب کیا۔ تو دونوں نے آپ کے شیخ معین الدین اجمیری کی منسل ہونے کی گواہی پیش کی۔ اس شہادت پر سلطان نے آپ کو شاہ اجمیر مجددی کے مزار کی نظامت سپرد کر کے اجمیر بھجوا دیا۔

## ۳۴۔ شیخ بدر الدین بہاری

۲۷ رجب ۸۶۴ھ

«الشیخ الصالح بدر الدین بن فخر الدین ابن سہاب الدین ابن فخر الدین ابن سہاب الدین الکبیر زاہدی الدہلوی البہاری۔ المشہور بہ بدر عالم صلاح و فضل میں معروف اشخاص سے تھے۔ اساتذہ :- آپ کے والد شیخ جلال الدین حسنی الحسینی البخاری۔

شیخ منیر حضرت شرف الدین احمد کی رحلت کے بعد بہار وارد ہوئے۔ وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ مرتبہ شیخوخیت پر فائز ہوئے اور قبولیت کا درجہ پایا۔ ۱۷ رجب ۸۶۴ھ کو رحلت کی اور صلح مونگیر کے قصبہ شیخوپورہ میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۳۵۔ شیخ الکبیر المعتمد بدیع الدین مدار مکن پوری

۱۷ رجب ۸۶۴ھ

«الشیخ الکبیر المعتمد بدیع الدین مدار الحلبي المکن پوری۔

ہندوستان کے مشہور اولیاء سے ہیں۔ ان کے کرامات اس کثرت سے زبان زد علم ہیں کہ عقل و نقل ان پر یقین نہیں کر سکتے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ۵۰۰ سالہ میں مہلب کے اندر پیدا ہوئے۔ حضرت ابوہریرہ صحابی کی نسل سے ہیں۔ جن تک ان کا نسب بارہ واسطوں تک ملتا ہے۔ بعض لوگ انہیں حضرت علی کی اولاد سے مستور کرتے ہیں۔ اور کوچہ لوگ ان دونوں

کے سوا اور اور اکابر سے !

تاہم ان کا یہ نسب نامہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

سید بدیع الدین شاہ مدار۔ ابن سید علی علی بن سید محمد ابن عیسیٰ ابن عبداللہ ابن سلیمان

بن عبدالملک ابن اسحاق ابن طاہر بن عبدالرحمن ابن قاسم بن لیس۔

اسی طرح ایک اور نسب نامہ یہ ہے :-

احمد بن محمد ابن عبدالکریم بن فریدالفتح ابن امام محمد باقر۔

اخذ طریقت :- ان کا اخذ طریقت میں شجرہ یہ ہے۔

بدیع الدین — طیفور الدین شامی — شیخ عین الدین شامی — زین الدین

مصری — شیخ عبدالاول سجادندی — شیخ ابوالربیع مقدسی — شیخ عبداللہ بن

عبدالرشید علم دارمکی — امام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (مہر جہاں تاب)

شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی نے اپنے ایک رسالہ میں لکھا ہے کہ بدیع الدین اویسی

تھے۔ میں نے ان سے ملاقات کی بلکہ وہ سفر حرمین میں میرے ہم سفر ہی تھے۔ ان کے

پاس علم کیمیا و ربیعیہ و سیمیا و ہیمیار کے علاوہ اور اور علوم عجیبہ بھی تھے۔ میں نے ان کی

ذات میں وہ خوارق پائے جو ان کے سوا کسی ولی میں نہ تھے وہ شکر سے بھی بہرہ مند تھے۔

(لطائف اشرفی)

قاضی محمود المدنی کنتوری نے اپنی کتاب الحالیہ میں لکھا ہے کہ شاہ مدار ان علوم میں

راہخ تھے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں سے ہیں اور یہ علوم اسی ذات احدیت کی متعلیم

سے ثابت ہیں۔ بنفسہ اس کے واسطے سے بھی اور اس واسطے کے بغیر بھی۔ کیونکہ شاہ مدار کا

مخبر وہ قطب ہے جو کسی غوث اعظم سے مر لوط ہے جو نظیر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس وضاحت کے بعد کنتوری مدوح نے مدبریتہ کے شرح و تفصیل لکھی ہے جس کا اعادہ

طلوالت کے خوف سے حروف کیا جا رہا ہے۔ پھر کنتوری (لے لکھا ہے کہ مداریت ثابت

ہے قطب کے مدار سے جو سید بدیع الدین ہیں جن پر عالم کا مدار ہے۔ اور وہ ایسے قطب ہیں جن قطبوں کے درمیان قطب المدار ہے۔ نبی علیہ السلام نے ان ہی قطبوں کے متعلق فرمایا۔

میں خدا کے ہاں ان لوگوں کے درجات نہیں جان سکا جو نہ  
تو نبی ہیں اور نہ شہید، مگر انبیاء اور شہداء دونوں گروہ ان کے  
مرتبہ کا رشک کرتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ لوگ ایسے ہیں جو محض للہ  
ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔

## فرقہ مدار یہ کے خرافات: ان کے خرافات نہ پوچھئے وہ کہتے ہیں کہ

- ۱۔ شاہ مدار حلب میں پیدا ہوئے۔
- ۲۔ ولادت ۲۵۰ھ یا ۲۴۷ھ یا ۲۲۰ھ ہے۔
- ۳۔ ان کی عمر ۴۰ یا ۶۰ سال کی ہوئی۔
- ۴۔ علم انہوں نے حذیفہ شامی سے پڑھا۔ جس میں کیمیا، سیمیا، ریمیا اور سیمیا (وغیرہ) بھی ہے۔ یہ استاد ہی شاگردی شاہ مدار کی ۴۰ سال کی عمر میں ہوئی۔
- ۵۔ انہوں نے حرمین کا سفر کیا۔
- ۶۔ اور حج و زیارت کے بعد ہندوستان آکر قیام فرمایا کچھ روز کے بعد کشتی میں سوار ہو کر سفر کیا۔ مگر کشتی ڈوب گئی۔ اور یہ صحیح و سلامت ایک غیر معروف جزیرہ میں جا پہنچے۔ جہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی۔ جس نے اپنے ہاتھ سے چند لقمے ان کے منہ میں رکھے اور بشارت فرمائی کہ آج کے بعد آپ کو کبھی بھوک نہ ستائے گی۔ اس بزرگ نے انہیں ایک فرقہ عطا فرماتے ہوئے کہا۔ یہ فرقہ نہ تو پرانا ہوگا۔ نہ گھسے گا اور نہ اس میں بدبو پیدا ہوگی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ بزرگ فرشتوں کا سردار مستخینشا تھا۔ شاہ مدار پھر ہندوستان آئے اور کچھ دن یہاں اقامت اختیار کی۔ اس مرتبہ بھی تھوڑی سی مدت کے بعد حرمین کی زیارت



کر کے کاظمین وہاں سے بخداد اور بخت وارد ہوئے۔ بخداد میں ان کی برکت سے سید عبدالقادر جیلانی کی ہمیشہ نصیبہ بی بی کے لطن سے اولاد پیدا ہوئی اور وہ پھر سیر و گشت کے لیے نکل پڑے۔ اور تیسری مرتبہ ہندوستان وارد ہوئے۔ اب کے وہ اجیر وارد ہوئے اور معین الدین حسن سنجہی کے ہاں چند روز اقامت کرنے کے بعد مدنیہ منورہ کا قصد فرما کر کچھ روز معتکف رہے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہندوستان کی طرف مراجعت کا ارشاد فرمایا۔ حضور ہی دن ٹھہرے تھے کہ شیخ نصیر الدین کی قطیبت سلب کر لی۔ شیخ موصوف کو یہ سزا اس لئے ملی کہ وہ شاہ مدار کی ملاقات کے لئے نہ آئے۔ مگر جب انہوں نے شاہ صاحب کے حضور معذرت کی تو آپ نے قطیبت انہیں واپس کر دی اور خود ہندوستان تشریف لے آئے۔ کالپی میں وارد ہوئے تو اس لواح کے امیر قادر بن محمود حاضر ہوئے مگر شاہ مدار کے دروازے پر ملک الجن پاسبانی پر لعینات تھا۔ جس نے امیر مدوح کو اندر جانے سے منع کر دیا۔

امیر نے مخفا ہو کر شاہ مدار کو شہر سے خارج کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ جس پر وہ مخفا ہو کر سے نکل آئے۔ ادھر قادر شاہ کے تمام بدن پر چھپک کی مانند دلے اھرائے۔ جن کی وجہ سے وہ اپنے مرشد سراج الدین کے پاس پہنچے۔ انہوں نے وہ تمام دلے اپنی زباں سے چاٹ کر مٹا دیے مگر قادر شاہ کے بدن پر جیسے آگ پھیل گئی۔ حتیٰ کہ وہ مری گیا۔ ادھر شاہ مدار صاحب جون پور آگئے جہاں سلطان ابراہیم شرقی نے ان کا استقبال کیا اور قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ان کی بیعت کا رقبہ اپنی گردن میں حاصل کر لیا۔ اب شاہ مدار نے کنتور کا رخ کیا اور یہاں شیخ محمود مدقق کنتوری ان کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور شاہ مدار سورت چلے آئے، جہاں سے حج و زیارت کے لئے حجاز روانہ ہوئے۔ بعد میں ہندوستان آکر مکن پور تشریف لائے۔ یہاں ایک تالاب پانی سے لبالب بھرا ہوا تھا، جس میں سے یا عزیز کی آواز آتی، مگر شاہ مدار کے ساحل پر آتے ہی پانی تہاں چلا گیا اور اس کی وہ آواز بھی بند ہو گئی۔



لوگوں نے شاہ مدار کے لیے اسی مقام پر ایک زاویہ تعمیر کرادیا۔ جس میں آپ مقیم ہو گئے، جہاں بے شمار کرامات ان سے ظہور میں آئے ذمکرۃ المتقین لامیر حسن بکن پوری، شیخ عبدالباسط قنوجی نے ایک کتاب میں لکھا ہے :-

شیخ مدار کو قرب الہی کی بدولت کھانے پینے کی ذرہ برابر احتیاج نہ تھی۔ نہ وہ سوتے، نہ ان کے لباس سے میل مس کرتی۔ نہ ان کے بدن پر مکھی بیٹھتی۔ ان کے چہرے پر الزوار الہی دیکھتے رہتے یہ دیکھنے والا گویا جمال خداوندی کے منظرہ سے فیض کام ہوتا۔ شیخ مدار اپنے چہرے پر سات نقاب اوپر تلے رکھتے۔ عام طور پر لوگوں سے علیحدہ ہی رہتے۔ اوقات مقررہ میں سہلنے آتے وہ اللہ کے اذن سے مردوں کو جان بختے اور کئی مرض افراد کو صحت یاب کر دیتے۔ سٹول کی ضروریات پوری کرتے۔ انہوں نے زمین کے ہر گوشے اور ہر خطے پر قطبوں کا تقریر کر رکھا تھا۔ ان کا فیض زمین سے اٹھ کر آسمان تک کو گھیرے رہتا۔ تمام ارض و سماں کے قبضے میں تھا۔ خدا تعالیٰ نے لوح محفوظ سے اپنا نوشتہ مچر کر دیا تھا اور فرشتوں کو ان کے کاموں سے روک دیا تھا وغیرہ۔

(خلافات درخلافات)

شیخ محمد افضل ابن عبدالرحمن عباسی الہ آبادی نے اپنی ایک تالیف میں لکھا ہے کہ اگرچہ بعض علماء اور معتبر اہل قلم نے سلسلہ داریہ پر طعن کیا ہے کہ یہ لوگ ستر عورت سے پرہیز کرتے اور اعلانیہ معیوب حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں۔ لیکن یہ طعن حقیقت سے بے خبری پر مبنی ہے کیونکہ کتاب گلزار الابرار میں لکھا ہے کہ اس فرقہ میں یہ حرکات دسویں صدی کے لطف آفرین درآئیں۔ مگر شاہ مدار شیخ بدیع الدین کے عہد میں نہایت کم درجہ تک شریعت ظاہری اور وحدۃ الوجودیت کے اسرار ظاہر ہوتے۔ اور اس بدعت کا شیوع بھی اس وجہ سے تھا۔ کہ ان کے لیے ظاہری شکل و صورت کی تعظیم اتنا بتالی اللہ کے لیے ضروری قرار پائی اور ان میں سے

اکثروں نے ستر عورت پر اتنا لازم سمجھا۔ ان کے دستور میں خورد و نوش دن بھر میں ایک مرتبہ روا تھا۔ اور یہ لوگ ہر قسم کے لباس اور قسم قسم کے کھانوں سے اجتناب کرتے۔ وہ روزہ کچھ نہ کچھ کھا لیتے اور یہ کلمہ الپتے: "الدنيا لغم والباقيته الصوم" دنیا نیند ہے اور ما سوا اس کے جو کچھ ہے وہ روزہ ہے۔ مگر اس گروہ کے پیروں نے مبالغہ کیا اور کشف عورت پر اتنا نہ کرتے بھگتے زنا عام کر دیا۔

مصنف کتاب حدیقۃ اللسان لکھتے ہیں "شاہ مدار صاحب کے فرقہ پر تحقیق کرنے والوں نے لکھا ہے "وہ ایسے مجذوب تھے جو شرح اور عقاید کی جدول سے گزر چکے تھے۔ لیکن مشایخ نجد میں سے بہتوں نے ان کے مشرب کی سختیں بھی کی ہے۔ چنانچہ انہیں صلح

مقامات علیا سے موسوم فرمایا ہے

مداریہ کے دو گروہ ہیں :-

۱ : الحاد و زندقہ کی طرف میلان۔

۲ : مستحق اور اخلاق ستورہ سے متصف۔

شاہ مدار کا انتقال ۱۰ جمادی الاولیٰ ۸۴۲ھ یا ۸۸۸ھ کو ہوا۔ مدفن ان کا مکن پوری ہے

ان کی قبر پر کئی بادشاہوں نے عظیم الشان اور سر بفلک عمارات تعمیر کرائیں (مہر جہاں تاب)

## ۳۶۔ قاضی برہان الدین مالوی

م ۸۲۵ھ

(مالوہ سنٹرل انڈیا کا وہ خطہ ہے جس کے اندر

کبھی چند بندر ریاستیں اجین وغیرہ تھیں)

(عہد ہوشنگ شاہ غوری)

"الشیخ العالم الفقیہ برہان الدین یعنی المالوی صوفیہ کبار کے ہم دوش تھے۔ بہتر مندوں میں

بادشاہ ہوشنگ غزنی کے عہد میں وارد ہوئے اور یہیں متوطن ہو گئے۔ بادشاہ محمود نے ان کی بیعت کا فخر حاصل کیا اور عام لوگ ان کی وجہ سے ہدایت یاب ہوئے جس سال ہوشنگ شاہ جان ننگ سیر کے لیے گیا، ان کا انتقال ہو گیا (گلزار الابرار) اور یہ سال ۸۲۵ھ تھا۔

## ۳۷۔ شیخ بہا الدین کشمیری

م ۸۲۹ھ

«الشیخ الصالح» ارباب علم و معرفت میں سے تھے۔ انہوں نے شیخ ابواسحاق جمیلانی (عن شیخ علی ابن الشہاب ہمدانی) سے کتاب فرمایا۔ حج کی زیارت سے بہرہ مندی کے بعد کشمیر واپس لوٹ آئے۔ وہیں سکونت اختیار کر لی۔ بہت قبولیت حاصل ہوئی۔ ان سے کثرت و کرامات عام طور پر ظہور میں آئے۔ ۸۲۹ھ میں چوروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے۔ کشمیر ہی میں ان کا دفن ہے۔ (نزہۃ الاصفیاء)

## ۳۸۔ شیخ طہصن بہرائچی

م ۸۸۰ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» سید طہصن علوی۔ مشہور مشائخ اور شیخ عبدالقادر ابن رکن الدین شریحی کنڈی سے مستفیض تھے۔ چشتیہ میں ان کی بیعت کی۔ اور بلخ فقیہ مداریہ و سنہرودیہ اور دوسرے دوسرے طریقوں کی بیعت شیخ اجمل ابن امجد حسینی بہرائچی جوڑا پوری سے کی۔ ان کی بیعت محمد ابن قاسم نے کی۔

۸۸۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا (مسالک السالکین)

## ۳۹۔ پادشاہ بہلول بن کالا لوہی

۸۹۲ھ

الملك الحادل الفاضل بہلول بن کالا بن بہرام لوہی افغانی۔ سلطان صلح ۸۵۵ھ میں دہلی کے اندر زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ ان کے جد بہرام پادشاہ مروان کے عہد میں ملتان آکر مسوطن ہوئے اور ان کے والد کو کالا سرسند میں دواہ کا انصرام سپرد ہوا۔ یہ زوانہ خضر خان الرایا الا علی کا تھا۔ کالا نے حقوڑی ہی مدت کے بعد رحلت کی۔ تب بہلول کی پرورش ان کے چچا اسلام خان کی نگرانی میں ہوئی جو سرسند کے گورنر تھے۔ مگر جب اسلام خان نے انتقال کیا تو افغان لشکر سرسند پر چڑھ آیا اور انہوں نے بہلول ہی کو سرسند کا اور اس کے نواح کا عامل مقرر کر دیا۔ مگر شاہ دہلوی نے دواہ کے جملہ مواضع و اراضی بہلول کو جاگیر میں بخش دیے اور انہیں خان زماناں کا خطاب فرمایا۔

بہلول تمام پنجاب اور سندھ کے گورنر ہو گئے۔ ۸۵۵ھ میں بزبانہ غلام الدین ابن محمد شاہ دہلوی دہلی آئے اور دہلی کی بادشاہت پر قابض ہوئے۔ بادشاہ غلام الدین خود چلے دہلی سے بدایوں آکر سکونت اختیار کر لی اور یہیں ۸۸۳ھ میں آسودہ لحد ہوئے۔

بہلول شاہ عدل گستر، عالم دین، جنگ میں جری اور بہادر تھا۔ بات کا دھنی۔ صلح و پارسا صاحب غم و ارادہ، علم کی مجلس میں حاضر ہوتا۔ علوم و شریعت میں ان کے ساتھ ہم کلام ہوتا۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت میں سعی کرتا۔ افغانہ کے ساتھ حسن سلوک اس کا شعار تھا۔ اور ان کے اکرام میں سبقت اس کا ثبوت ہے۔ حتیٰ کہ ان کے سامنے تخت پر بھی نہ بیٹھتا۔ ان کے ہاں خود چلی کر جاتا۔ امرائے مملکت کے ہاں نسبت بہ نسبت خوان بھجواتا اور خود محل میں کھانا تناول نہ کرتا۔ بلکہ دربار میں امر کو ان کی ضرورت پر شاہی سواریاں بھجواتا۔ اس نے

۸۹۲ھ میں رحلت کی (تاریخ فرشتہ)

ت

## ۴۰۔ قاضی تاج الدین بلخی

الشیخ العالم الکبیر قاضی تاج الدین بلخی بلخی ہندی لکھنؤوی۔ ادب عربی اور بلخی میں ممتاز الاقران تھے۔ ان کے مجدد اعلیٰ شیخ محمود قرظی دمشقی رند پوش کہلاتے۔ قاضی صاحب مزوج ہندوستان آکر لکھنؤوی ہیں فردکش ہوئے اور اپنے مجدد اعلیٰ کی مسند علم پر متمکن فرمایا ہو کر ازاں وہ ہیں ہنسک ہو گئے۔

آپ سب سے شمار افراد فضیل یاب ہوئے۔ ان کے پس ماندوں میں شیخ منجھن ابن عبداللہ ابن خیر الدین لکھنؤوی تھے (گلزار الابراہم)

## ۴۱۔ قاضی تاج الدین ظفر آبادی

م ۸۳۱ھ

الشیخ الفاضل تاج الدین ناظمی ادھی عمری ظفر آبادی۔ فقہائے کبار سے تھے۔ ان کا نسب ابراہیم بن ادھم عمری الولی جو ظفر آباد میں ولی الفقہائے مشہور تھے تک پہنچتا ہے۔ انہوں نے اپنی عمر کا ایک حصہ تدریس میں صرف کر دیا۔ پھر شیخ اسد الدین جیلنی الواسطی سے طریقت حاصل کر کے زہد و عبادت کا شغل اختیار کر لیا۔ حافظ قرآن تھے۔ اس سوز سے تلاوت فرماتے کہ دل پر اثر طاری ہو جاتا۔ ظفر آباد میں انتقال فرمایا اور وہیں سپرد خاک ہوئے۔



## ۲۲۔ شیخ تاج الدین نہروالی

«الشیخ العالم الکبیر» تاج الدین ابن یوسف ابن احمد سوہی نہروالی الگجراتی۔ فقہ وادب میں شہرہ عام تھا۔ شیخ یوسف ابن احمد سوہی الایرجی اور شیخ عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری گجراتی سے پڑھا اور سند تدریس کو عزت بخشی۔

انہی کا مدرسہ شیخ حسام الدین نہروالی کے مقبرہ میں تھا۔ بے شمار افراد نے ان سے

پڑھا و اخبار الاخبار

## ۲۳۔ مولانا تاج الدین اسپجانی

«الشیخ الفاضل الکبیر» تاج الدین حنفی علمائے کبار کے طبقہ سے تھے۔ شیخ علاء الدین

عمر بن اسعد لاہوری پنڈوی کے داماد تھے۔ اس قرابت کے باوجود سماع پر بے حد رغبت تھی۔

البتہ رخص وصال سے روکتے تھے (اخبار الاخبار)

## ۲۴۔ تیمور گورکال مرقندی

۱۰۰۰ھ

امیر تیمور ابن ترغائی بن البغائی۔ ان کا نسب چنگیز خاں تاتاری تک پہنچتا ہے۔ عرب مورخ

کہتے ہیں کہ اس کا نام تیمور یا تیمولنگ ہے وہ قریہ خوجہ بلخ نامہ نواح کشمیر میں پیدا ہوئے جو ماوراء النہر

کا ایک شہر اور کش کا دوسرا نام کس ہے بکسر سین۔ اس کے لنگڑے ہونے کا سبب یہ ہے

کہ وہ ادائل عمر میں کسی کی بجر ہی کا سرقہ کر کے نکلا تھا کہ چرواہے نے ایک تیر اس کے کندھے

اور دوسرا اس کے ران میں پیوست کر دیا جس سے اس کی ایک ٹانگہ میں لنگ آگیا۔

اور جب وہ ماوراء النہر پر غالب آیا تو بادشاہ کی صاحبزادی سے نکاح کر لیا جس کی بدولت

وہ گورگال سے ملقب ہوا۔ کہ مغل کی تخت میں داماد کو گورگال کہا جاتا ہے۔

تیمور کا باپ تو فقیر تھا۔ مگر انقلاب نے بیٹے کو امیر بنا دیا۔ وہ محض ان ٹپھ پگر  
 علما و فقرا کا قدردان تھا۔ مدبر اور دور اندیش تھا۔ اس کی حسن تدبیر اور جدوجہد کی وجہ سے چھوٹے  
 بڑے سب اس کے لشکر ہی بنتے گئے۔

وہ جب کسی شہر پر بیخار کرتا تو نہایت تدبیر اور چالاکی کے ساتھ بڑھتا۔ مفتوحہ شہر میں  
 قتل عام اور اسی قسم کے شنیعات سے باشندوں پر اپنی ہدیت طاری کر دیتا۔ مندرجہ ذیل  
 ملکوں کے بادشاہ اس کے مطیع ہو گئے۔

سمرقند، بلخ، تاشکنت، ممالک ماوراء النہر اور اس کے لواحق علاقے۔

ترکستان بشمول اپنے مقبوضات کے۔ خوارزم۔ کاشغر۔ بلخستان مع اپنے ماتحتوں کے  
 خراسان اور مازندران کا اکثر حصہ! زاوستان و طبرستان و غزنہ و استرآباد وغیرہ۔ جن کے بعد وہ  
 ارم اور شام پر حملہ آور ہوا۔ اور وہاں بھی اس نے بہت ظلم کیے۔

تیمور کی فتوحات ۸۰۶ھ میں شروع ہوئیں و دمشق کو اس نے ۸۰۶ھ میں تاخت و تاراج کیا۔  
 بلاد روم میں ۸۰۶ھ میں داخل ہوا اور خلب میں ۸۰۶ھ میں۔

اور ہندوستان پر اس نے ماہ محرم ۸۰۶ھ میں حملہ کر کے سندھ اور پنجاب میں قتل عام  
 کیا۔ ساتھ ہی غارت اور اسارت و لوٹ لٹ شروع کر کے۔ ۱۶ جمادی الاول ۸۰۶ھ میں دہلی کو فتح  
 کر کے یہاں بھی قتل عام کا بازار گرم کیا اس لمحہ میں دہلی کا بادشاہ ناصر الدین محمود گجرات اور اس کا وزیر  
 اقبال خاں بلند شہر چلے گئے۔ تیمور پندرہ روز دہلی میں رہا بعدہ واپس ماوراء النہر چلا گیا۔

حلیہ :- طویل القامت اور ایسا وجہ کہ گویا وہ عاقلہ میں سے ہے۔ فراخ پیشانی، بڑا  
 سر، قوی الجنتہ۔ سرخ و سفید رنگت۔ دو تہا بدن۔ چہرے پر لمبی داڑھی۔ دایاں بازو شکستہ  
 آنکھیں چلبیسی ۲۔ سنجیں چل رہی ہوں۔ آواز بلند۔ موت کے خوف سے پر امن۔ اس کے رعب و  
 دلب سے دور اور نزدیک کے بادشاہ اس کے حملہ آور ہونے کے ساتھ ہی اطاعت کا قبالہ دہرایا

ساتھ لے کر خود حاضر ہوئے اور جہاں تک اس کی نظر پہنچی۔ اس کے دربار میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ بیٹھے۔

اس مقصد پر وہ جس بادشاہ کو چاہتا۔ اپنے لقب کے ذریعے طلب کرتا جو اس بادشاہ کا نام لے کر پکارتا۔ تو وہ اسی وقت کھڑا ہو جاتا۔

بعض مصنفوں نے اپنی تالیفات اس سے منسوب کیں۔

مثلاً تنظیمات السیاسیہ والحکریہ۔

اور اکثر اہل قلم نے اس کی سیرۃ پر مطول و مختصر کتابیں لکھیں جن میں تیمور کے عجیب و غریب واقعات سپرد قلم کیے۔ ان میں سے تاریخ شرف الدین علی الفارسی اگرچہ اس کی بے با درج سے مملو ہے تاہم ایسی جملہ کتابوں میں اعلیٰ تصنیف ہے۔ فرانسیسی زبان میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

وفات :- سن لکھا ہے کہ جب وہ اپنے مفتوحہ ملکوں سے وطن کی طرف لوٹا تو اس نے ایک ایسا عرق پی لیا جس کی وجہ سے اسے خونی تہ شروع ہو گئی۔ حتیٰ کہ وہ شہر اترارک کے فواح میں دنیا سے رخصت ہو گیا۔ تب اس کی لاش سمرقند لے جانی گئی۔ تیمور کی مدت حکومت ۲۶ سال ہے۔ اور تاریخ وفات ۷ اشعبان ۸۰۷ھ ہے۔ انتقال کے وقت اس کی عمر انسی سال سے متجاوز تھی۔



ث

## ۲۵۔ مولانا ثناء الدین ملتانی

۱۴ محرم ۱۳۹۸ھ

«الشیخ الفاضل العلامة ثناء الدین لہر قطب الدین حنفی ملتانی علوم کلیہ (منطق و فلسفہ) میں معزز تھے۔»

ملتان میں پیدا ہوئے۔ اور جہاں تک بن پڑا اسی شہر کے اساتذہ سے پڑھا۔ پھر شیراز کا قصد فرمایا تو سید الشرفین زین الدین علی جوہانی مصنف کتب ہائے مشہورہ سے منطق اور فلسفہ پڑھا۔ شیراز سے لوٹ کر وطن آگئے۔ اور ان سے شیخ سہار الدین ابن فخر الدین ملتانی کے سوا بے شمار افراد نے استفادہ کیا۔

(تاریخ مشاہیر)

۸۰  
"ج"

## ۴۶۔ شیخ جلال الدین گجراتی

م ۱۸۸۵ء

"الشیخ الکبیر المنعم جلال الدین الصوفی الحپشتی الجراتی۔ مشہور مشایخ سے تھے۔ گجرات ہی مولد و منشا ہے۔ طریقت میں شیخ پیار سے مستفیض ہوئے۔ جن کی خدمت میں برسوں ملازم رہے۔ پھر بنگال تشریف لے گئے اور ان کے ہاتھ پر گورو بنگ کے بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔"

مرحوم بڑے بارعب تھے۔ لوگ ان کا بے حد احترام کرتے کہ درجہ قبولیت حاصل تھا بادشاہوں کی مانند تخت پر بٹھتے اور انہی کی مانند حکم صادر فرماتے۔ ان کے مرید شیخ محمد منکن ملاوی کے سوا بے شمار افراد ہیں۔ آپ نے شہادت کی موت پائی۔ (دخزینۃ الاصفیاء)

## ۴۷۔ شیخ جلال الدین مانکی پوری

"الشیخ الفاضل جلال الدین ابن اسماعیل عمری مانک پوری فقہ و اصول فقہ اور ادب عربی میں کامل تھے۔ انہوں نے حضرت سلطان الاولیاء کے خلیفہ محمد سے درسیات اور طریقت دونوں میں استفادہ کیا۔ صاحب تقویٰ عالم اور زاہد شب زندہ دار تھے۔ اول شب جب لوگ نیند میں ڈوب جاتے ہیں۔ آپ عبادت کرتے اور آخر شب میں جب لوگ جاگ اٹھتے ہیں آپ سو جاتے۔ فجر کی نماز تک مصروف رکوع و سجدہ رہتے۔ ہر شب میں سورہ الیسین کی اہم مرتبہ تلاوت کرتے"



خانہ پاشت کے بعد درس فرماتے۔ اور کتابت کی اجرت سے روزی حاصل کرتے یا کچھ ہی ہیں آسودہ لحد ہوئے (بوالہ رفیق العارفین)

## ۱۸۔ شیخ جلال ابن ابوالفتح قنوجی

م ۱۷۷۵ھ

۱۷۷۵ھ شیخ الصالح جلال ابن ابوالفتح ابن حامد بن محمود ابن الحسین الحسینی البخاری القنوجی۔  
المشہور بہ جلال ثالث در نسل شیخ جلال الدین حسین بن احمد الحسین بن احمد بن الحسین البخاری  
الآچی۔ مولد شہراچ۔

شاہ بہلول ابن کالا کے عہد میں دہلی تشریف لے آئے۔ بادشاہ نے ان کو قنوج  
کے لواحق میں کچھ اراضی جاگیر میں عطا فرمادی۔ تو آپ یہاں منتقل ہو گئے۔ قنوج میں ان کی  
نسل بہت پھیلی ازال حملہ (لواب) صدیق حسن ابن لواب اولاد حسن صاحب تعانیف مشہورہ کے  
میں۔ صاحب ترجمہ قنوج ہی ہیں آسودہ لحد ہوئے۔ ان کی قبر پر شاہ ہری خالی فتح جہگ نے  
زبانہ شاہ حسین شرقی میں سر بلند مقبرہ بنوایا (الفرع النامی لواب صاحب)

## ۱۹۔ مولانا جمال الدین کشمیری

۱۷۷۵ھ شیخ العالم المحدث۔ جمال الدین کشمیری علمائے معروفین سے ہیں۔ فقہ و حدیث اور  
اصول و عربی ادب میں امتیاز حاصل ہوتا۔ شیخ علی بن شہاب الہمدانی الحسینی کے عہد میں کشمیر آگئے اور سلطان  
قطب الدین شاہ مرزا کشمیری کی ہدایت پر ہمیں طرح اقامت ڈال دی اور درس و افادہ شروع کر دیا۔  
کشمیر میں مشہور نہر بہت کے کنارے آپ کا مزار واقع ہے۔ جو زیارت گہ عوام و خاص ہے۔

(روضۃ الابراہ)

## ۵۔ قاضی حماد الدین گجراتی نہروالوی

الشیخ العالم الفقیہ القاضی حماد الدین ابن محمد اکرم حنفی اپنے دور کے ممتاز فاضل تھے اور شہر نہروالہ میں منصب قاضی القضاة پر فائز۔ مفتی رکن الدین ناگوری نے آپ کے حکم سے فتاویٰ حمادینہ لکھی۔ یہ اشارہ حضرت ناگوری نے اپنی اس کتاب کے دیباچہ میں کیا ہے جس میں حسب منترجمہ کی علم و فضل کی بڑی تعریف کی ہے۔

## ۵۔ شیخ جمشید اسرائیلی راجپوری

اشوال ۱۳۲۲ھ

الشیخ الصالح الفقیہ "جمشید اسرائیلی حنفی الصوفی راجپوری (اور راجگیر شہر ہے نواح

پٹنہ میں جو بواہوں کا مقدس مقام ہے) از احفاد قائمہ قادیان المدینہ اودھی۔ وطن نواح دریا باد کے موضع ابراہیم تھا۔ عہد شباب ہی میں ترک دنیا اور تجرد پر مائل ہو گئے۔ طریقت میں شیخ بلال الدین حسین اچی کی حلقہ بگوشی اختیار کی۔ جن کی خدمت میں برسوں ملازمت کی۔ شیخ ان کو انھی جمشید کہہ کر پکارتے جو ان کا لقب ہو گیا۔ تجرد و ترک جب درجہ کمال تک آپہنچے تو لوگوں سے علیحدگی اختیار کی اور راج گیر میں سکونت فرمائی جو قنوج کے نواح میں، (شاید یہ قریب دوسرا راج گیر ہے۔ مترجم) اور عبادت اپنا شعار و دثار بنا لیا۔ فرماتے کہ:۔

انما الانسان امدجل ونصف رجل اولاد شیخ (انسان یا تو پورا انسان ہے یا نصف انسان

اور یا بیچ محض ہے) جو اللہ تک پہنچ گیا وہ پورا انسان ہے، اور جو اس تک پہنچنے کے لئے

کوشاں ہے وہ نصف انسان اور جو صرف دنیا کا ہی ہو کر رہ گیا وہ بیچ محض ہے۔ یہ بھی

فرماتے کہ جاہل صوفیہ سے بچتے رہو۔ یہ لوگ دین کے چور اور مسلمان کے رہزن ہیں۔

اور یہ بھی فرماتے کہ جس کسی کے دل میں ذرہ کے برابر دنیا کی محبت ہے۔ وہ لاکھ ذراہد

سہی۔ مگر وہ خدا متعالے کی رحمت کا مورد نہیں ہو سکتا کیونکہ پروردگار فرماتا ہے۔

لا تفرق حلاوتہ محبتی من فی قلبہ حبة من حبة الدنیا لان الملوث لا یصل

للخطیئة القدسیة والحسنرة الربانیة انتہیؕ

میں اس شخص کو اپنی محبت کا مزہ بھی نہیں چکھا سکتا جس کے قلب میں حبتہ کے برابر دنیا

کی محبت ہے۔ اس لئے کہ جس کا دامن آلودہ ہو۔ وہ خطیئة القدس اور حضرت الربانی میں

قدم نہیں رکھتا۔ (التقصار نواب صدیق سمنان)

## ۵۲۔ شیخ چاندہ مندوی

(شہر مندوہ مالوہ میں تھا)

(بہ عہد محمود شاہ الکبیر البلیخی)

ممتاز الاقران تھے۔ اچھ مولد و مسکن ہے۔ وہیں پر وال پڑھے۔ شیخ صدر الدین محمد بن

احمد الحسینی البخاری الأتچی سے پڑھا۔ اوزریارت حویین کے لیے احرام باندھ کر روانہ ہو گئے۔

فارغ ہونے کے بعد بچہ سلطان محمود شاہ الکبیر خلیجی شہر مندوہ میں وارد ہوئے تو سلطان نے

آپ کو وہیں اقامت کی زحمت دی اور انہیں شیخ الاسلام کے منصب سے سرفراز فرمایا۔

یہاں ان کا مشغلہ درس و افادہ تھا۔ اور یہیں محمود شاہ کے عہد میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ”ح“

### ۵۱۔ شیخ حامد الکبیر بخاری اُچی

”الشیخ الصالح الفقیہ“ حامد بن محمود بن الحسین بن احمد بن الحسین بن علی الحسینی البخاری الاُچی۔ معارف و علوم میں ممتاز الافاضل تھے۔ اپنے جد شیخ جلال الدین حسین بخاری کے زمانہ میں پروان پڑھے۔ انہی کی تربیت سے آراستہ ہوئے اور اپنے والد محمود صاحب کی رحلت کے بعد منصب شیخوخیت سے بہرہ مند ہوئے۔ ان سے ان کے حقیقی بھائی عبداللہ بن محمود اُچی الحجراتی اور بے شمار مشایخ نے استفادہ کیا۔

### ۵۲۔ شیخ حبیب اللہ کرمانی

(ولجہد سلطان احمد شاہ بہمنی)

ماہ شعبان ۸۶۲ھ

”الشیخ الفاضل“ حبیب اللہ ابن خلیل اللہ بن نعمت اللہ حسینی کرمانی علوم ظاہری و باطنی میں نخبۃ الاقران۔ ۸۲۵ھ میں اپنے والد کے ہمراہ ہندوستان آئے اور سلطان احمد شاہ بہمنی نے اپنی دختر ان کے جہالہ عقد میں منسلک کر دی۔ وہ احمد آباد بہیر میں برسوں رہے اور مرتبہ امارت تک آپہنچے۔ حتیٰ کہ ہمایوں شاہ بہمنی نے تمام سلطنت ہاتھ میں لی جو ظالم، جابر اور سفاک تھا اور حسن بن علاؤ الدین نے بادشاہ مذکور پر خروج کیا تو صاحب تذکرہ نے سلطان حسن کی رفاقت کی۔ جس کی پاداش میں حسن مذکور اپنے رفقاء سمیت قتل ہوا۔ مگر حبیب اللہ تہتید کر لئے گئے وہ

کچھ عرصہ بعد جیل سے بھاگ کر بیجا پور جا پہنچے۔ اور ۱۸۶۳ء ماہ شہبان میں قتل ہو گئے۔  
(تاریخ فرشتہ)

## ۵۵۔ شیخ حسام الدین جون پوری

۹ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ

(لجہد سلطان ابراہیم شرقی جون پوری)

«الشیخ الفاضل حسام الدین ابن نصر اللہ اصفہانی مکنم الہندی جون پوری۔ فرقہ مداریہ کے علماء سے بھتے براہ راست شیخ معتمد علیہ الدین مدار مکن پور سے بیعت ہوئے اور برسوں ان کی خدمت میں ملازمت کی۔

ان کے شیخ محمد بن علاء شطاری سنہری اور دوسرے بے شمار لوگوں نے استفادہ کیا۔ جون پور ہی میں آسودہ لحد ہوئے۔

(بحوالہ انتصاح)

## ۵۶۔ شیخ حسام الدین فتح پوری

۲۲ - ۲۳ - ۱۲۰۰ھ

«الشیخ الفاضل حسام الدین حنفی صوفی فتح پوری۔ فقہ و اصول فقہ میں سربر آوردہ روزگار تھے۔ قاضی عبدالقادر ابن رکن الدین شریعی کنڈی سے پڑھا۔ اور طریقت میں بھی ان ہی سے شاد کام ہوئے۔

فتح پور سے فتنہ تمپور کے زلزلے میں دہلی سے نکل کر فتح پور آئے اور واپس فتح پور دو تشریف لے گئے ان سے شیخ بدھن علوی بہرائچی اور دوسرے بے شمار لوگوں نے کتباً فیضان کیا۔



وفات :- علامہ لاہوری نے اپنی کتاب خزینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ان کی وفات ۱۰۰۰ھ میں ہوئی اور صاحب مہر جہاں تاب فرماتے کہ آپ سلطان ابراہیم شرقی کے عہد حکومت میں ۱۰۰۰ھ یا ۱۰۰۱ھ میں طعمہ اجل ہوئے۔

## ۵۷۔ شیخ حسام الدین مانگ پوری

۱۵ رمضان ۸۵۳ھ

والشیخ الامام العالم الکبیر "حسام الدین ابن خواجہ خضر ابن جلال الدین عمری مانگ پوری۔ مشہور اولیاء اللہ سے تھے۔ مانگ پور مولد و منشا ہے۔

درسیات کے متون و شرح و دولوں پڑھے اور خوب خوب مطالعہ کیا۔ اپنے والد کے شاگرد تھے۔ فراغ کے بعد خلوص نیت سے بنگال کا ارادہ کیا۔ اور حضرت لوزین العلاء پندوی کی بیعت کی۔ مدلول ان کی خدمت میں رہے۔ جتنی کہ اپنے مرشد کے تمام مسترشدین سے زیادہ کامیابی حاصل کی۔ جس کی وجہ سے شیخ نے آپ کو ۱۸ ربیع الثانی ۸۰۲ھ میں اپنی خلافت عنایت فرمادی اور مانگ پور کے لئے رخصت دے دی (انیس العارفین)

آپ پندوہ سے جون پور تشریف لے آئے۔ یہاں بے حد فقر و فاقہ کے اندر مسلسل سات سال گزار دیے۔ جس کے بعد اللہ نے آپ کے لیے رزق اور قبولیت دولوں کے دروازے کھول دیے۔ امرا اور رئیس سچی کہ بادشاہوں تک آپ کے گرویدہ تھے۔ اہل شہر میں ہر فرد بشر نے خراج عقیدت پیش کیا۔

شاگرد :- آپ کے صاحبزادہ فیض اللہ، شیخ راجی عابد اور دوسرے بے شمار لوگ آپ سے مستفید ہوئے۔

تصانیف :- (۱) انیس العاشقین۔ سلوک میں مقید کتاب ہے (۲) رفیق العارفین آپ کے ملفوظات کا مجموعہ جو آپ کے مریدوں نے یک جاکئے۔ ان کے جمع کردہ مکاتیب

(۱۲۱) ہیں جو شہاب الدین مانک پوری نے ایک مجموعہ میں اکٹھے کیے (گنج ارشدی)

### اقوال آصف بزرگ

۱۔ فیض الہی ناگاہ رسد و لکن بردل آگاہ رسد، پس سالک منتظرے باید تا از پردہ  
عین پہ کشاید۔

۲۔ فراق کجاست یا نور اوست

یا پرتو نور اوست !

۳۔ درویش را چہ چیزے باید و در دست و شکستہ اوین درست و یقین درست۔

پائے شکستہ و دل شکستہ۔ (۴۶) آویختہ ہمہ کس باش (۵) آویختہ کس مباش

۱۵ اردیمنان ۱۳۵۳ھ ہجری میں رحلت فرمائی۔ آپ کا مزار مالکپور میں مشہور و معروف

اور زیارت گہ عوام و خاص ہے۔

## ۵۸۔ شیخ حسن بن بدر الدین ہندی

«الشیخ العالم الکبیر» حسن بن بدر الدین ہندی دمشقی حقیقی نزیل شام (بروایت بخاری) اور اس نے کہا کہ آپ عالم علامہ متبحر متحقق مدقق ذوقنون عدیدہ و اقوال سدیدہ تھے۔ عقلیات میں ملکہ تام حاصل تھا۔ تیس سال تک سید ہر جانی کی خدمت میں ملازم رہے۔ خود ان سے طلبہ نے نحو و صرف اور فقہ و اصول فقہ میں استفادہ کیا۔ ۱۳۳۳ھ میں حماة کے مدرسہ مغزیہ میں رحلت فرمائی۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً ستتر برس کی تھی۔

## ۵۹۔ شیخ حسین بن محمد بروجی

«الشیخ العالم الصالح» حسین بن محمد بروجی الجرجانی۔ فقہ و تصوف کے عالم اہم حضرت کمال الدین قزوینی بروجی سے اخذ فیض کیا۔ جن کی خدمت میں برسوں ملازم رہے۔ اور جب خود مسند شیوخیت کو عزت بخشی تو علما و مشایخ کے گروہ درگروہ نے ان سے استفادہ

## ۴۰۔ شیخ حسن بن حسین بلخی

۱۱ شعبان ۸۵۵ھ

«الشیخ العالم الفقیہ الزاہد» حسن بن حسین بن المعز بلخی البہاری۔ فرقہ فردوسیہ کے شیخ طریقت۔ آپ والد کی گود میں پروان پڑھے اور فقہ و طریقت دونوں میں ان سے فیض کام ہوئے۔ ۸۶۲ھ میں مسند ارشاد کوزینت بخشی۔

مصابیف بہ لطائف المعانی و درحقائق و معارف اور اپنے والد فارسی میں حضرات الحش کی بسط شرح کا شرف الاسرار کے نام سے لکھی۔

عقبہ بہار میں انتقال فرمایا (حاشیہ غلام یحییٰ علی شرح آداب المریدین)

## ۴۱۔ شیخ حسن بن محمد الجرجانی

از ۸۱۶ھ تا ۸۳۱ھ

الشیخ الصالح الفقیہ حسن بن محمد اوساوی الجرجانی۔ خطہ گجرات کے ممتاز شیخ طریقت آپ اڑھن کے نام سے مشہور تھے۔ سال ولادت ۸۱۶ھ ہے۔ طریقت میں حضرت عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری الجرجانی سے فیضان حاصل کیا۔ ان کے لجد شیخ نصیر الدین ابن جمال نوساروی کی ملازمت میں حصہ لیا اور ان سے بھی کتاب کیا۔ آپ معقول و منقول دونوں میں ماہر تھے۔

۱۳ ماہ شوال ۸۷۶ھ کو انتقال فرمایا۔ قبر آپ کی اوساویں میں ہے اور اوساویں احمد آباد

کی ایک بڑی شاہراہ کا نام ہے۔ (گلزار الابرار)

## ۴۲۔ شیخ حسن بن علی الکیلانی

(عہد سلطان فیروز بن داؤد کہمنی)

۸۱۰ھ

الشیخ الفاضل العلامة حسن بن علی الکیلانی۔ معروف علماء سے تھے۔ منطق و فلسفہ وغیرہ جملہ علوم عقلیہ میں ورک تھا۔ سلطان فیروز بن داؤد کہمنی گلبرگہ کا عہد تھا۔ آپ اس کے نزدیک تھے۔ سلطان محمود نے سنا کہ میں آپ کو بالاکوٹ میں رصدگاہ بنانے کا حکم دیا اور اس کام کے لیے سید محمد گازی و غازی کو آپ کی اعانت پر لگا دیا۔ جس پر شیخ حسن نے تہمید رصدگاہ پر پوری توجہ دی۔ مگر رصدگاہ تعمیر ہونے سے قبل ان کی زندگی کا اڑھائی ٹکڑا گیا۔

## ۴۳۔ شیخ حسن الحسینی الہاشمی

۸۹۶ھ

الشیخ العالم للصلح "حسن بن علی الحسینی کبیر الدین الہاشمی صلاح و تقویٰ میں معروف تھے۔ ایک دنیا کی سیاحت کے بعد شہر اچ میں طرح اقامت ڈال دی۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ آپ نے (۱۸۰) سال سے زیادہ عمر پائی ان کے ہاتھ پر بے شمار افراد حلقہ اسلام میں داخل ہوئے آپ جس کی طرف دیکھ لیتے۔ وہ مسلمان ہو جانے کے بغیر نہ رہ سکتا۔ اچ ہی میں وفات پائی۔

# ۶۴۔ شیخ حسین بن المغزی بلخی

۲۴ ذوالحجہ ۸۴۳ھ

«الشیخ الامام العالم الکبیر حسین بن سنان الدین بلخی البہاری فرقہ فردوسیہ کے مشایخ  
 حضرت سے تھے۔ شیخ منیری کے تربیت یافتہ اور ان کی صحبت سے بہرہ مند۔ ان کے  
 اجداد اپنے عم محترم شیخ مظفر ابن شمس الدین بلخی منیری کی تلقین سے مستفیض ہوئے۔ ان  
 کے ہمراہ عربین آئے اور حج و زیارۃ سے سرفراز ہوئے۔ مکہ معظمہ میں بہ سال تک قیام فرمایا  
 یہاں قرآن مجید اور شاطبیہ شیخ شمس الدین خوارزمی سے پڑھے اور شیخ شمس الدین حلوی  
 سے قرأت سابعہ میں مشق بہم پہنچائی۔ شیخ حلوی اس لمحہ میں سے فریدالکھضر تھے۔ جن کا نظیر  
 قرآۃ و تجوید میں مضر شام و حجاز میں نہ تھا۔ بعد میں آپ نے صحیحین بتماہا اپنے عم مظفر مدون  
 سے پڑھے اور ان سے سند حاصل کی۔ یہ الفاظ ہیں نے ان کی سند میں لکھے ہوئے دیکھے  
 ان کے والد معز الدین مبارک نہیں آسودہ لحد ہو گئے۔ تب یہ اپنے عم مبارک کی صحبت  
 میں عدن آکر فرانش ہو گئے۔ یہاں آپ نے خلیف عدنی سے حدیث کی اہانت لی۔ آپ  
 کے چچا نے عدن ہی میں آپ کو اپنی خلافت عطا فرمائی۔ جس کے بعد ان کا انتقال عدن ہی میں  
 ہو گیا۔ اور آپ ہندوستان واپس تشریف لے آئے۔»

مردانین :- آپ کے مہاجر اورے حسن اور ان کے سوا بے شمار خلائق

مصنفات :- آپ کے تصانیف حقائق و معارف پر مشتمل ہیں جن کی تفصیل مندرجہ

ذیل ہے :-

- ۱۔ حضرات الخمس (در توجید اولئہ الحمد للہ رب العالمین الخ)
- ۲۔ رسالہ ہیات (یہ رسائل اپنے مریدوں کی طرف ہیں اور ایک ضخیم مجلد میں ہیں)
- ۳۔ فارسی میں دیوان - ۲۴ ذوالحجہ ۸۴۳ھ میں انتقال فرمایا۔

دیوانہ حاشیہ غلام سیدی علی شرح آداب المریدین



## ۴۵۔ شیخ حسین ملتانی

”الشیخ الفاضل العلامة“ حسین القرشی الملتانی علوم عربیہ میں علمائے تہجدین سے تھے۔ مالدوٹن شہر ملتان کے اندر خانقاہ شیخ بہاء الدین ابو محمد زکریا الملتانی میں مسند آرائے تدریس رہے۔ ان کی زندگی میں ملتان کے اندر ریاست علم و فضل میں آپ ہی ممتاز تھے۔ شاگردوں میں ان کے محمد بن منکن ملاوی وغیرہ بے شمار حضرات ہیں (مصابیح العاشقین)۔

## ۴۶۔ بادشاہ حسین شاہ شرقی جوئی پوری

”الملک الکبیر“ حسین ابن محمود بن ابراہیم جوئی پوری شرقی اپنے بھائی محمد شاہ کی رحلت کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی اور عقل و تدبیر سے فتوحات شروع کر دیں۔ اس نے تین لاکھ فوج اور سو ہاتھی لے کر اڑیسہ پر حملہ کر دیا۔ جس پر راجہ نے بے حساب مال کچھ لقمہ اور کچھ ادھار دینے پر صلح کر لی۔ سلطان جون پور لوٹ آیا۔ ۱۷۷۵ء میں قلعہ بنارس تعمیر کرایا۔ اور اسی سال قلعہ گوالیار پر فوج بھجوا کر لڑائی کے بغیر اسے فتح کر لیا۔ اس حلقہ کے راجہ نے بھی گراں قدر تادان پیش کیا۔ اب سلطان نے ۱۷۷۵ء میں ایک لاکھ چالیس ہزار فوج اور چار سو ہاتھی لے کر دہلی کا رخ کیا۔ وہاں کے بادشاہ بہلول نے سنا تو پیغام بھیجا کہ میرے لیے دہلی سے ۸ میل تک رہنے دیا جائے باقی ناک آپ کی نظر ہے۔ شاہ حسین نے بہلول شاہ کے پیغام کا جواب تمسک نہ دیا۔ اس پر بہلول مقابلہ کے لیے نکل آیا۔ میدان دریائے جمنا کے کنارے تھا۔ شاہ حسین نے جون پور آکر دم لیا۔

اس نے پھر ۱۷۷۹ء میں دوبارہ دہلی پر حملہ کر دیا اور اس مرتبہ بھی شکست دوسرا حملہ کیا۔ کھا کر لوٹا۔ پھر تیسرا اور چوتھا حملہ کیا اور ان تماموں میں بھی وہ ناکام ہی

جون پور لوٹا۔

آخری حملے پر لوٹا شاہ بہلول اسے بھگانا ہوا جون پور پر قابض ہو گیا اور اپنے بیٹے  
شاہ کو جون پور پر اپنا نائب مقرر کر کے دہلی لوٹ آیا۔ تب شاہ حسین نے جون پور سے دور  
اتنی اراضی پر اکتفا کر لیا جس سے صرف پندرہ ہزار آمدنی ہوتی۔  
بہلول کے رحلت :- اور بہلول کی رحلت کے بعد سکندرا بن بہلول باریک جانشین ہوا  
ابن حسین شاہ نے باریک کو اسکندر پر حملہ کرنے کا مشورہ دیا۔ اس نے حملہ کیا تو شکست کھائی۔  
اب سکندر نے حسین شاہ کی طرف رخ پھیرا اور اس کے علاقہ پر قبضہ کر کے اسے بنگال کی  
طرف بھگا دیا۔ یہ ۸۸۱ھ کا واقعہ ہے۔ شاہ حسین بنگال میں ۱۹ سال تک حیات مستعار کے دن  
پورے کر کے اعلیٰ اجل کو لبیک کہا اس کی کل مدت حکومت ۱۹ سال ہے۔ (تاریخ فرشتہ)

سلطان حسین بلند پایہ عالم بھی تھا۔ اس نے قاضی سماء الدین سے جون پور میں پڑھا۔  
وہ موسیقی میں بھی ماہر تھا۔ ہندی نغموں میں سے وہ ریت کے چار مصرعوں میں تحفیف کر کے اسے  
دو مصرعوں میں مفید کر دیا۔ جو نہایت دل کش لے ہو گئی۔ اور اس کا نام خیال یا چھکھ رکھا۔ بلکہ  
تحفیف شدہ دونوں مصرعے نہایت اچھے ہو گئے۔ بادشاہ نے موسیقی میں تحفیفہ الہند کے عنوان  
سے کتاب بھی لکھی۔

## ۴۶۔ شیخ حسین بن اسماعیل ملتانی

الشیخ الصالح الفقیہ "حسین بن اسماعیل بن محمود بن حسین بناری اللاجی لقب الشیخ  
صدر الدین الحسینی الملتانی۔ معارف الیہ میں سربراہ زردہ زمین!۔ اپنے والد سے مستفیض تھے جن  
کے بعد منصب شیوخیت پر فائز ہوئے۔  
ان سے شیخ عبدالوہاب بن محمد بن رفیع الدین الحسینی بناری دہلوی نے طریقت حاصل کی۔  
(در تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

# ۴۸۔ شیخ حسین بن محمد الحسینی گلبرگوی

۵ ربیع الثانی ۱۱۴۲ھ

الشیخ حسین بن محمد بن یوسف الحسینی الدربندی کتم گلبرگوی المشہور بہ محمد اکبر مولد و منشا

دہلی۔

اساتذہ :- مولانا محمد لاجرا و مولانا محمد القاسم و مولانا خواجگی و قاضی عبدالمقتر بن

رکن الدین کنڈی۔

شکھیل کے بعد مطالعہ و تحقیق میں ڈوب گئے اور علم نحو و فقہ و ادب عربی و اصول و کلام  
ہر ایک کے اندر ملکہ تامہ حاصل کیا۔ لہذا زان اپنے والد سے خرقہ خلافت اور الشیخہ میں  
مخلافت کا اعجازہ حاصل کیا۔ ان کے والد ان سے بے حد محبت کرتے اور فرماتے کہ اگر یہ میرے  
فرزند نہ ہوتے تو میں سر و قدان کے سامنے ایستادہ رہتا اور فرماتے کہ "آج تک کسی نے اپنے شیخ پر  
فوقیت حاصل نہیں کی۔ سوائے شیخ قطب الدین بختیار اوسمی کے کہ وہ اپنے شیخ معین الدین پر فوقیت لے  
گئے اور سوائے میرے فرزند کے کہ یہ مجھ پر فوقیت حاصل کر گئے۔"

مصابیف :- (۱) المعارف (عربی) در نحو — (۲) شرح الملتقط جو آپ

کے والد کی تالیف ہے — (۳) شرح السورخ — (۴) رسالہ در عقائد (فارسی میں)

(۵) رسالہ فی لبس الغلین فی المسجد — (۶) رسالہ فی مقامات صوفیہ — (۷) رسالہ

در اباحت السماع — (۸) رسالہ فی التصریف الفارسیہ — (۹) التصریف المالکی۔

وفات :- اپنے والد کی زندگی میں گلبرگہ ہی میں بروز چہار شنبہ ۵ ربیع الثانی ۱۱۴۲ھ

میں رحلت فرمائی۔ باپ اور بیٹے دونوں کی قبر پارس پارس ہے۔

(در جہاں تاب)

# ۴۹- شیخ حماد بن محمد گجراتی

۲۲ شوال ۸۳۶ھ

شیخ العالم الکبیر قاضی حماد بن محمد حنفی صوفی گجراتی مشہور لوگوں سے تھے۔ مولد و منشا گجرات ہے۔ تحصیل تنم کے بعد بسوں شیخ محمد بن عبداللہ الحسینی البخاری کی خدمت میں تشریف لائے اور ان سے خرقہ خلافت حاصل کیا۔

عمر کا معتد بہ حصہ جہاد فی سبیل اللہ میں صرف کیا۔ آپ کشتوف و کرامات اور وقار لغزینیہ کا سر شہید تھے۔ ۳۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔ تاریخ وفات لجنیر سن ۲۰ شوال یا ۸۳۶ھ

پتہ (مرآة احمدی)

”خ“

## ۶۰۔ مولانا خواجگی دہلوی

(اجہد سلطان تیمور گورگان)

م ۸۰۹ھ

الشیخ العالم الکبیر الصلواتۃ علیہ خواجگی بن محمد بنفی دہلوی۔ نزیل کالپی دہن۔ مولد و منشا  
دہلی۔ شیخ معین الدین ہرانی سے پڑھ کر۔ فقہ و اصول و عربیت میں کمال حاصل کیا اور وہی  
ہی ہیں سند تدریس کی راستگی کا ذریعہ ہوئے۔

ان سے قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے درسیات پڑھیں۔ طریقیت شیخ تفسیر الدین  
محمود اورھی سے حاصل ہوئی۔ جس زمانے میں آپ دہلی کے اندر متوطن تھے۔ شیخ محمد بن یوسف  
حسینی دہلوی نے خواب دیکھا کہ مغل شورش بلند ہو گئی ہے۔ انہوں نے کھیت اور لسنل السنانی  
تہس بہنس کر دیے ہیں۔ یہ خواب سن کر مولانا خواجگی دہلی سے نکل کر کالپی چلے گئے۔ ان  
کے لجد تیمور نے دہلی پر نین لول کر شہر کو برباد کر دیا۔

آپ کا مزار کالپی کے قلعہ میں ہے۔

## ۶۱۔ مولانا شمس الدین خواجگی کروی

المرحوم الحرام ۱۹۸ھ

الشیخ الفاضل الکبیر شمس الدین خواجگی بن احمد بن شمس الدین العریضی الملتانی۔



ابو اسماعیل بن جعفر صادق کی اولاد سے تھے درسیات اور طریقت دونوں اپنے جدِ اعلیٰ شیخ  
علاء الدین حسینی الجبوری سے حاصل کیے۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔  
بہت بڑے عالم متقی فقہ و حدیث اور لغتوں میں محسود اقران تھے۔  
مصنفات :- (۱) المرید والمراد (درسلوک)

(۲) اربعین (در حدیث ملقط از مشارق الانوار صفحائی)

شیخ احمد بن محمد حسینی کروی نے اپنی ایک کتاب میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ والد کو  
خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انہوں نے چاہا کہ اپنے دادا خواجگی کی کتاب الراجحین  
مستور کو پڑھ کر سنائیں تاکہ آپ احادیث کی صحت فرمادیں اس پر حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا،  
کہ الراجحین کا ماخذ کیسا ہے۔ اس پر صاحب روایا نے عرض کیا۔ صفحائی کی کتاب مشارق  
الانوار! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ مشارق کی تمام احادیث صحیح ہیں۔  
جس پر صاحب روایا نے اللہ سبحانہ کا شکر کیا اور کیا۔ صاحب ترجمہ نے اس  
بشارت پر تمام مشارق حفظ کر لی۔

مولانا کی قبر کٹرہ میں دریائے گنگا کے کنارے پر ہے اور اس پر حضرت خواجگی ہی کے  
دو شعروں پر مشتمل یہ کتبہ نصب ہے۔

برائے خدا سے عزیزاں من  
نویسید بر گورین اہل سخن  
کہ چون خواجگی در تہ خاک شد  
نکوشد ز حکم جہاں پاک

## ۷۲۔ مولانا خواجہ مانک پوری

«الشیخ الفاضل» مولانا خواجہ بن جلال الدین العمری مانک پوری — علمائے فقہ و  
اصولی و عربیت میں ممتاز۔ اپنے والد کے سوا دوسرے اساتذہ سے بھی پڑھا۔ نہایت صابر  
و محتاط اور پارسا تھے۔ ان کے متعلق عجیب و غریب وقائع مشہور ہیں۔ ازال جلد یہ کہ ایک

ضرورت مند کسی فتویٰ کے لیے حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے سولے کے سکے رکھ دیے جب کہ مولانا سلسلہ تین روز سے بھوکے تھے۔ آپ نے فتویٰ کے ساتھ وہ سکے بھی مستفیق کو واپس کر دیے جس پر دوسروں نے آپ کو ملامت کی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ اتنے میں ایک اور صاحب نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ امیر عین الدین ایک دعا پڑھ رہے ہیں اور اس کے بعض الفاظ ان کی سمجھ میں نہیں آتے آپ نے حضرت فزاکر تشریف لے چلیں چنانچہ آپ ہاتھ بولتے اور امیر کی شکل حل کر دی۔ جس پر امیر نے خوش ہو کر آپ کو سونے کے مسکوک سکے دیے تھے۔ جن کی تعداد اس قدر تھی جس قدر مولانا نے پہلے شخص کو واپس کر دیے تھے اور ان کے علاوہ (امیر نے آپ کو) پورٹاک و خورد و نوش کا سامان بھی دیا۔ لوگ ان کے ہمراہ یہ صلہ دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے۔

## ۱۷۱۔ حضرت خاں بن سلیمان دہلوی

(بجہد تیمور لنگ)

(۷ اجنادی الاولیٰ ۸۲۲ھ)

۱۔ الملک الکریم "حضرت خاں بن سلیمان دہلوی سلطان صلاح المشور بہ" صاحب المسند العالی والرايات الاعلیٰ "دہلی پر کسی بادشاہ کی حکمرانی نہ ہونے کے زمانے میں اس پر قابض ہو گیا۔ اس کا والد ملتان کے بادشاہ مروان کا (نیزانہ سلطان فیروز شاہ) والی تھا۔ اور جب مروان کا انتقال ہو گیا تو اس کا بیٹا، ملک شیخ "قائم مقام ہوا۔ ملک شیخ کی رحلت کے بعد رعایا سلیمان پر متفق ہو گئے۔ سلیمان کی وفات پر اس کا کوئی جانشین نہ تھا۔ اور بادشاہ فیروز شاہ نے اس کے متنبی حضرت خاں کو ملتان کی زمام سپرد کر دی۔ اور جب تیمور لنگ ہندوستان میں وارد ہوا تو حضرت خاں نے اس کی خدمت میں سبقت کر کے سناہ اور پنجاب کی قیادت کا قبائلیہ حاصل کر لیا۔ جب تیمور باوراء النہر لوٹ گیا اور دہلی پر اقبالی خاں وزیر کو حکمران مقرر کر گیا تو

مختصر حال نے اسے مسزول کر کے دہلی پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ سنہ ۱۰۰۰ھ میں رونما ہوا۔ احمد بن (پاک پٹن) پر دونوں میں گھمسان کا رن پڑا تو اقبال خان میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا اور مارا گیا۔ تب ناصر الدین محمود بن محمد بن فیروز شاہ سے دہلی پر قبضہ کر لیا اور کچھ مدت کے بعد وہ فوت ہو گیا۔ اور مختصر حال پھر دہلی پر ۱۰۰۰ھ میں قابض ہو گیا۔ اب اس کے اپنا لقب صاحب المسند العالی والروایات الاعلیٰ منقول کر دیا۔

مختصر حال عدلی گتہ۔ سخاوت پیشہ۔ صادق القول اور دیانت اس کا شیوہ تھا۔ رعایا اس کی مطیع فرمان اور اس کے عدل پر مطمئن تھی۔ وہ اپنی مملکت میں شہروں کی آبادی، زراعت کی افزائش اسلام کی ترقی اور رعایا کی خوشنودی کے لیے کوشاں رہتا۔ اس نے دہلی پر ۷ سال چند ماہ تک حکومت کی (تاریخ فرشتہ)

## ۱۰۰۰ھ - شیخ خوند میر الفتنی

اربع الثانی ۱۰۰۰ھ

«الشیخ الفقیہ» خوند بن سپید پڑھا بن یعقوب بن محمود الحسینی الفتنی الجرجانی۔ صلاح و علمیت میں معروف۔ مولد و منشا سرزمین گجرات۔ اپنے چچا شادی بن یعقوب پڑھا اور انہی کی بیت سے سرفراز ہونے کے بعد فتن سے احمد آباد تشریف لے گئے۔ یہاں شیخ عبدالمدین محمود الحسینی البخاری الجرجانی (شیخ عبدالفتاح) کہ علاء الدین کے مرید اور علاء الدین شیخ محمد بن یوسف الحسینی نزیل و دنیا میں گلبرگہ کے مرید تھے) سے کتاب باطنی کیا۔

شیخ خوند نہایت رعب و داب کے ساتھ باوقار منش تھے۔ ان سے بے شمار افراد نے کسب فیض کیا۔ آپ کے کثوت و کرامات بہت مشہور ہیں۔ (مرآة احمدی)

## ۶۵۔ شیخ خلیل الدکرمانی

(اجہد سلطان احمد شاہ بہمنی)

«الشیخ الصالح» خلیل الدین نعمت الدین عبداللہ الحسینی الکرمانی فلاح و تقویٰ میں ممتاز تھے۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۲۲ھ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی نے نہایت عزت و اکرام کے ساتھ احمد آباد میں اقامت کے لیے مجبور کر کے پیرم کے نواحی مواضع جاگیر میں عطا فرما کر ان کی صاحب زادی اور پوتی دونوں کا عقد اپنے دو فرزندوں علاء الدین اور محب الدین سے کرا دیا۔

## ۶۶۔ خضر بن الحسن بلخی

«الشیخ الفاضل» خضر بن الحسن بن المبارک بن عثمان بن محی الدین الحمیری الادہمی بلخی حدیث میں ممتاز الاقران، وطن سے آکر جون پور میں طرح اقامت ڈال دی اور لکھنؤ میں درس جاری کیا۔ ان کے شاگردان کے فرزند قطب الدین ہیں۔ میں نے شیخ مبارک گوپا مٹوی کے ترجمہ میں پڑھا ہے کہ خضر کی نسبت ابراہیم ابن اوحم ولی مشہور سے صحیح نہیں۔  
بلخ آباد کے نواح میں چند مواضع ان کی جاگیر میں تھے۔

## ۷۷۔ مفتی داؤد بن رکن الدین ناگوری

الشیخ العالم الکبیر المفتی "داؤد بن رکن الدین ابن حسام الدین حفصی الناگوری فقہ و اصول میں سربر آوردہ روزگار تھے اور گجرات کے شہر نرولہ میں مفتی بنے انہوں نے فتاویٰ حمادیہ کی تدوین میں اپنے والد کی مدد کی جیسا کہ ان کے والد نے اپنی کتاب کے آغاز ذکر فرمایا ہے۔

## ۷۸۔ ملا داؤد گجراتی

(لجہ سلطان فیروز بن داؤد بھٹی)

الشیخ الفاضل داؤد بن ابو داؤد گجراتی۔ تاریخ و سیر میں معروف تھے۔  
 تصنیف :- نخفتہ السلاطین (درصلاط شاہان) سلطان فیروز بن داؤد بھٹی کے لیے  
 لکھی (تاریخ فرشتہ)



”س“

## ۷۹۔ شیخ رکن الدین جون پوری

الریح الثانی سید

الشیخ الصالح الفقیہ ”رکن الدین ابن صدر الدین بن شرف الدین ابن جلال الدین محمود بن ہبیر بن شیخ عبداللہ الضاری الہروی ثم الہندی جون پوری۔ صلاح و بزرگی میں نامور۔ ان کے والد نے سلطان خضر خاں کے زمانے میں دہلی آکر طرح و طن ڈال دی۔ اور حبیب ان کے والد نے داعی اجل کو لبیک کہا تو یہ نیرمانہ سلطان ابراہیم شرقی ریخت سفر باندھ کر جون پور لشکر لے گئے۔ یہاں حضرت شیخ تاج الدین جھولنسوی سے طریقت حاصل کی اور حبیب جلال الدین احمد الحسینی البخاری جون پور وارد ہوئے تو ان سے بھی اکتساب کیا۔ انص کے لیے قبول عظیم گایہ عالم تھا کہ مرید سجدہ کرتے اور یہ اس سے منع نہ فرماتے جس پر قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے ہارہا ان پر محاسبہ فرمایا۔

شیخ عبدالعزیز جون پوری نے سیرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ جب کبیر الموضد الہندی جون پور آئے تو ان کے شاگردوں نے قاضی شہاب الدین مذکور کے بارے میں زبلان درازی کی۔ تب شیخ رکن الدین نے ان کی طرف داری کرتے ہوئے انہیں جون پور سے چلے جانے پر اشارہ کیا۔

مؤید :- شیخ عبدالملک جون پوری۔ قاضی محمد بن الحلاء منیری اور بے شمار حضرات۔

مزار ان کا تاتلہ جون پور میں ہے (در گنج ارشدی)

## ۸۰۔ شیخ رکن الدین دہلوی

«الشیخ الصالح الفقیہ» رکن الدین لقب شہاب الدین حنفی صوفی دہلوی از مشایخ چشتیہ مولد و منشا دہلی - اپنے والد سے پڑھا۔ اور ان کے بعد انہی کی مسندِ خلافت پر تمکین حاصل ہوا۔ مسعودیگ مصنف کتاب التہذیبات ان کے شاگرد ہیں۔ (گلزار الابرار)

## ۸۱۔ شیخ رکن الدین ظفر آبادی

م ۸۲۰ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» رکن الدین قرشی ظفر آبادی اکابر فتنائے حنفیہ سے تھے۔ فقہ و اصول فقہ اور حدیث و تفسیر پر ایک ہیں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔

مصنف کتاب المناقب الدرویشیہ نے لکھا ہے کہ انہیں ایک لاکھ حدیث یاد تھی۔ صاحب الدہر اور اکل حلال میں سماعی رہتے۔ انہوں نے شیخ اسد الدین حسین ظفر آبادی سے طریقت حاصل کی اور انہی کی محبت میں جہاد فی سبیل اللہ میں جہد جاری رکھی۔ ظفر آبادی میں وطن تھا۔ ان کے ایک مرید نے ان کی تاریخ رحلت لفظ رکن دین افتاد سے ۸۲۰ھ نکالی (تجلی نور)

## ۸۲۔ مفتی رکن الدین ناگوری

«الشیخ العالم الکبیر العلامۃ» نام رکن الدین لقب حسام الدین حنفی ناگوری۔ فقہ و اصول فقہ میں ممتاز، منور الہ گجرات میں مفتی تھے۔ فتاویٰ حمادیہ (در مجلد صغیم) ان کی تالیف ہے۔ جو انہوں نے قاضی حماد الدین بن محمد اکرم گجراتی کے حکم سے مرتب کی جس میں فقہ و اصول و حدیث و تفسیر کی ۲۴ کتابوں سے استفادہ کیا۔ اس کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے والحمد للہ الذی نور قلوب العارفين بنور التوحید والایمان

# ۸۳۔ قاضی رضی الدین ردو لوی

(لجہد سلطان ابراہیم شرقی)

«الشیخ الفاضل الکبیر» قاضی رضی الدین ابن لفسیر الدین ابن نظام الدین المحقق الردو لوی

اولاد تھے قاضی شہاب الدین احمد بن عمر الزبوی دولت آبادی کے مولد و منشا جون پور۔ اپنے نانا  
قاضی شہاب الدین کی خدمت میں بڑوں سے علم حاصل کیا۔ حتیٰ کہ علم میں ایسا کمال حاصل ہوا کہ فقہ و اصول  
فقہ اور علم کلام و عربیت میں اپنے معاصرین پر تفوق حاصل کر لیا۔ سلطان ابراہیم شرقی نے آپ  
کو قصبہ ردو لوی میں قاضی مقرر کر دیا۔ آپ نے یہیں طرح و طرز اور تدریس و افادہ کا سلسلہ شروع  
کر دیا۔ (الوزار الصغری)

”من“

## ۸۴۔ سلطان زین العابدین کشمیری

م

”الملك العادل الکریم“ زین العابدین ابن الاسکندر بن قطب الدین الکریم السطانی۔  
الصارح۔ اس نے اپنے بھائی کے بعد زمام سلطنت ہاتھ میں لی۔ ان کا نام شاہی خاں تھا۔  
مگر ۸۲۶ھ میں ماہول نے خوزین الدین اپنا لقب مقرر کر لیا۔ اپنے بھائی محمد خاں کو وزارت عظمیٰ  
پر مقرر کیا اور تبت فتح کر کے اس کے باشندوں کو مطیع کر لیا۔

عدل و سخاوت اور اسیروں کی رہائی سے اپنی حکومت کا آغاز کیا۔ اور تبت  
سے جو تبت پرست بھاگ گئے تھے۔ ان کے لیے عام معافی اور اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت  
دی و لے۔ مگر وہ تبت پرست ہی تھے۔ اپنی عادت کے مطابق قدیم رسوم پر ڈٹ گئے۔ بیوہ  
عورتوں کو نذر آتش کرنے لگے۔ سلطان نے انہیں جزیرہ کے بارے سے بھی سبک دوش کر دیا اور  
ان کی مزید تالیف قلب کے لیے مسالونی کو ذبح بقرب سے بھی منع کر دیا۔ ملکہ ملک کے عام  
ٹیکس بھی ان پر سے ساقط کر دیے۔ حتیٰ کہ ان میں سے جو لوگ ان کے والد کے عہد میں زبردستی  
مسلمان کر لیے گئے تھے انہیں دوبارہ اپنے مذہب پر لوٹنے کی اجازت دے دی۔ تاجروں  
کو حکم دیا کہ سامان تجارت چھپائیں نہیں اور ہوسا مان فروخت کریں۔ قلیل منافع پر فروخت کریں۔  
مبادا کسی بیح و فروخت میں دھوکا کریں۔

سلطان زین العابدین جب کسی معرکہ میں کامیابی حاصل کرتا۔ فوج میں تمام اموال

غلیت تقسیم کر دیتا۔ اور مفتوح عوام پر خراج عاید کر دیتا۔ وہ سرکشوں کو سزا دیتا۔ کمزوروں اور مساکین پر رحم کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ذات میں ایسی باتیں سمودیں جو ہر کسی میں نہ ہو سکتی تھیں۔ وہ کسی گریزوں کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھتا۔ نہ کسی کے مال پر نظر کرتا۔ عفو اور تسامح اس کا دار تھا۔ لوگوں کی سہمی لٹخڑوں پر ان سے مواخذہ نہ کرتا۔ زیادہ سے زیادہ سزا مجرم کی جلا وطنی تھی۔ اور اس میں بھی تشدد نہ تھا۔ تاکہ مجرم اسے عقوبت نہ سمجھے۔

اس بادشاہ کے فوجی کاموں میں اپنے باختر ملک کی آباد کاری تھی۔ اس نے نہیں کھڑوائیں۔ باغات اور زراعت میں ترقی۔ رہ گزاری پر پولوں کی تعمیر۔ حتیٰ کہ اس کی ولایت میں اراغی کا کوئی ٹکڑا آب پاشی اور شاواپی سے محروم نہ تھا۔ نہ کوئی زمین بنجر تھی۔ کہ وہ ارباب و فضل کمال کی بقدر بھی کرتا۔

اس کے لیے شاہ ایسے مسلمان اور ہندو عالم جمع ہو گئے جو عربی فارسی سے نقل مخطوطات۔ ہندی میں اور ہندی سے عربی و فارسی میں فنی کتابوں کا ترجمہ کرتے رہتے۔ وہ نرائن مالی کا اولاد نہ تھا۔ اس لیے سونا اور چاندی دونوں اس کے پاس نہ رہتے۔ بلکہ اس نے حسن اخلاق و تواضع، بخشش و فیصلہ جرات میں روزِ قدیم امور جمہ میں بجز و نوحہ۔ رویا کی حالات، پراطلاع۔ تدبیر کی رسائی۔ ارباب کمال کی محبت و زینوں سے افرت۔ اور عہد الامور سے رغبت اس کے مہمالات تھے۔ اس نے ساٹھ رسائی کی عمر میں وفات پائی اور ۲۵ سال حکومت کی تاریخ فرشتہ

## ۸۵۔ شیخ زین الدین عربی

شیخ زین الدین بن بدر الدین صوفی عربی فقہ و تصوف اور فنون ادبیہ میں ممتاز طریقت حضرت شرف الدین احمد سنیری سے مواصل کی جن کی خدمت میں برسوں ملازمت لایفیب ہوئی۔ مقانیف:۔ راجحہ القلوب (فارسی) اپنے مرشد کے حالات و ملفوظات۔ اولاد احمد پان



## ۸۶۔ شیخ زہید بن بدھاسارنی

الشیخ العالم الصالح زہید بن بدھا ابن حمزہ بن قطب ابن عمر بن الجلال الحسینی الزیدی  
مسارنی۔ فرقہ چشتیہ کے شاخ سے تھے۔ شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری ان کے مرشد ہیں۔  
صاحب ترجمہ ہر وقت مستغرق رہتے۔ مراقبہ معمول تھا۔ اور شیخ ابو الفتح ہریت  
بن محمد المنیری ان کے نواسے تھے۔ (گلزار ابرار)

میں نے شیخ محمد بن العلماء المنیری کی بعض اسانید میں پڑھا ہے کہ انہوں نے طریقہ چشتیہ  
شیخ زاہد بن بدھاسارنی سے حاصل کیا۔ اور انہوں نے محمد بن عیسیٰ جون پوری سے لہذا  
قیاس یہ کہتا ہے کہ شیخ زہید کا اصلی نام زاہد اور ان کے والد کا نام بدرا تھا۔ رہا یہ کہ  
یہ زہید اور بدھا کیا ہے؟ تو یہ تو جس طرح ہندوستان میں رواج ہے زاہد کو زہید اور  
بدرا کو بدھا کر لیا گیا اور یا گلزار ابرار کے ناقلین سے اس سلسلہ میں غلطی ہوئی۔

## ۸۷۔ شیخ زین الدین بغدادی کنج نشین

(زبانہ سلطان علاء الدین لکھنوی)

مہ ۳۳۵ھ

الشیخ العالم الصالح "زین الدین صوفی بغدادی مشہور۔ کنج نشین بواسطہ اسمش الدین  
محمد از احمد از ابواسحاق از اسمش الدین محمد الکی از ابوالعباس سلیمانی (تاسانی) از محمد صالح و  
کافی از شیخ ابودین مغربی۔ جو حضرت شیخ محمد بن ابراہیم کے مرید ہیں۔ بغداد سے  
ہندوستان تشریف لائے اور احمد آباد بیدر میں زبانہ سلطان علاء الدین شاہ لکھنوی اقامت فرما  
ہوئے۔ ۳۳۵ھ میں بیدر کے مقام پُرفات پانی اور یہیں آسودہ لحد ہوئے (مہر جمال تاب)

## وحاشیہ ابن متن

ان کی تاریخ ولادت ۷ ربیع الاول ۱۰۶۷ھ ہے اور مولد بغداد  
اساتذہ۔ اس نھد کے مشہور ارباب علم جن سے پڑھنے کے بعد وہی تشریف لے  
آئے اور جب اپنے والد شیخ محمد ابراہیم سے ملاقات ہوئی تو ان کی بہیت کا شرف حاصل  
کیا۔ ان کا شجرہ یہ ہے شیخ ابراہیم ابن شیخ جمال الدین ابن شیخ زکریا الدین ابن شیخ  
نور الدین بن شیخ بدر الدین بن شیخ یعقوب ابن شیخ داؤد بن محمد ابن اسحاق بن ابو عبد اللہ  
طایر ابن شیخ شعار الدین بن محمد بن سید الطائفہ جنید بغدادی۔

نجیب ناگوری نے اپنی کتاب الاعراس کے صفحہ ۱۲۰، ۱۲۱ اور مسند تاریخ خورشید  
جہا بی نے ص ۲۲۲ اور قدہ کرہ ابو الفیض ص ۱۲۳ پر لکھا ہے کہ "مر لانا کینج کشین شہر بیدر  
میں آنے کے بعد ذکر و فکر اور ارشاد و دعوت میں ڈوب گئے۔ ان سے بے شمار افراد نے  
استفادہ کیا۔ وہ پارسا اور عبادت گذار و کثیر الخشیت تھے۔ ان سے عجیب و غریب و تالیخ ظہور میں  
آئے۔ ان سے مکتوبات و کرامات بہیم ہوتے۔ تاریخ وفات روز جمعہ ۹ ربیع الثانی ۱۰۶۱ھ  
ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے یوم وفات پر بیدر ہی میں تمام سرکاری دفاتر اور مدرسوں میں تعطیل  
ہوئی۔ ان کے بیٹے جمال الدین کی رحلت ۹ رمضان ۱۰۶۷ھ اور پوتے شیخ جمال الدین کی  
وفات ۷ ارجب ۱۱۲۰ھ کو ہوئی۔

## ۸۸۔ شیخ زین الدین اودھی

۱۰۶۷ھ

"الشیخ الصالح زین الدین علی المحبستی الاودھی جو شیخ نصیر الدین محمود بن یحییٰ اودھی کے  
ہمیشہ زادہ تھے۔ طریقت اپنے ماموں مدوح الصدر سے حاصل کی۔ جن کی خدمت میں برسوں  
ملازم رہے اور دولت آباد میں انتقال فرمایا۔

”س“

## ۸۹۔ شیخ سارنگ لکھنوی

ولجہد سلطان فیروز شاہ دہلوی ملک الہند

م ۱۶ شوال ۸۵۵ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ سارنگ متقی الصوفی دہلوی ثم لکھنوی لجد سلطان فیروز شاہ دہلوی  
فرقہ چشتیہ کے مشایخ کبار سے تھے۔“

مالوہ میں شہر سارنگ تعمیر کروایا لجز میں جذبہ ربانیہ سے ایسے سرشار ہوئے کہ مارت پر  
ایت مار کر شیخ قوام الدین ابن ظہیر الدین عباسی کروہی کی خدمت میں رہنے لگے۔ ان سے  
ذکر کا طریقہ حاصل کیا اور حج و زیارت کے لجد واپس وطن التشریف لائے۔ اب شیخ یوسف بن  
احمد ارجی کے حلقہ میں شامل ہوئے۔ برسوں ان کی ملازمت کا شرف حاصل کیا۔ ان سے  
رسالہ نیکہ پڑھا۔ ان کی آخر عمر میں شیخ صدر الدین ابن احمد الحسینی نے ان کے لیے غوث  
خلافت بھجوا یا تو واپس کر دیا۔ اس پر شیخ حصام الدین نے جو فرقہ سہروردیہ کے مشایخ میں سے  
تھے ان کو یہ فرقہ قبول کرنے کے لیے کہا بھجیا۔ تب انہوں نے رکھ لیا۔ جس فرقہ کی بدولت  
ان کو بہت فیضان حاصل ہوا (اخبار الانبیاء)

ان کا مزار نجر گوہ میں ہے جو اودھ کے قریب لسبہ کے قریب واقع ہے (الفوائد السعیدیہ)

## ۹۰۔ شیخ سراج الدین کاپوری

م ۸۳۰ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ سراج الدین حنفی صوفی المشہور بہ السراج الحریق» مولانا خواجگی  
دہلوی جو کاپی میں مدفون ہیں، سے درسیات پڑھیں۔ طریقت میں شیخ عبداللہ الدین حسین بن  
احمد اخیسنی البخاری سے مستفیض ہوئے۔

شاہ مدار شیخ بدیع مکن پوری کے ساتھ ان کی جو روڈ اور گزری وہ مدار صاحب کے  
حالات میں لکھی جا چکی ہے۔ (دخنیۃ الاصفیاء)

## ۹۱۔ شیخ سراج الدین گجراتی

م ۲۱ جمادی الاول ۸۱۶ھ

الشیخ الفقیہ الزہاد سراج الدین ابن الاسلامہ کمال الدین دہلوی گجراتی مشہور مشائخ  
تھے، درسیات پڑھیں اور اپنے والد کی رحلت کے بعد ان کی مسند تدریس افتادہ کو  
آراستہ کیا۔ آپ کے فرزند علم الدین اور ان کے سوا بے شمار حضرات نے ان سے استفادہ کیا۔  
ہنر والہ میں داعی اجل کو لبیک کہا اور وہیں آسودہ لحد ہوئے (مجموع الابواب)

## ۹۲۔ شیخ سراج الدین ملتانی

م ۸۸۸ھ

«الشیخ العالم الصالح سراج الدین بن عالم الدین ابن قوام الدین ملتانی مشہور مشائخ  
طریقت سے تھے۔ وطن اور مولد ملتان مگر منشاہر اتر ہے۔ درسیات و طریقت دونوں شیخ  
زین الدین خوانی سے حاصل ہوئے۔ برسوں ان کی خدمت میں رہا زم رہے اور ان کے بعد ان



کی مخالفت پر فائز ہوئے۔ ارشاد و تلقین کا حلقہ قائم کر لیا۔ آخر ہندوستان تشریف لاکر گجرات کو وطن بنالیا۔ ان کا مزار ہنروالہ میں ہے۔ (اخبار الاخبار)

کتاب مجمع الاسرار میں لکھا ہے کہ شیخ زین الدین خوافی نے ۸۳۵ھ میں نور الدین بن عبد الرحمن مصری سے انہوں نے شیخ جمال الدین یوسف کورانی سے بواسطہ شیخ حسام الدین کشوی از شیخ نور الدین عبد الصمد نظیری از شیخ نجیب الدین علی برغشی از شیخ الکبیر شہاب الدین عمر بن محمد سروردی مصنف کتاب العوارف سے فیض حاصل کیا۔

## ۹۳۔ شیخ سعد الدین خیر آبادی

م ۸۸۲ھ

الشیخ العالم الکبیر العلامۃ سعد الدین ابن القاسمی بطن ابن شیخ قدوائی اناحی کم خیر آبادی۔ ممتاز اہل علم سے تھے اور نحو و عربی اور فقہ و اصول فقہ و تصوف میں فائق۔ ان کے والد خیر آباد میں قاسمی تھے۔ جوان کی صغر سنی میں انتقال فرما گئے اور صاحب ترجمہ اپنی والدہ کے زیر سایہ سن رشد کو پہنچے۔

درسیات حاصل کرنے کے بعد قرآن مجید حفظ کیا اور تکمیل علوم شیخ حمدا عظیم ابن ابوالبقاء لکھنوی سے فرمائی۔ طریقت میں شاہ مینا ابن قطب الدین لکھنوی سے فیضان حاصل کیا جن کی خدمت میں بیس سال تک ملازمت کی۔ اور ان کے بعد لکھنوی میں شجیت پر فائز رہے۔ پھر خیر آباد منتقل ہو گئے۔ وہاں ایک مہربند خانقاہ تعمیر کرائی۔

مؤید :- شیخ عبد الصمد بن علم الدین سائن پوری۔ پداور ضوی اور دیگر بے شمار حضرات۔  
مصانيف :- شرح بزوری، شرح حسامی، شرح کافیہ، شرح المصباح۔ شرح رسالہ میکہ جس میں اپنے شیخ کے بے شمار ملفوظات جمع کیے جن کا طراز عنوان ہے۔

قال شیخی شیخ مینا أدامہ اللہ فی اخبار الاخبار



## ۹۴۔ شیخ سعد الدین لکھنوی

م ۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۰۵۵ھ

«الشیخ العالم الصالح» سعد الدین بن سعد الدین بن قاضی سماء الدین البکری البجنوری لکھنوی اپنے والد کے ۴۔ ویں فرزند تھے۔ شہر بجنور مولد و منشاء کہ لکھنؤ کے ہوا میں ہے۔ سدا درس و افادہ میں مشغول رہے۔ دور دراز کے شہروں سے طالب علم استفادہ کے لیے آتے۔ فارسی میں شعر کہتے اور سعدی تخلص تھا۔ نمونہ کلام۔

چول دوست موافق است سعدی

سہل است بھٹائے ہر دو عالم!

۸۸۱ھ میں داعی اہل کولبیک کہا۔ ان کے ایک مستشرق نے مادہ تاریخ، مخدوم قلب

الاولیاء نکالا (تذکرۃ الاصفیاء)

## ۹۵۔ شیخ سعد الدین لکھنوی

م ۲۳ ربیع الثانی ۱۰۲۹ھ

«الشیخ العالم الصالح» سعد الدین بن القاضی سماء الدین بن فخر الدین البکری البجنوری لکھنوی مشایخ کبار سے تھے۔ طریقت میں اپنے والد اور شیخ اجمل ابن امجد عنوی جو نیپوری سے مستفیض ہوئے۔ ان کی ذات میں علم و عمل اور سخاوت و ایثار ہر چہاں خوبیاں تھیں۔ اپنا مال سبیل اللہ میں خرچ کرتے اور فقرا کے لیے ان کا دسترخوان ہمیشہ لگا رہتا۔ اسی وجہ سے آپ کا لقب کنڈری فراز مشہور ہوا۔ کیا شیخ قیام الدین نے آپ کو شیخ الاسلام کا لقب دیا۔ ۱۰۲۹ھ بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی کے روز سپرد خاک ہوئے۔

مؤلف تذکرۃ الاصفیاء نے آپ کی تاریخ وفات «رحمۃ اللہ علیہ» نقل فرمائی ہے۔

## ۹۶۔ شیخ سعد الدکنٹوری

م ۱۰۶ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» سعد الدکنٹوری مشہور مشایخ طریقت سے تھے۔

علم و دین کے گوارہ ہیں پروان چڑھے۔

اساتذہ: آپ کے والد اور طریقت میں شیخ نصیر الدین محمود اودھی ہیں۔

زادہ اور کم خور و صابر تھے۔ سلوک میں ان کا مقام بلند اور اعلیٰ شان تھی (مگر وہ خائن صاحب المعارج نے لکھا ہے کہ آپ کو شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی سے اجازت

حاصل تھا۔

اپنے والد کی زندگی میں ۱۰۶ھ کو وفات پائی۔

## ۹۷۔ شیخ سلام الدکنڈوی

(لجہد سلطان محمود شاہ نجلی)

«شیخ العالم الکبیر» سلام الدکنڈوی فقہ و اصول و عربی میں ممتاز الاقران سلطان محمود

شاہ نجلی (مالوہ) نے آپ کو سید العلماء کا خطاب دیا۔ آپ اس بادشاہ کے نزدیک صاحب

قدر و منزلت تھے (تاریخ فرشتہ)

## ۹۸۔ قاضی سماء الدین جونپوری

(لجہد سلطان حسین الشرفی)

م ۱۰۶۲ھ

«الفاضل العلامتہ» قاضی سماء الدین جونپوری۔ المشہور بہ قتلخ خاں۔ اپنے زمانے

کے اعلم العلماء سے کہتے۔

قاضی شہراب الدین دولت آبادی کے شاگردوں سے پڑھا۔ اور ان سے سلطان حسین  
المشرقی نے۔ جس کے بعد آپ کو اپنا وزیر مقرر کر دیا اور انہیں قتلِ نال کا لقب عنایت  
فرمایا۔ معرکہ دہلی میں جو بہلول کے ساتھ ہوا، قاضی صاحب بادشاہ کے ہمراہ تھے۔ سلطان بہلول  
لودھی نے ۸۸۳ھ میں آپ کو گرفتار کر کے نال میں بھیج دیا۔

آپ ۸۹۲ھ تک زندہ تھے۔

## ۹۹۔ شیخ سعید ابن محفوظ السوائی الایہوری

«الشیخ الصالح» سعید بن محفوظ بن الحسین بن العجید بن النعمان بن حمزہ بن الحسین بن  
البوکر بن عمر بن احمد الحسینی الترمذی اللایہوری السوائی۔

صلاح و شرف میں معروف، سوانہ مولد و منشا ہے۔

طریقیت شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری اچھی سے حاصل کی۔ بعد حضرت  
بدیع الدین شاہ مدارکن پوری سے استفادہ کیا۔ مکہ مکرمہ پہیل گئے۔ عبادت حج کیے۔  
اور وہیں آسودہ بخد ہوئے۔

ان کے صاحبزادہ قوام الدین ابوعلی السوائی نے جو شہر سبھل میں قتل ہو گئے اور جو کہ  
پوریں سپرد خاک ہوئے، آپ سے کتاب کیا۔

## ۱۰۰۔ قاضی سناء الدین غزنوی پھلی شہری

«الشیخ العالم الفقیہ» قاضی سناء الدین بن نظام الدین بن صدر الدین حسین الترمذی

۱۔ تاریخ فرشتہ (درمتن)

ترجمہ الخواطر

عزیزی مچھلی شہری۔

فقہ و اصول فقہ اور عربی میں ممتاز الافاضل۔

عزیز مولد و منشا۔

اپنے والد کے ہمراہ ۸۱۶ء میں ہندوستان تشریف لائے۔ مچھلی شہر میں طرح اقامت  
ڈال دی۔ اور اپنے والد کے بعد قابضی مقرر ہوئے۔

—————

”مش“

## ۱۰۱۔ شیخ شرف الدین المشہدی

۱۸ م ارجب ۱۰۸۰ھ

السید الشریف شرف الدین ابن جلال الدین الحسینی المشہدی ثم بروجی۔ صلاح و بزرگی میں ممتاز اور داماد و خلیفہ تھے شیخ بلال الدین حسین بن احمد الحسینی البخاری کے بن کی خدمت میں برسوں ملازم رہے اور ان کی بیعت میں متعدد مشہروں کی سیاحت کی۔ اسی سفر میں جب گجرات پہنچے تو صوبہ گجرات کے شہر بروج میں طرح و طعن ڈال دی۔

قلاً کذا۔ آپ کے صاحب زادہ قطب الدین بن شرف الدین و سعد الدین شرف الدین اور دوسرے بے شمار حضرات۔ از طبقہ علماء و مشایخ۔ یک شنبہ کے روز ظہر میں مکہ و بمیان ۱۸ ارجب ۱۰۸۰ھ کو بروجی ہی میں شہر سے باہر آسودہ لحد ہوئے (از مرآة احمدی)

## ۱۰۲۔ شیخ شعیب بن جلال المنیری

۱۵ م ارجب الثانی ۱۰۸۲ھ

الشیخ الفاضل شعیب بن جلال بن عبد العزیز بن تاج منیری۔ صلاح و تقویٰ میں مشہور۔ قصبہ منیر مولد و منشا ہے۔ بہار ہی میں حضرت شیخ شرف الدین منیری کی بیعت سے مشرف ہوئے جو آپ کے عم زاد بھائی تھے۔ پھر شیخ حسین بن مفر البانجی سے ملازم ہوئے اور انہی سے استفادہ کیا، اور فخر الامثال کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

تصانیف :- مناقب الاصفیاء (اپنے شیوخ کے تراجم پر)



## ۱۰۳۔ قاضی سمش الدین گجراتی

«الشیخ الفاضل الکبیر سمش الدین المحقق الشیبانی از اولاد امام محمد بن حسن ثیبانی شاگرد امام ابو حنیفہ (نعمان کوئی) دہلی سے نارنول کے ارادہ سے نکلے۔ وہاں سے حرمین شریفین کا قصد فرمایا۔ مگر راستے میں گجرات کے حاکم نے روک کر اپنی کنیزان کے جہالہ عقد میں دے دی۔ جسے وہ دارالحرب سے لائے تھے۔ اس بی بی کے لطن سے متعدد اولاد پیدا ہوئی۔ ان میں سے شیخ تاج الفاضل تھے جن کے ہاں پانچ فرزند پیدا ہوئے۔ جن میں قاضی محمد الدین تھے اور ان کے بیٹے ہیں۔ جن میں علم اور عمر کے لحاظ سے شیخ احمد بڑے ہیں۔ (اخبار الانبیاء)

## ۱۰۴۔ شیخ شرف الدین گجراتی المشہور بہ جھجھو خاں

م ۲۵ ذیقعد ۸۰۰ھ

«الشیخ الکبیر شرف الدین اساولی گجراتی المشہور بہ جھجھو فرقہ رفاعیہ کے مشایخ کبار سے تھے۔ انہوں نے شیخ نظام الدین عمر بن اکرم رفاعی از علی از رکن الدین از سمش الدین از قطب الدین ابوالحسن علی بن عبدالرحیم از برابر مدوح سمش الدین محمد از عم او محی الدین ابراہیم بن علی اعذب از عم او مہذب الدین عبدالرحیم از برابر شریف الدین علی بن عثمان بطاحی از قطب الکبیر السید احمد رفاعی (کہ ان کے ناموں تھے) سے کتاب حفیظ کیا اور ان سے شیخ نصیر بن جمال لوزاری اور دوسرے بے شمار حضرات مستفیض ہوئے (گلزار ابراہی)

## ۱۰۵۔ شیخ سمش الدین اولوی

م ۲۸ شعبان ۸۰۰ھ

الشیخ الصالح الفقیہ سمش الدین اولوی گجراتی۔ بزرگی و صلاح میں معروف۔ اونہ میں

کہ سوانت کے نزدیک بڑا شہر اور گجرات کا دار الخلافہ ہے، وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

## ۱۰۶۔ شیخ سمش الدین اودھی

الشیخ الکبیر "شمش الدین ابن نظام الدین الصدیق اودھی" مشہور مشائخ سے تھے۔  
بلدہ اودھ میں پیدا ہوئے۔ اور وہیں پروان پڑھے۔ مولانا رفیع الدین اودھی سے پڑھا اور برسوں ان  
کی خدمت میں ملازمت کی۔ بعد ازاں سید اشرف جہانگیر سمنانی کی چاکری کی۔ برسوں ان کی خدمت  
میں بھی رہے۔ ان سے طریقت میں اکتساب کیا اور ان کی رحلت کے بعد سید ارشاد پر متمکن ہوئے۔  
اور اکثر افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ (مرآة احمدی)

## ۱۰۷۔ شیخ شیر خاں دہلوی

(بچہ سلطان فیروز شاہ دہلوی)

م ۸۳۶ھ

"الشیخ الفاضل النارج" الحنفی الصوفی دہلوی المشہور ب"سعود بیگ"۔ سلطان فیروز شاہ دہلوی  
کے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ عمر کا نصف حصہ امارت اور ٹھاٹھ باٹھ سے گزرا پھر یہ مشائخ تک  
کر کے شیخ رکن الدین بن شہاب الدین دہلوی کی بیعت کا رقبہ گردن میں حائل کر لیا اور بعد کے جملہ لوازم  
از تمام تجروہ و گوشہ نشینی و روزہ داری و قیام و فتوہ اور تہجد پر تھک پڑے۔ یہاں تک کہ مرتبہ کمال  
پر فائز ہوئے۔ بہر مجہد میں مستغرق رہتے۔

تصدیقات: التہذبات علی نوح التہذبات مولفہ عبین القضاة الامدانی — (۲) دیوان فارسی  
(۳) مرآة العارفین (در حقائق المعارف) مشتمل بر ۱۲۱۔ مقالات۔

(اخبار الانبیاء)

اور نمونہ کلام:۔

ہر دم بہ گہاں رفتم یارب کہ منعم یا او

کامینتہ اکیم از جہاں او با من من با او

ایں کشتہ ہجرال را گشت است خیالش لیل

چوں پیک اہل آید از تن چہ رود با او

بخت است ز بیداری این دیدہ شب پیم

آسودہ بخشیم گر بر دیدہ نہد پا او

سوز و چو سپند این جہاں من از پشم چشم بد

بہر کہ کہ کند جلوہ پشم رخ زیب او

پے صورت موزونش چوں زندہ کو الی ماندن

مانیم ہمہ تنہا جہاں ہمہ تنہا او

گشت است بسے ماہنا از طرہ او غارت

بروہ است بسے دہا غمزہ بیخا (کذا) او

بہر لحظہ کند جلوہ در دل بہ در صورت

بہر کس بتماشائے ما است تماشا او

مسعود ازین غلوت کن معذرتے جہاں لا

زیبا کہ بدل مارا کرد است کنوں جہاں

(بحوالہ نثریۃ الاصفیاء)

شیخ شمس الدین محمد کازرونی

م ۱۵۶

«الشیخ العالم الصالح شمس الدین فریقہ پشتیہ کے معروف شیخ مولد و منشا پانی پت اپنے

والد شیخ جلال الدین محمد ابن محمود گافرونی سے پڑھا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔ اور اس صدقے میں سند شجر خیت مزین فرمائی۔

آپ اکابر علماء سے بچتے۔ صبر اور عفت و تدین سے بہرہ ور اور وہد و حال سے متمتع۔ مگر مقعد المرض (غالباً بھگندس) نے آپ کو جوانی ہی میں بے حال کر دیا۔ وجہ کے غلبہ میں الیتاؤ ہو جاتے اور آپ سے بے شمار کثوف و کرامات بیان کیے جاتے ہیں (خزنیۃ الاصفیاء)

## ۱۰۹۔ قاضی شہاب الدین اودھی

الشیخ العالم الفقیہ شہاب الدین مداری اودھی۔ قاضی قدوة الدین اسراہیلی اودھی کی اولاد سے تھے۔ ذہن نہایت رسا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کا لقب پر کالہ آتش مشہور ہو گیا۔ طریقت میں شیخ بدیع الدین شاہ مدار مکن پوری سے مستفیض تھے۔ جذب وصال میں عمدہ قضاة سے بھی درگزرے اور اپنی تمام کتابیں دریا گنگا میں پھینک دیں۔ نزار آپ کا قریہ بڑا گاؤں سرزمین اودھ میں ہے۔

## ۱۱۰۔ شیخ سمش الدین ظفر آبادی

م ۱۱۱۲ھ

الشیخ الصالح سمش الدین ابن رکن الدین بن صدر الدین قرشی المتلانی ثم ظفر آبادی۔

المشہور بہ شیخ بدھن۔

اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ ۱۱۱۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اسی روز آپ کے

جد اعلیٰ صدر الدین نے داعی مہمل کو لبیک کہا تھا۔ صاحب ترجمہ اپنے والد کے زیر سایہ پروان پڑھے۔ ان سے پڑھا بھی اور طریقہ سہروردیہ میں کتاب بھی فرمایا۔ اپنے والد کی رحلت کے

بعد ان کی خلافت سے بہرہ مند ہوئے۔ ظفر آباد میں انتقال ہوا اپنے باپ دادا کے جوار

ہی میں دفن ہوئے (الانتصاع)

## ۱۱۱۔ مولانا سمش الدین کرمانی حق کو

(لجہد سلطان احمد شاہ بہمنی)

۱۔ الشیخ العالم الصالح "شمش الدین کرمانی المشہور بہ حق گو۔ اپنے صاحب زادہ شیخ نعمت اللہ کی معیت میں بیدر (احمد آباد) میں لجہد سلطان احمد شاہ بہمنی طرح اقامت ڈال دی۔

## ۱۱۲۔ شیخ سمش الدین الفتنی

۱۔ الشیخ العالم الصالح "شمش الدین بن قوام الدین ناگوری الفتنی۔ علم و عرفان و دولوں صفات میں ممتاز۔ شیخ اسماعیل ابن ابراہیم بھرتی کی خدمت میں ساٹھ سال تک ملازم رہے اور ان سے طریقہ قادریہ و گاذرونیہ ہر دو میں خلافت حاصل کی۔

آپ سے شیخ برہان الدین عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری اور دوسرے بے شمار علماء و مشایخ نے فیض حاصل کیا۔

لیکن اسماعیل ابن ابراہیم نے خرقہ قادریہ شیخ ابوبکر ابن سلامی الصوفی داز شیخ احمد بن محمد اسدی از شیخ ابوبکر ابن نعیم از شیخ احمد بن محمد از محمد بن عبداللہ از شیخ صامت بن عبداللہ از عبداللہ شیخ الجبال از ابو محمد عبداللہ از سید عبدالقادر جبلی امام طریقہ قادریہ سے فیضان حاصل کیا۔

خرقہ گاذرونیہ شیخ ضجاعی داز برہان الدین از ابو عباس احمد از فضیل عذری از عبداللہ از ابوبکر از ابو محمد عبداللہ حضرتی از ابو محمد ابراہیم از ابو الفتح بن فقیہہ البیضاوی از شیخ اسحاق گاذرونی سے حاصل کیا۔



# حکیم شہاب الدین جونپوری

(دور عہد سلطان محمود شاہ منڈوی)

والشیخ الفاضل الحکیم شہاب الدین کرمانی تلمذ ہندی جونپوری۔ اپنے زمانے کے مشہور  
فاضل تھے۔ سلطان محمود شاہ منڈوی کے عہد میں منڈوہ تشریف لے گئے۔ اور یہاں محمود شاہی  
کے نام سے مالوہ کی صنفیم جلد لکھی۔

## "ص"

## ۱۴۔ مولانا صدر جہاں گجراتی

«الشیخ الفاضل الکبیر» صدر جہاں گجراتی فقہ و اصول و کلام میں یدِ طولیٰ حاصل تھا۔ اور مشغلہ

تدریس و افادہ تھا۔

تلاحدہ :- شیخ احمد بن برہان ابن ابو محمد الخوری۔ صاحب ترجمہ شیخ محمد بن عبداللہ  
الحسینی البجاری کے معاصر تھے۔ جن پر کئی مسائل میں مواخذہ کرتے۔ مگر ان سے ملاقات  
میں بعض مسائل کلامیہ میں گفتگو ہوئی تو ان کے فضل و کمال کے معترف ہو گئے۔ (مرآة احمدی)

## ۱۵۔ شیخ صفی بن نصیر رودولی

م ۱۲ ذی قعدہ ۸۱۹ھ

«الشیخ الفاضل الکبیر العلامۃ» صفی الدین ابن نظام الدین رودولی۔ ایام ابو حنیفہ کی نسل  
سے تھے۔ اپنے بڑے حضرت نظام الدین کے ساتھ وہلی آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد یہاں سے جوہور  
تشریف لے گئے اور یہیں طرح وطن ڈال دی۔

صاحب ترجمہ (شیخ صفی الدین) قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے نواسے جو ذہن کی  
رسانی کی وجہ سے لڑا در زمانہ سے تھے۔ خصوصاً حکمت اور دوسرے علم میں اپنے نانا محمود  
سے پڑھا اور طریقت شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی سے حاصل کی۔ حضرت سمنانی کہتے تھے کہ  
شیخ صفی تو علوم و فنون کے لحاظ سے تمام ہندوستان کے عجائبات میں سے تھے۔

دلالت الاثر فیہ

مصنفات :- دستورالابتدی در علم صرف جو آپ نے اپنے صاحبزادے اسماعیل کیلئے لکھی۔

۲ :- غایۃ التحقیق :- کافیہ ابن ماجہ کی بسبب شرح :- جس کے متعلق علامہ چلیپی نے اپنی

کتاب کشف الظنون میں لکھا ہے، کافیہ کی یہ شرح نہایت جامع ہے جس کا آغاز

طرح ہوتا ہے الحمد للہ الذی انعم علینا بنعمہ العظام

شیخ صفی ہندی کے شاگرد تھے جس کا تذکرہ انہوں نے اسی شرح

میں کیا ہے اور حاشیہ میں ان کی تعریف! اس بارے میں لکھا ہے کہ کافیہ کے مؤجد مشروح

میں ہمارے استاد شہاب الدین احمد بن عمر دولت آبادی کی شرح کافیہ کے سوا کوئی شرح کافی نہیں۔

اس شرح کے ظاہر پر بہت لوگ اس پر جھک رہے ہیں۔ کیونکہ اس میں انہوں نے خوب داد و تحقیر

دی ہے اور نام اس شرح کا غایۃ التحقیق رکھا (بحوالہ الزوار الصفی)

## ۱۱۶۔ شیخ صلاح الدین گجراتی

۱۳ ربیع الاول ۸۹۵ھ

الشیخ الصالح الفقیہ "صلاح الدین بن الطالب الجراتی۔"

انص کے والد ہندو اور نام تو کا جو تھا جو شیخ احمد بن عبداللہ المغربی کے ہاتھ پر مسلمان

ہو گئے۔ اس لمحہ میں ان کی بیوی (والدہ صاحب ترجمہ) حاملہ تھیں جب یہ پیدا ہوئے تو شیخ احمد نے

اس مولود کا نام صلاح الدین رکھا۔ اسے پالا پوسا اور سن رشد پر آنے کے بعد اسے پڑھایا۔ حتیٰ کہ

علم و معرفت میں مرتبہ کمال پر آ پہنچے۔

وفات ۲۲ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوئی (مرآة احمدی)

"ض"

# ۱۱۔ شیخ ضیاء الدین الرفاعی

م ۸۲۰

الشیخ العالم الفقیہ ضیاء الدین رفاعی ریگڑی بزرگی اور تقویٰ میں ممتاز الاولیاء  
 ہندوستان تشریف لے آئے اور شیخ سعید الدین نجم الدین حسینی الرفاعی کے اصفا میں سے ایک صاحب  
 سے پڑھ کر قریہ دیگور لواج ناندیر میں سکونت فرمائی۔

"ع"

## ۱۱۸۔ شیخ عبد الرحمان ہندی

م یوم الخمیس، ۱۳ ربيع الاول ۸۲۷ھ

"الشیخ العالم الکبیر عبد الرحمن بن احمد ابن عبد الملک القرشی الہندی نزہل مکہ معظمہ، ملقب

بہ وصیہ الدین بن عماد الدین۔ اعلم العلماء و صاحب ضبط و تامل اور فقہ حنفیہ میں ماہر تھے۔ ترقی فاس

نے عقد میں کہا ہے کہ جو کج میں نے مکہ مکرمہ میں کیا اس میں وہ میرے نائب تھے۔ اس روز نے انہوں

فرمایا کہ میں ۷۷۷ھ کے قریب مکہ معظمہ میں وارد ہوا۔ یہاں وہ صاحب اولاد ہوئے اور یہیں قبرستان

معالی میں آسودہ گردی ہوئے۔ (بحوالہ طرب الامثال)

## ۱۱۹۔ مولانا عادل الملک جوہپوری

(دبیر سلطان شرقی جوہپوری)

"الشیخ الکبیر عادل الملک بن عبد الملک ابن بہار الدین بن ظہیر الدین بن بدیع الدین

الحسینی الاسماعیلی الکوہڑی الجون پوری۔ اپنے دور کے ممتاز مشائخ تھے۔ مولانا منشا جوہپور

ہے۔ اس عہد کے مشہور اساتذہ کے سامنے زائے تلمذتہ کیے اور پنڈوہ بنگال تشریف لاکر

شیخ علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری ثم پنڈوی سے طرہت حاصل کی۔ پھر جون پور لوٹ آئے

یہاں برسوں اقامت کے بعد سلطان شرقی آپ کو ۸۲۷ھ میں رائے بریلی لے گئے تو آپ

نے یہاں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ سلطان شرقی آپ سے برکت حاصل کرتے۔



آپ کی قبر رائے بریلی کے قلعہ سے متصل ہے (سیرۃ السادات)

## ۱۲۰۔ شیخ عبد الرزاق کچھوچھوی

م ۷ ذیقعد ۸۲۸ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ المعمر عبد الرزاق بن عبد الغفور بن احمد بن محمد بن موسیٰ ابن علی بن محمد بن الحسن بن احمد بن محمد بن محمد بن الصالح بن عبد الرزاق ابن الشیخ الامام عبد القادر حیدرآبادی۔ کہ شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی کے ہمیشہ زادہ تھے۔ خراسان مولد و منشا ہے۔ ۱۲۰۱ میں بریں میں سید اشرف محمود کی صحبت میں داخل ہوئے تو ان کے ہمراہ ہندوستان چلے آئے۔ ان ہی کے ساتھی میں پروان چڑھے۔ علم و معرفت سے حصہ وافر حاصل ہوا۔ ان کے بعد چالیس سال تک مرتبہ شیخو خیت پر فائز رہے۔ رحلت ۸۲۸ھ ماہ شعبان کچھوچھوی میں ہوئی۔ اور وہیں آسودہ خاک ہوئے۔ (دالکوائف الاشرافیہ)

## ۱۲۱۔ شیخ عبد الشکور ملتانی

«الشیخ الفاضل عبد الشکور بن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود بن الحسن بن الحسن بن البخاری الملتانی۔ علمائے کبار سے تھے۔ آپ کا تذکرہ جلال بن فضل اللہ دہلوی نے سیر العارفين میں لکھا ہے۔

## ۱۲۲۔ شیخ عبد الغفور ملتانی

«الشیخ الفاضل عبد الغفور ابن کبیر الدین بن اسماعیل بن محمود الحسینی البخاری الملتانی علمائے کبار سے تھے۔ آپ کا تذکرہ جلال ابن فضل اللہ دہلوی نے سیر العارفين میں کیا ہے۔

## ۱۲۳۔ مولانا عبد العزیز منڈوی

(بہار سلطان احمد شاہ بہمنی)

«الشیخ الفاضل» محمد العزیز منڈوی (در بالہ) علمائے کالمین در فقہ و اصول فقہ و عربیت میں سے تھے۔ سلطان احمد شاہ بہمنی کے عہد میں برابر کی صدارت پر فائز ہوئے۔ صدوق (در روایت و مسائل) اور بادشاہوں کے نزدیک قدر و منزلت کا مرجع تھے۔  
(تاریخ فرشتہ)

## ۱۲۴۔ مولانا عبد الکریم بہذانی

«الشیخ الفاضل» عبد الکریم بہذانی المورخ الکبیر وزیر عہد الدین محمود گیلانی کے مصاحبین سے تھے۔ جن کے لیے آپ نے تاریخ محمود شاہی لکھی (تاریخ فرشتہ)

## ۱۲۵۔ شیخ عبد اللطیف الفتنی

۴ رمضان ۸۰۰ھ

«الشیخ العالم الفقیہ الزاہد» عبد اللطیف بن جلال الدین بن سراج الدین ابن صدر الدین العمری الملتانی ثم الفتنی الحجراتی۔ ممتاز علمائے ربانی سے تھے اور طریقت میں شیخ برہان الدین عبداللہ بن محمود الحسینی البجاری سے مستفیض۔ خود پر فقر و توکل اور دوسروں سے استغنا لازم کر لیا اور زید و عبادت پر جھک گئے۔

مصابینف۔ نو کتابیں لکھیں جن کے ناموں سے آگاہی نہیں ہو سکی۔ چوتھی رمضان کے روز داعی اجل کو لبیک کہا (مرآة احمدی)

## ۱۲۶۔ شیخ عبد اللطیف گجراتی

م ۱۳ ذی قعدہ ۱۸۸۹ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ عبد اللطیف بن محمود القرشی الجراتی — المشہور بہ داؤد الملک  
کہ سلطان محمود بن محمد گجراتی کے اقرار سے تھے۔»

خدا نے انہیں اپنی طرف متوجہ کیا۔ تو شیخ عبداللہ حسینی البخاری کی بیعت کا رقبہ گردن میں  
جامل کر لیا اور دیوبندی مشائخ چھوڑ کر اس کے ہو گئے۔ جس کے بعد ان سے عجیب و غریب مکاشفات  
کا ظہور ہوا۔ اور ۱۳ ذی قعدہ میں شہادت پائی۔

بعض حضرات نے آپ کا قطعہ وفات لفظ «ذی قعدہ» سے مستخرج کیا۔ ان کے مزار پر  
سلاطین کا تعمیر کردہ بہت بڑا گنبد ہے۔ (مرآة سکندری)

## ۱۲۷۔ شیخ عبد اللطیف الہندی

۱۸۹۵ھ

الشیخ الفاضل عبد اللطیف بن احمد بن محمد بن محمد بن سعید الحنفی المکی نجم الدین ابن القاضی  
شہاب الدین ابن علامہ ضیاء الدین الہندی

فاسی نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب العقائد میں فرمایا ہے کہ انہوں نے ہمارے شیخ ابراہیم  
صدیقی سے (سبب اول ایک شیخ فرما کر معقلہ) کے حدیث سنی اور مصر میں طرح اقامت ڈال دی۔ یہیں  
داعی اہل کونبیک کہا۔

۱۸۹۵ھ میں وفات پائی۔ سن شریف پانچس سال کے لگ بھگ تھا۔ (طرب الامثال)

# ۱۲۸۔ شیخ عبدالشہ شطاری

(لجہد سلطان غیاث الدین خلجی)

م ۸۳۲ھ

الشیخ الامام العارف عبداللہ بن مسام الدین ابن عبداللہ بن زید بن ضیاء الدین بن نجم الدین بن الجماد بن الشیخ الکریم شہاب الدین عمر بن محمد سروردی ثم شطاری الخراسانی۔  
 عالم و معرفت ہیں مشہور اور طریقہ شطاری میں شیخ محمد عارف از شیخ محمد عاشق از شیخ خداقلی  
 از شیخ ابوالحسن خرقانی از شیخ ابومظفر از شیخ ابوزید عشقی از شیخ محمد مغربی از شیخ ابوزید بسطامی  
 بواسطہ از امام جعفر صادق (جوالہ کتاب الانتباه) مستفیض تھے۔  
 اور طریقہ قادریہ از شیخ عبدالوہاب از شیخ عبدالرؤف از شیخ محمود از شیخ عبدالغفار از شیخ محمد  
 از شیخ علی از شیخ ابو جعفر احمد الحسینی از شیخ ابراہیم الحسینی از شیخ عبداللہ الحسینی از شیخ امام عبدالقادر  
 جیلانی سے اکتساب فرمایا۔ (جوالہ مجمع الابرار)

اور طریقہ لفظی و اثبات : از شیخ مظفر الکتانی الخلوئی در شہر ندیہ پورا از شیخ ابراہیم۔  
 عشق آبادی از شیخ منظام الدین حسین از شیخ عمر خلوتی از شیخ کبیر نجم الدین الکریمی (جوالہ کتاب  
 گلزار الابرار)

صاحب ترجمہ بڑے مشایخ میں سے تھے۔ ان کا مرتبہ مسلم تھا۔ شہر لہنہ گھومتے رہے  
 حتیٰ کہ منڈو (مالوہ) میں آکر سکونت پذیر ہو گئے۔

وہ نجیب کسی شہر میں پہلی مرتبہ داخل ہوئے تو بادشاہوں کی ماننا تپیل بجواسے۔ اور اپنی  
 سواری کا گھوڑا بادشاہوں کی مانند سجایا ہوا ہوتا۔ مگر عصر میں قیام کے لئے خیمہ نصب کرتے  
 اور جس شہر میں داخل ہوتے وہاں کے درویش کے پاس ملاقات کے لیے جاتے تو اس  
 درویش سے استدعا کرتے کہ اپنے الوار قدسیہ سے انہیں منور کریں۔ اگر وہ صاحب مجبور ہوتے



تو ان کے معارف ان سے سلب کر لیتے۔ (بحوالہ کتاب البحر الزخار)  
 تصنیف :- ایک رسالہ ہے فرقہ شطاریہ کے معمولات و طائف اور اشغال و مراقبات  
 پر۔ جو انہوں نے سلطان غیاث الدین غلجی صاحب مالوہ کے لیے لکھا۔ یہ بادشاہ ان کی بیحد  
 تعظیم کرتا۔ آپ کے فضل و کمالات کا معتقد تھا۔ اور آپ کے اشارات پر عمل کرتا۔  
 ۸۴۲ھ میں شہر مندو کے اندر وفات پائی۔ اور اس کے قلعہ میں سپرد خاک ہوئے۔

(گلزار الابرار)

## ۱۲۹- شیخ عبداللہ بن محمود الحسینی البخاری

م ۸۵۵ھ

الشیخ العالم الفقیہ "عبداللہ بن محمود بن الحسین بن احمد بن الحسین الحسینی البخاری  
 ملقب بہ برہان الدین۔ کنیت ابو محمد اچی الججراتی۔  
 ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ شہر اچ میں پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت  
 ۴۱۱ ماہ رجب ۷۹۰ھ ہے۔ اپنے دادا شیخ جلال الدین الحسین الاچی کی رحلت سے چار  
 سال بعد۔ دسویں سال میں قدم رکھا تھا کہ آپ کے والد نے رحلت کی اور جب آپ کی عمر ۱۲  
 سال ہوئی تو ۸۰۲ھ میں آپ کی والدہ انہیں بہراہ لے کر فتن گجرات تشریف لے گئیں۔

اساتذہ :- مولانا علی شیر گجراتی

جب سلطان احمد شاہ گجراتی نے شہر احمد آباد بنوایا۔ تو آپ فتن سے منتقل ہو کر وہاں کے  
 قریبی قریہ اساول سے منتقل دریا نے سامبرتی کے کنارے پر سکونت فرما ہوئے۔ اور آخر میں  
 قریہ ٹوہ میں آگئے جہاں زندگی بھر رہے۔

آپ بڑے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ اوپر کے حلقوں میں نہایت باوقار و صاحب  
 کثوف و کرامات تھے۔ اپنے برادر کلال حامد بن محمود الحسینی البخاری اور اپنے والد کے عم بزرگوار کے



ساتھ ان حضرات سے بھی فرقہ ازرائی ہوا۔ یعنی از شیخ نور الدین ابو الفتوح شیرازی از شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ سرکھچی و از شیخ کمال الدین بن قوام الدین ناگوری الفتنی و از شیخ سمش الدین بن قوام الدین ناگوری کھنہبائی و از شیخ علی السجستانی و از خواجہ شاہی و از دیگر حضرات۔ اور فرقہ سہروردیہ بشمول دیگر مشہور فرقوں کا اجازہ اپنے بھائی اور عم والد سے حاصل کیا۔ طریقہ نقشبندیہ اور طاوسیہ اور تہنیمہ میں اجازہ عطا ہوا از شیخ ابو الفتوح شیرازی سے۔ اور طریقہ مغربیہ میں حضرت شہاب الدین سرکھچی سے۔ اسی طرح طریقہ حیشتیہ میں شیخ کمال الدین فتنی سے اور طریقہ قادریہ میں شیخ سمش الدین سے۔ اور طریقہ کبرویہ میں خواجہ شاہی سے عطا ہوا (بحوالہ مرآۃ احمدی)

## ۱۳۰۔ شیخ عبداللہ ملتانی

(عہد سلطان بہلول ابن کالالودھی)

م ۲۲ صفر ۹۰۰ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ عبداللہ بن یوسف القرشی الملتانی۔ بزرگ و صلاح و تقویٰ میں معروف۔ سلطان بہلول بن کالالودھی کے عہد میں دہلی تشریف لائے۔ سلطان نے اپنی صاحبزادی آپ کے جہالہ عقد میں منسلک کر دی۔ جن کے مطن سے ابو الفتوح رکن الدین متولد ہوئے۔ صاحب ترجمہ دہلی میں شیخ الاسلام کے مرتبہ پرفائز ہوئے اور ان کے صاحبزادے اپنے دور میں مرجع و مقصد عوام قرار پائے۔“

رحلت ۲۲ ماہ صفر ۹۰۰ھ کے روز ہوئی

میں سے

## ۱۳۱۔ مولانا عبد الملک جونپوری

۲۲ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ

«الشیخ الفاضل العلامۃ» عبد الملک العادل بن عماد الملک العمری الاویسی جونپوری

پہلے مشہور علماء نحو و ادب تھے۔ مولد و منشا جونپور ہے۔

قاضی شہاب الدین دولت آبادی سے بچپن ہی میں پڑھنا شروع کر دیا آپ کی خدمت میں برسوں ملازم رہے اور ۱۸ سال کی عمر میں فروغ حاصل ہوا تو تصنیف کے کوشش میں قدم رکھ دیا۔ ۱۸ سال کی عمر میں فتویٰ نویسی شروع کر دی۔ تھوڑے سے عرصہ میں اکابر علماء کی صف میں آ گئے۔ قاضی صاحب ممدوح کے مدرسہ میں مشغول تدریس اختیار کر لیا۔

تلامذہ :- شیخ بہاد جونپوری شارح الہدایہ و نردوی۔

صاحب ترجمہ نے کافیہ کا حاشیہ مرتب فرمایا۔ یہ شرح قاضی شہاب الدین کی تھی۔

۲۲ ربیع الاول ۱۲۹۷ھ کو جونپور میں رحلت فرمائی اور اپنے آباء کے قبرستان واقعہ

کٹ گھرہ میں سپرد خاک ہوئے (تجلی نور)

## ۱۳۲۔ شیخ عثمان الحسینی الجرجانی

دلچہد سلطان محمود بہمنی

۲ جمادی الاولیٰ ۱۲۹۳ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» عثمان الحسینی الجرجانی۔ گجرات کے ممتاز مشائخ سے تھے اور

طریقیت میں شیخ برہان الدین عبدالمدین محمود حسینی گرجانی سے مستفیض۔ جن کی خدمت میں برسوں

ملازمت سے مرتبہ کمال تک پہنچے۔ شیخ نے انہیں شیخ برہانی کا خطاب دے کر اپنی خلافت عنایت

فرمائی۔ احمد آباد کے جوار میں سامبرمتی سے ادھر قریب عثمان پورا انہی سے منسوب ہے۔

دجوالہ تاریخ آصفی، اور انہوں ہی نے اس قریہ کی بنیاد رکھی۔ صاحب ترجمہ اسی میں اقامت گزری ہو گئی اور یہیں ان کا مزار ہے۔ دریا نے سامبر متی احمد آباد اور ان کے مزار کے درمیان شمال مغرب میں بہ رہا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سلطان محمود ابن محمد ان کا بے حد معتقد تھا۔ جو اکثر ان سے کچھ نہ کچھ پڑھتا۔ اور ان کی خدمت میں آتا رہتا۔ اس نے صاحب ترجمہ اور ان کے آباد کے لیے کذا یہ تہ سے زیادہ وظائف جاری کر رکھے تھے۔ وہ سلطان اکثر و بیشتر ان کے مدرسہ میں ان کے سامنے بیٹھ کر احکام وغیرہ قلمبند کرتا۔

## ۱۳۳۔ شیخ عزیز اللہ مندوی

از ۱۱۷۷ھ تا ۱۲۳۲ھ صفر ۸۵۲ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» عزیز اللہ بن یحییٰ بن لطف اللہ العجمی المندوی شہاب فرخ شاہ عمری کابلی کی اولاد سے تھے۔ نہایت عمدہ اور طاہر حالت میں متولد ہوئے۔ حضرت رکن الدین مودود گجراتی کی خدمت میں برسوں ملازمت کی حتیٰ کہ مرتبہ کمال تک پہنچے۔ پھر احمد آباد اور رکن کے کئی شہروں میں سے گزر کر منڈو (مالوہ) میں فروکش ہو گئے۔ زہد و لوکل اور قناعت و ضبط میں کوئی ان کا نظیر نہ تھا۔ کسی قسم کا نذرانہ قبول نہ کرتے نہ اپنے پاس کسی چیز کا اندر دختہ رکھتے۔ ایک مرتبہ قلب میں گرفت سی ہوئی تو تلاش پر معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ نے ایک روٹی کا ٹکڑا بچا لیا تھا، جسے بچے کے لئے دودھ میں بھگو دیا جب شیخ کو اس بات کا علم ہوا تو بی بی کو حکم دیا کہ دودھ میں بھگی ہوئی روٹی کسی کو دے دیں اور آئندہ کبھی گھر میں کسی قسم کا اندر دختہ جمع نہ کرو۔ (دجوالہ گلزار ابرار)

شیخ کے پانچ فرزند۔ سعد اللہ۔ رحمۃ اللہ۔ حسن سرمست۔ نصر اللہ۔ شہر اللہ (دجوالہ مجمع البحار)۔ مگر کتاب خزینۃ الاصفیاء میں جو آپ کا سن رحلت ۹۱۲ھ لکھا ہے وہ صحیح نہیں ہو سکتا۔

## ۱۳۴۔ سلطان علاء الدین بہمنی

م ۸۶۲ھ

«الملك المنظر» علاء الدین ابن احمد بن داؤد بن الحسن بہمنی سرزمین دکن کے بادشاہ۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۳۸ھ میں احمد آباد پیدر کے اندر سرسیر آرائے سلطنت ہوئے۔ اور رعیت کے دلوں کو عدل و احسان کے ساتھ موہ لیا۔ اپنے بھائیوں کے ساتھ ایسا احسن برتاؤ کیا جس سے زیادہ ممکن نہ تھا۔

پھر فتوحات ملکی کی طرف رخ پھیر دیا۔ بہت بڑے بڑے سر کے بیجا نڈر کو کن اور کفار ہند سے ہزیہ وصول کیا۔ بت خانے سمار اور مساجد و خالقاہیں آباد کیں۔

وہ عادل و سخی اور عالم بادشاہ تھا۔ بعض علوم کے اندر اس کی نظر بہت زیادہ تھی۔

عدل و احسان اس کا دستور ہی تھا۔ وہ اپنے قضاة اور عمدہ داران حکومت کی ان کے سہروں میں بہت مدد کرتا۔ عدل کے موقع پر شریف و کم مایہ اور سر بلند و غنی یا فقیر کے درمیان کبھی امتیاز نہ رکھتا۔

ایک مرتبہ شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی و فین گلبرگہ پر شراب نوشی اور زنا کے ارتکاب پر حد جاری کر دی۔ وہ منبر پر خطبہ پڑھتا اور اپنا تذکرہ مندرجہ ذیل الفاظ میں کرتا۔

السلطان العادل الکویم المحلیم العزیز

لجبا والہ، الغنی علاء الدینا والدین علاء

الدین بن اعظم السلاطین احمد شاہ

الولی البہمنی

ایک روز خطبہ کے دوران میں جب بادشاہ ان الفاظ پر سے گذر گیا تو احماؤ کے ایک اسپ فروش نے اٹھ کر کہا جس سے بادشاہ نے گھوڑے خرید کیے مگر وزراء نے ان کی

قیمت اس سوداگر کو روانہ کی تھی کہ

بخدا تم نہ عادل ہو نہ کریم و حلیم و رؤوف ہو۔ اسے  
ظالم کذاب! تو بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے مسلمانوں  
کے مہر پر سے ایسے کلمات آلا پتا ہے!!

بادشاہ یہ سن کر بہت غم گین ہوا۔ آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ اپنے وزراء پر نہایت درجہ غضب

ظاہر کیا۔ اور محل میں چلا گیا جہاں سے اس کی لاش ہی نکلی۔

اس نے احمد آباد میں ایک بہت بڑا کارخانہ تعمیر کرایا۔ جس میں مسلمان اور ہندو طبیب و دوا علاج

مقرر کر دیے۔ جن کی تنخواہیں بیت المال سے جاتیں۔ دوائی خانہ میں اس نے ہر قسم کی جڑی بوٹی اور

مرکبات جمع کر دیے۔ جو آزاد و غلام اور مال دار و محتاج سب کو مفت دہی جاتیں۔ (تاریخ فرشتہ)

## ۱۳۵۔ مولانا علاء الدین جون پوری

الشیخ الفاضل العلامة علاء الدین عطاء الملک ابن عماد الملک الہمری الجون پوری۔

جون پور کے ممتاز اساتذہ تدریس سے تھے۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی کی خدمت میں

برسوں رہے۔ مدوح نے صاحب ترجمہ کے لیے کافیہ کی شرح لکھی۔ اور انہیں سبقتاً عبور کرا

دیا۔ یہاں تک کہ افتا کا حلقہ ہو گیا اور بقدر بس عدد کے مقاصف لکھیں۔ اپنے شیخ شہاب الدین

کی شرح کافیہ المذكور بے ماشیہ بھی لکھا۔

جون پور میں رحلت فرمائی اور اپنے اجداد کے قبرستان کٹ گرہ میں دفن ہوئے۔



## ۱۳۶۔ شیخ علامہ الدین دولت آبادی

مہر ۱۸۰۱ھ

«الشیخ العالم الصالح» علوی الحسینی دولت آبادی۔ فضل و صلاح میں ممتاز۔ شیخ رکن الدین  
متمود و گجراتی سے پڑھا اور ان سے حضرت سلطان الاولیاء نعمان ابن سافظی الاسیری لبمبول و دیگر ارباب  
مشینیت نے کتاب فیض کیا۔ دولت آبادی میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۱۳۷۔ شیخ علامہ الدین گوالیاری

مہر ۱۸۲۲ھ

«الشیخ الفاضل» علامہ الدین القرشی گوالیاری چشتیہ کے ممتاز شیوخ سے تھے قاضی  
عبدالمقدر ابن رکن الدین شریعی الکنامی سے درسیات پڑھیں اور شہر گوالیار میں صاحب فتویٰ  
کی سند فرمائی۔ برسوں اس منصب پر سرفراز رہے۔

اہل دنیا کے نزدیک ان کی بے حد وہابیت تھی۔ پھر اللہ نے انہیں ترک و تجرید کی توفیق  
ارزانی فرمائی اور آپ نے شیخ محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی کی خدمت میں برسوں رہ کر طریقت  
میں اجازت حاصل کیا جو بعد تکمیل ۱۸۲۲ھ آخر ماہ شعبان میں اجازت مرحمت ہوا۔ اور پھر  
گوالیار میں اقامت کے بعد کالیپوشی لے گئے۔ جس وجہ سے لوگ آپ کی نسبت میں شبہ  
ہو گئے۔ کوئی آپ کو گوالیاری اور لجن کالیپوشی کہتے۔

وفات ماہ محرم ۱۸۲۲ھ میں ہوئی۔

۱۷ خورشید جاہی

## ۱۳۸۔ شیخ علاء الدین علی بن اسعد دہلوی

الشیخ العالم الصالح "علی بن اسعد بن اشرف بن علی الحسینی المکی ثبہ ابو عبد اللہ اور لقب  
علاء الدین دہلوی۔ مولد و منشا دہلی ہے۔ اساتذہ عصر دہلی سے درسیات پڑھیں بیستہ برس دہلی گئے اور شیخ  
جلال الدین حسین بخاری سے طریقت میں اکتساب فرمایا۔ ان سے دوبارہ (الکتاب) ۸۱۰ھ میں فرمایا  
جن کی برسوں ملازمت کی۔ مندرجہ ذیل کتابیں بھی پڑھیں۔ المتفق۔ مجمع البحرین فقہ میں قدوری اور ہدایہ  
دو نزل کا کچھ کچھ حصہ۔ حسامی۔ بزوری (در اصول فقہ) عقائد نسفی اور فقیہ لامیہ کہ لسنفیہ کی شرح  
ہے تفسیر ہدایہ کہ تفہیم میں اور التتوفیر سالہ مکہ اور لقصوف کے دوسرے رسائل، حدیث میں  
مصا۔ بیح السنۃ اوراد شیخ الشیوخ و اوراد الکبیر اوراد مشایخ چشتیہ وغیرہ۔ ان میں سے بعض  
کتابیں سبقاً پڑھیں۔ اور بعض ان کے شاگرد شیخ حامد بن محمود بن الحسین البخاری سے سنیں جو اپنے  
داوا سے پڑھ رہے تھے۔

صاحب ترجمہ دس مائتک حاضر درس رہے۔ تب آپ کو اجازت تحریر فرمایا۔  
مصانیف :- آپ نے کئی کتابیں تصنیف کیں (۱) خلاصۃ الالفاظ (۲) بجامع العلوم اپنے  
شیخ کے ملفوظات در مجلدات میں۔

## ۱۳۹۔ شیخ علم الدین گجراتی

م ۸۰۹ھ

الشیخ الفاضل الحلایۃ "علم الدین بن سراج الدین بن کمال الدین عمری بلوی ثم گجراتی یکے از مشایخ  
چشتیہ مولد و منشا گجرات اپنے والد اور دوسرے علماء سے پڑھ کر فائق الاقران اور اپنے والد کی  
رہلت کے لیے منصب شیخوخت سے سرفراز ہوئے۔ شیخ بدر الدین محمد بن احمد المالکی حایلینی شرح  
معنی اللیب کے زاویہ میں متمکن ہوئے۔ جن کے پاس برسوں رہے۔ ممدوح آپ کے تبحر کے

ملاح سقے (بحوالہ محبوب ذی المنن)

## ۱۲۰۔ شیخ علاء الدین علی ابن احمد مہامی

(اور مہائم شہزادی کی پہلی بستی ہے)

(از سنہ ۲۸ جمادی الاخریٰ یوم جمعہ ۵۸۳ھ)

«الشیخ الامام العالم الکبیر العلامۃ» علی ابن احمد شافعی علاء الدین لقب اور کنیت ابوالحسن مہامی کوکنی (اور کوکن ایک قوم ہے) قوم نوات (بروزن نوات) یا غوالط (بروزن صنوالبطن) سے تھے۔ یہ طائفہ بلاد وکن وگجرات میں ہے۔ یا ان امصار مدینہ سے جو جہان بن یوسف لقمی کے خوف سے نکلے اور ساحل سمندر پر لنگر ڈال دیے۔ اور ان کی بستی مہائم بروزن گجرات کی طرف علاقہ کوکن کی بندرگاہوں میں سے ایک بندرگاہ ہے۔ جو دریائے گاہل سے متصل ہے ان کا دفن بھی قریہ مہائم ہے۔

مضامینف :- متعدد ہیں۔ یعنی (۱) تبصیر الرحمن وتیسیر الامان فی تفسیر القرآن۔ جس تفسیر کی خصوصیات میں ربط آیات لوجہ اتم پایا جاتا ہے۔ دو مجلدات میں جو قاہرہ کے اندر مرحوم وزیر منشی جمال الدین وزیر بھوپالی کے مصارف پر طبع ہوئی۔

شیخ باقر بن مرثضیٰ دراسی نے اپنی تالیف نفحة العنبر یہ میں لکھا ہے کہ مجھ سے شیخ حبیب اللہ نے شیخ مہامی کی تفسیر کے متعلق فرمایا کہ شیخ مہائم فرلتے۔ میں نے اپنی تفسیر کا مقابلہ لوح محفوظ سے کر لیا ہے۔

۲۔ دوسری تصنیف :- الزوارف فی شرح العوارف۔

۳۔ شرح المحفوض فی شرح الفصوص۔

۴۔ استجلاء البصر فی الرد علی استقصاء النظر؛ مضافہ ابن المطہر الحلی۔

۵۔ النور الاظہر فی کشف سر القضاة والقدر۔

- ۶۔ اور نمبر ۵ کی شرح: الضوء الازہر فی شرح النور الاظہر۔
- ۷۔ اجلۃ التائید فی شرح اولتہ التوجید۔
- ۸۔ شرح الفصوص (جس کی کوئی منظیر نہیں)
- ۹۔ الخاتم الملک العلام باحکام حکم الاحکام۔ امرار فقہ اور محاسن شریعت میں۔
- ۱۰۔ ترجمہ لمعات العراقی
- ۱۱۔ شرح بحث
- ۱۲۔ رسالہ بہائم جہال ناما
- ۱۳۔ آراء المدقّق فی شرح مرآة المحقّق شرح ۱۲
- ۱۴۔ انحاض در زبط اعین شیخ اکبر
- ۱۵۔ رسالہ در فقہ امام شافعی

دُئیہ

۱۶۔ علامہ غلام علی بلگرامی نے سجتہ المرجان میں لکھا ہے کہ ان کا ایک رسالہ عجیب ہے۔  
 "آیت المذکک الکتاب لا یریب فیہ ہدی للمتقین" کے ذہوہ اعاب پر۔

## ۱۴۱۔ شیخ علی بن احمد الزمری

م رمضان ۸۲۲ھ

۱۔ الشیخ الفاضل علی بن احمد بن علی بن محمد بن داؤد بیضاوی۔  
 لقب نور الدین و کنیت ابو الحسن اور نسب مکی معروف بہ زمری۔ مولد بیدردستان ہے۔  
 بچپن ہی میں مکہ معظمہ جا پہنچے اور وہیں پر وان پڑھے۔ قرآن مجید اور فقہ کی ایک کتاب کو  
 حفظ کیا۔ اس کے علاوہ فرائض و حساب اپنے عم بزرگوار بدر الدین حسین بن علی زمری سے  
 پڑھے۔ آپ ان علوم کے بڑے ماہر اور فقہ میں متوسط الرائے تھے۔

تلاش معاش میں شیراز، وہاں سے یمن اور ہند بارہ آئے۔ اور گلبرگہ میں فرورغ مال حاصل کیا۔ ہندوستان سے عدن جاتے ہوئے ڈوب کر ۸۲۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی جس کا تذکرہ فاسی نے عقد میں کیا ہے (بحوالہ طرب الامثال)

## ۱۲۲۔ شیخ علی بن عبدالرحیم گجراتی

شیخ العالم الصالح "علی بن عبدالرحیم الحسینی الرفاعی ملقب بہ نور اللہ گجراتی حضرت سید احمد کبیر قطب الرفاعی کی اولاد سے ہیں۔ ۸۵۶ھ ہجری میں گجرات میں رحلت فرمائی (مہر جہاں تاب)

## ۱۲۳۔ قاضی علی بن عبدالملک بہروچی

م ۲۵ رمضان ۸۶۲ھ

"الشیخ الفاضل" علوم و معرفت دونوں میں ممتاز۔ طریقت شیخ کمال الدین قزوینی بہروچی سے برسوں ان کی خدمت میں ملازمت کے بعد حاصل کی۔ لحدہ سیر و سیاحت کے لیے قدم اٹھائے تو عدن جا کر طعمہ اجل ہو گئے (شجرہ طیبین)

## ۱۲۴۔ شیخ علی خطیب گجراتی

م ۲۶ شوال ۸۷۲ھ

"الشیخ العالم الصالح" علی الخطیب احمد آبادی گجراتی۔ یکے از علماء ربانی۔ مولد و منشا گجرات شیخ برہان الدین عبداللہ ابن محمود حسینی البخاری کے ملازم خدمت ہو کر آپ سے استفادہ کیا۔ لحدہ شیخ ابوالعلاء گوالیری اور شیخ حبیب اللہ ابن خلیل اللہ کرمانی وغیرہ علماء و مشایخ سے استفادہ کیا اور گجرات کے علاقہ میں حسن قبول سے بہرہ مند ہوئے۔  
آپ کے مستشرقین میں شیخ شرف الدین ابن عبدالقدوس برہان پوری اور دوسرے بے شمار علماء شیوخ ہیں۔ (سردہ) کی عمر میں وفات پائی (بحوالہ شجرہ طیبین)



## ۱۴۵۔ قاضی علم الدین شاطبی

م بروز یکشنبہ ۲۰ رمضان سنہ ۸۶۰ھ

«الشیخ الفاضل» قاضی علم الدین ابن عین الدین ابن نجم الدین الصدیقی الشاطبی الحجراتی۔  
علمائے قرآن و تجوید و فقہ و عربیہ میں ممتاز تھے۔ شیخ صدر الدین محمد الحسینی البخاری سے طرفیت  
حاصل کی۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔  
ان سے ان کے لڑکے مودود صاحب و شیخ قاضی خمال نہروانی اور بے شمار علماء و مشایخ  
مستفیض ہوئے۔

## ۱۴۶۔ مولانا عماد الدین غوری

«الشیخ العالم الفقیہ» عماد الدین غوری نارانولی، صلاح و تقویٰ کے اعتبار سے محروں  
ان کے اہلاد میں شیخ عماد الدین غوری کو ان کی حق گوئی کی وجہ سے محمد متعلق نے  
قتل کرا دیا تھا۔

صاحب ترجمہ کا مولد و منشا شہر نارانول ہے۔ جہاں آپ نے عمر کا ایک حصہ کھیل کود میں گزارا  
جسے چاہتے مار پٹائی کر بیٹھتے، لوگ انہیں بے حد ملامت کرتے۔ ایک روز انہوں نے ایک  
نامی پہلوان کی بھی یہی تو اضع کی اور اس فتح پر اکڑتے ہوئے اپنے گھر لوٹے، گویا کہ انہوں نے  
زمین کو پھاڑ ڈالا ہے یا آسمان پر چڑھ گئے ہوں۔ اس موقع پر راستے میں انہیں ایک عالم نے  
بڑی ملامت کی تو نادوم ہو کر اپنا یہ مشغلہ چھوڑ کر شیخ محمد الزکی نارانولی کے مزار پر معتکف ہو  
کر اعمال صالحہ پر راغب ہو گئے۔ طہارت، ذکر و تلاوت و نوافل شعار و دثار ہو گیا۔  
اپنے زاویہ سے طہارت کی ضرورت کے بغیر باہر نہ آتے۔ پورے ۱۲ سال اسی حال میں  
گذار دیے۔ حتیٰ کہ خدا تعالیٰ ان کے لیے عینب سے علوم و کرامات کے دروازے کھول دیے۔  
اور اپنے اسلاف کی طرح آپ تدریس و افادہ پر مہمک ہو گئے۔

شیخ احمد بن محمد الدین شیبانی فرماتے ہیں۔ میں نے انہیں اپنے شباب میں دیکھا۔ امر اصلاح و رشد کے زمانے میں بھی ان کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ وہ اتباع سنت سے بال بھر باہر نہ تھے۔ فقر کا آثار اور فقر سے محبت شعار تھا (اخبار الاخبار)

## ۱۴۷۔ شیخ عماد الدین دہلوی

«الشیخ العالم الصالح» صلاح و تقویٰ میں ممتاز۔ طریقت کے اندر شیخ شہاب الدین عاشق از شیخ امام الدین ابدال از شیخ بدر الدین غزنوی از شیخ کبیر قطب الدین بختیار اوشی دہلوی سے مستفیض۔

آپ کے مرید شیخ تاج الدین اللام درجوالہ ہر جہاں تاب و گلزار ابرار مدفن دہلی ہے۔

## ۱۴۸۔ قاضی عماد الدین گجراتی

۸۸۹ھ

«الشیخ الفاضل» قاضی عماد الدین بڑوہی گجراتی۔ معاون شرع سعید الفطرت و شہید فی سبیل اللہ۔ بڑوہ میں شہداء قضاة پر ممتاز تھے۔ کہ سلطان محمود شاہ الکبیر گجراتی نے ستر ہا پانیر کے راجہ کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ آپ کی دلی خواہش تھی کہ لڑائی صرف خدا کے لئے ہو، والی الغ خاں کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ دفتر قضاة سے اپنا نام کٹوا کر اپنے نام کا علم بنوایا۔ جہاد کا اعلان کر کے سلطان محمود کے پاس آہنچے۔ لوگ ان کے علم کے نیچے جمع ہو کر بھرکاب ہوئے۔ ہا پانیر کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اعلان کیا کہ فتح یا شہادت کے بغیر ہم نہ ٹھوس گئے بادشاہ بھی دل سے شمشیر زنی کے لیے پیش پیش تھا۔ ادھر سے راجہ نے فوج لے کر دل سے تمام اندیشے دور کر دیے اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ اتفاق سے قاضی صاحب مدوح اور راجہ کی ٹڈ بھڑ ہو گئی۔ یہ ایسی گھڑی تھی۔ جس میں سعید یا طالب شہادت ہی رک سکتے تھے قاضی صاحب نے اپنی تلوار راجہ کے جگر میں پیرادی۔ جیسے وزنی پتھر اس پر آ پڑا۔ وہ اپنے جملہ اور

کو دیکھ بھی نہ پایا تھا کہ زمین پر گر پڑا اور اسیر کر لیا گیا۔ قاضی صاحب اب بھی اس پر تلوار چلا رہے تھے۔ حتیٰ کہ وہ مر ہی گیا۔ یہ واقعہ ۸۸۹ھ کا ہے (بحوالہ تاریخ آصفی)

## ۱۴۹۔ شیخ عمر ایرجی

م ۱۲۔ محرم ۸۰۹ھ

«الشیخ العالم الکبیر الصالح» لقب بہ اختیار الدین عمر حنفی صوفی ایرجی۔ علمائے راسخین میں سے تھے۔ اور گفتگو میں غالب آنے کی خوبی سے متصف۔ لوگوں نے ان کے کمالات سے بہت فائدہ اٹھایا۔ اور ان سے علمی فیض حاصل کیا۔ ابتدا میں طبقہ امر سے تھے۔ مگر طبیعت جو پٹی تو یہ دھندے چھوڑ کر علم و طرفیت پر مائل ہو گئے۔ قاضی محمد ساوی کے سامنے زانوئے ادب تہ کیے۔ جن کے بعد منصب شیخوخت پر فائز ہوئے۔

سیدین: شیخ یوسف ابن احمد ساوی ایرجی اور ان کے سوا بے شمار مخلوق نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۲ محرم ۸۰۹ھ کے روز داعی اہل کولبیک کہا اور ستر ایرج میں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۱۵۰۔ شیخ عین الدین بیجا پوری

م ۸۲۵ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» عین الدین ابن محمد بن عین الدین بیجا پوری مشہور و ممتاز مشایخ طرفیت سے تھے۔ علوم و عرفان دونوں شیخ اولس بن محمد ابن سراج جنیدی سے حاصل ہوئے۔ جن کی برسوں ملازمت کا فخر حاصل تھا۔ چنانچہ کہ رتبہ مشیخت تک جا پہنچے۔

## ۱۵۱۔ شیخ غوث الدین گجراتی

م ۲۲ صفر ۸۳۵ھ

(لجہد سلطان محمود الکبیر)

«الشیخ العالم الفقیہ» غوث الدین قادری البخاری کرم اللہ وجہہ الکریم۔ مشایخ کرام سے تھے۔ ہندوستان تشریف لاکر احمد آباد کو وطن ثانی بنالیا۔ جہاں خود ایک مدرسہ کی تعمیر کرائی جس میں برسوں مسند تدریس مزین فرمائی۔

حرمین کے لیے احرام باندھا اور حج و زیارت کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔ آپ عالم و محدث اور فقیہ و زاہد تھے۔ تعلیم و تلقین دونوں سے مسترشدین کو مستفیض فرماتے۔ حضرت شیخ یعقوب بن خوند میر گجراتی اور ان کے سوا بے شمار حضرات نے آپ سے استفادہ فرمایا تھا۔

## ۱۵۲۔ امیر غیاث الدین شیرازی

(لجہد سلطان غیاث الدین بن محمود بہمنی)

الشیخ الفاضل غیاث الدین فضل اللہ حسینی شیرازی اپنے عہد کے ممتاز علماء سے تھے۔ گلبرگہ میں اپنے والد سے پڑھا۔ سلطان غیاث الدین ابن محمود بہمنی کے عہد میں سرپر آرائے مسند اقامت ہوئے۔ اور سلطان فیروز شاہ کے دور میں صدارت پر فائز۔ غالباً ۸۰۰ھ میں اور مدت مدید تک اس منصب کی زینت کا باعث رہے۔

”ف“

## ۱۵۳۔ شیخ فتح اللہ اودھی

۲۶ ربیع الثانی ۱۳۸۱ھ

”الشیخ العالم الصالح، فتح اللہ ابن نظام الدین الصوفی الودھی۔ فقہ و اصول اور ادب میں ممتاز الافاضل۔ جامع کبیر و ملی میں برسوں درس دیا۔ آخر یہ مشغلہ چھوڑ کر شیخ صدر الدین احمد بن شہاب دہلوی کی ملازمت میں منسلک ہو گئے۔ برسوں ذکر و مراقبہ میں مستغرق رہے۔ مگر ابواب کشف و شہود سے دوچار نہ ہو پائے۔“

آپ کے پاس کتابوں کا نادر مجموعہ تھا۔ جسے آپ نے ادھر ادھر تقسیم کر دیا یا دریا بڑا، ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو بہا وقت ڈبڈباتے رہتے۔ دوبارہ ساوک کی راہ پر گامزن ہوئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے علم و معرفت کے دروازے کھول دیئے۔

مستوفیٰ دین :- شیخ محمد بن القاسم الودھی مصنف کتاب آداب السالکین و شیخ محمد بن یحییٰ جون پوری اور دوسرے حضرات۔

مضامین :- اپنے چند مریدوں کی طرف جو رسائل لکھ کر بھیجے۔ ان کا مجموعہ اور بس! فرمایا کہ :-

۱ جہاد بہ وقتے بر اندازہ آل وقت است امروزاًں چہ از دست دہر ہمال برگیر و ہم برآں استقامت نماید

۲ خیر الاعمال او و ماوان قتل (اسے فرزند عزیز)



داسے فرزند عزیز (یک دوست پسند کن پڑیکہ دل داری

گر ہاں سب مردمان عاشق داری

مرد شہزادہ میں سب (جو الہ گنج ارشدی)

## ۱۵۲۔ مولانا فتح اللہ ملتانی

«الشیخ العالم الکبیر العلامۃ» فتح اللہ ملتانی المشہور۔ مولد و نشا شہر ملتان۔ بعض کتابیں مولانا ثناء الدین ملتانی صاحب السید الشریف اور بعض مولانا موسیٰ جبرئیل سے ملی ہیں جو علامہ سعد الدین تفتازانی کے شاگرد تھے۔ مولانا جبرئیل ہی نے آپ کو اجازہ دیا۔ حضرت جبرئیل علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے۔ فراغ کے بعد ملتان آکر زندگی بھر مستند تدریس ادا کرتے فرمائی آپ کے تلامذہ آپ کے صاحبزادہ ابراہیم الجمال و مولانا عزیز اللہ ملتانی بشمول دیگر اساتذہ کے ہیں۔

(دگلزار ابرار)

## ۱۵۵۔ فتح شاہ بنگالی

«الملك الفاضل الموبد» فتح شاہ السلطان۔ سلطان اسکندر شاہ معزول کے بعد بنگالہ حکومت سنبھالی اور عدل و احسان کے ساتھ رعیت کو موہ لیا۔ یہ بادشاہ اکرم النفس، عدل گستر اور سیاسی رجحان پر کار بند تھا۔ سات سال پانچ ماہ و دو حکومت دے کر ۱۸۹۶ء میں راہی عدم ہوا (تاریخ فرشتہ)

## ۱۵۶۔ الامیر فضل اللہ شیرازی

(م ۱۸۲۵ء سے بعد)

دور عہد سلطین، سلطان علاء الدین حسن لہمنی و سلطان

محمود شاہ بہمنی و سلطان فیروز شاہ بہمنی

الشیخ الفاضل العلامة ۱۰ فضل اللہ ابن فیض اللہ طیبی شیرازی - ذکارت فطنت اور علمی مشکلات کے حل میں بے نظیر تحصیل آپ علامہ سعد الدین عمر بن مسعود لفتازانی سے کرنے کے بعد زمانہ سلطان علاء الدین حسن بہمنی صاحب گلبرگہ ہندوستان وارد ہوئے تو سلطان محمود نے آپ کے ذمے اپنے ہر سہ بیٹوں محمد و محمود اور داؤد کی تعلیم سپرد کر دی۔

مگر جب سلطان محمود شاہ بہمنی سریر آرائے تخت سلطنت ہوا۔ تو سید الشریف سمرقندی کی جگہ آپ کو گلبرگہ میں صدارت تفویض فرمادی۔ جس پر آپ برسوں فائز رہے۔ پھر زمانہ سلطان فیروز شاہ بہمنی غالباً ۸۰۰ھ میں وکیل سلطنت کا منصب تفویض ہوا۔

صاحب ترجمہ بہت بڑے عالم بہنیت و ہندسہ کے ساتھ دیگر علوم حکمیہ میں ماہر تھے جو متمحل بہادر اور سیاست دان و مدبر اور خطرات میں پیش پیش رہتے۔ اللہ متعالیٰ نے ان کی ذات میں فضل و کمال اور شیریں کلامی - فراست و صابت فکر و توار و اقدام و حسن تدبیر جیسے صفات سمودنیے کئے۔ وہ مہمات الامور میں اس حد تک کامیاب رہتے جن میں کسی دوسرے شخص کا پارا نہ تھا۔ چوبیس مرتبہ کفار کے ساتھ جنگیں لڑیں اور ہر ایک معرکہ میں کئی کئی ستر اور قلعے اپنی جرات اور دلیری کی وجہ سے فتح کیے۔ یہاں تک کہ بادشاہ نے انہیں راجہ دیو رائے سے منیٹنے کے لیے بھڑائی سی فوج دے کر روانہ کیا۔ جس فوج کے ساتھ کسی اور کو اتنے بڑے راجہ سے روبرو ہونے کی جرات نہ ہو سکتی تھی۔ اس پر بھی انہوں نے اس شدت اور سرگرمی سے مقابلہ کیا کہ راجہ بھاگنے کے قریب آ پہنچا۔ مگر دیو رائے نے انہیں چکر دے کر ان کی گھوڑی پر الیسا وار کیا کہ آپ اسی لمحہ جان بحق ہو گئے۔

آپ نے ۸۲۰ھ کے کچھ عرصہ بعد اس جنگ میں وفات پائی۔

## ۱۵۷۔ مولانا فضل اللہ مندوی

(لجہد سلطان محمود شاہ غلجی مندوی)

الشیخ الفاضل الکبیر "فضل اللہ الحکیم المندوی علوم حکمت میں فخر الامثال تھے سلطان محمود شاہ غلجی مندوی نے آپ کو ۸۴۹ھ میں منڈو کے شفا خانہ کا سرپرست مقرر کر کے حکیم الحکماء کا خطاب ارزاں فرما کر حکم دیا کہ بیماروں اور دیوانوں کی تشخیص اور معالجہ توجہ سے کریں جس منصب پر آپ برسوں فائز رہے۔ ان کو دست شفا حاصل تھا۔ مریض کا ان کے پاس آجانا نیک فال سمجھا جاتا۔ یہ فقرے ان کے متعلق عبداللہ بن عمر اصفیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھے ہیں۔

## ۱۵۸۔ مولانا فخر الدین جون پوری

الشیخ الفاضل "از اولاد علامتہ قاضی القضاة سہاب الدین احمد عمر الزاوی دولت آبادی۔ مولد و منشا جون پور۔ قاضی صاحب مدوح سے پڑھا جو ان کی والدہ کے بڈ بزرگوار تھے۔ آپ نے ان کی ملازمت برسوں کی۔ یہاں تک کہ فقہ و اصول فقہ و کلام و عربیت ہر ایک فن میں کمال حاصل کر لیا۔

## ۱۵۹۔ قاضی فخر الدین ملتانی

الشیخ العالم الفقیہ قاضی فخر الدین ابوبکر ابن قاضی رمضان الشالبیانی الشافعی البلیاری علمائے محققین سے تھے۔ اور شہر کالی کٹ ملا بار کے قاضی تھے۔ جہاں تدریس کے ساتھ افتاء کا شغل بھی تھا۔

تلاصذا :- ان کے شاگردوں میں شیخ زین الدین ابن علی بلیاری مصنف ہدایۃ الاذکیا ہیں۔ جنہوں نے آپ سے فقہ و اصول پڑھے اور اپنی کتاب مسلک الابصار میں آپ

کے ساتھ آپ کے صاحبزادے کی تعریف بھی کی۔ خصوصاً آپ کے لیے یہ الفاظ لکھے۔

”الامام الجلیل المفتی البارع احام الدیار صلیبار“

## ۱۴۰۔ شیخ فیض اللہ مانک پوری

۱۸۶۲ء

”الشیخ الصالح فیض اللہ ابن حمام الدین بن خضر بن جلال عمری مانک پور۔ المشہور بہ قاضی“

مولد و منشا مانک پور۔

اپنے والد سے برسوں پڑھا اور ان کی رحلت کے بعد دعوت ارشاد پر عمل پیرا ہو گئے مانک

پور ہی میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ اشرف السیر)

## ۱۴۱۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی

۱۵ اشوال ۸۲۵ھ

”الملك الفاضل المویذ فیروز بن داؤد ابن الحسن بہمنی سلطان دکن۔ مولد و منشا گلبرگہ۔ ان

کی سات برس کی عمر میں ان کے والد نے رحلت کی تو اپنے عم بزرگوار سلطان محمود شاہ کے زیر سایہ پروان پڑھے۔

اساتذہ ۱۔ علامہ فضل اللہ بن فیض اللہ شیرازی سے پڑھا۔ معقولات میں فائز الاقران

تھے۔ حافظہ قوی تھا جو بات دو ایک مرتبہ سنتے۔ ذہن میں سما جاتی۔ اپنے مرنے پر چچا محمود شاہ کی رحلت کے بعد جب اس کے صاحبزادے عنایت الدین نے سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ تو اعیان حکومت نے انہیں برطرف کر دیا۔ یہی معاملہ سمش الدین نے کیا۔ اور اس کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ جس کے بعد امرائے سلطنت فیروز شاہ کی نیابت پر متفق ہو گئے اور انہوں نے ۲۵ سال ۷ ماہ تک زمام حکومت سنبھالی۔ کفار سے ۲۴ جنگیں لڑیں۔ اس کے دربار میں علما و شعرا کا اجتماع

اس کے معاصر بادشاہوں سے زیادہ تھا۔

ان کے اشغال کے ساتھ وہ خود بھی ہفتہ میں تین روز درس دیتا۔ شنبہ ویک شنبہ اور چہار شنبہ کے روز اس کے درس میں مندرجہ ذیل کتب تھیں۔

(۱) زاہدی — (۲) شرح تذکرہ — (۳) شرح مقاصد — (۴) تحریر اقلیدس —

(۵) مطول — اگر کسی روز دن میں موقع نہ ملتا تو رات کو پڑھا دیتا۔ وہ طلبہ کے ساتھ

بے حد احسان کرتا اور ان کے ساتھ مذاکرات جاری رکھتا۔ ایک رصد گاہ بنانے کا عزم سدا سے

تھا جو ۸۱۰ھ میں پورا ہوا۔ اور اس نے دولت آباد کے پاس بالا گھاٹ مقام پر اپنا یہ شوق پورا

کرنا چاہا۔ اس رصد گاہ کی تعمیر میں حکیم حسن علی گیلانی اس پوری جمعیت کا سربراہ تھا۔ اور ان کے

ماحت سید محمد گادرونی تھے۔ مگر رصد گاہ کی تکمیل سے پہلے اول الذکر طعمہ اجل ہو گئے۔ گو

بہت سے امور اس کی تکمیل میں مانع ہو گئے۔

فیروز شاہ ہر ہفتہ کے بعد ولعب ازہتم غنم و شراب اور عورتوں کے ساتھ ملاعبت میں ڈوبتا رہتا۔

اسے یہ شوق دامن گیر تھا کہ اپنے محل میں اتنی عورتیں جمع کر لے جو شمار میں نہ آسکیں۔ لیکن شریعت

کی لاج مانع ہوئی۔ اس نے اس کام کی راہ نکالنے کے لیے علماء سے فتویٰ طلب کیا تو انہوں

نے مشورہ دیا کہ ایک عورت کو طلاق دے کر دوسری کر لے۔ اسی طرح — مگر شیخ فضل اللہ

بشیرازی نے یہ راہ اور فراخ کر دی۔ فرمایا کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور زمانہ ابوبکر و ولول میں متعہ

مباح تھا۔ مگر عمر نے اسے حرام قرار دیا۔ اس فتویٰ پر علمائے اہل سنت نے اعتراض کیا تو شیخ فضل اللہ

نے بخاری۔ مسلم اور مشکوٰۃ المصابیح کی احادیث درجواز متعہ پیش کر دیں۔ جنہیں سلطان فیروز شاہ

نے تسلیم کر کے ایک ایک روز میں ۸۰۰ عورتوں سے متعہ کیا۔ اور زنان مستحی کے لیے ایک نئی

بستی تعمیر کروا دی۔ جس کا نام فیروز آباد رکھا۔ اس میں عجیب عجیب مکان تعمیر کروائے۔ لینا بازار

کو حسن و بخت سے سجا کر اپنی محبوباؤں میں تقسیم کر دیا۔ یہ سلطان برسوں زندہ رہا اور اپنی جموعات

سے رنگ رلیاں مناتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے بھائی احمد شاہ نے اس پر حملہ کر کے اسے



مغلوب کر لیا۔ اور اس نے اپنا سب کچھ اپنے غالب بھائی کو سونپ دیا۔  
 احمد شاہ سریر آرائے حکومت ہونے سے دس روز بعد راہی ملک ملام ہوا۔  
 سلطان فیروز شاہ شاعر لغز گو بھی تھا۔ نمونہ کلام اسے  
 لقطح راہ محبت مخور فریب امید

کہ غایت ابدش ہاتھ لگے فرنگ است!

وفات :- بروز شنبہ ۱۵ شوال ۸۲۵ھ کو ہوئی (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

## ۱۴۲۔ شیخ فیروز بن موسیٰ دہلوی

«الشیخ الفاضل» فیروز بن موسیٰ بن معز الدین بن محمد البخاری دہلوی۔ صلاح و تقویٰ میں  
 ممتاز۔ مولد و منشا دہلی۔ علم کا مشغلہ اختیار کر کے جملہ فنون میں تاک ہو گئے۔ لحدہ فنون حربیہ  
 میں کمال حاصل کیا اور اپنے معاصرین سے فوقیت لے گئے۔ تاریخ میں ان کا ایک منظومہ ہے  
 وہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی کے اجداد میں سے تھے۔ جو ۸۶۷ھ میں اودھ میں فوت ہوئے۔

«ف»

(انخبار الانبار)

## ۱۴۳۔ شیخ قاسم بن برہان اودھی

«الشیخ الصالح» قاسم ابن برہان الدین چشتی الاودھی عالم دین تھے۔ طریقت میں اپنے  
 والد شیخ برہان الدین سے استفادہ کیا۔ جو شیخ فتح اللہ از شیخ صدر الدین احمد بن برہان  
 دہلوی کے مرید تھے۔ اور ان کے مریدان کے بیٹے محمد بن قاسم یہ

## ۱۴۳۔ مولانا قاسم بن محمد گجراتی

الشیخ الفاضل الکبیر قاسم بن محمد گجراتی، اپنے دور کے ممتاز افاضل سے تھے اور مشغلہ تدریس سے سروکار۔ گجرات کا مشہور جوہن خان سرور پر درس گاہ تھی۔ جس کا ذکر شیخ عبداللہ محمد بن عمر آصفی نے تاریخ گجرات میں کرتے ہوئے ان کے علم و عمل کی بیش از بیش تعریف کی ہے۔ ان کا وجود دنیا و عاقبت دونوں کے لیے برکت کا باعث تھا (در ترجمہ السلطان قطب الدین احمد شاہ گجراتی)

## ۱۴۵۔ شیخ قطب الدین ظفر آبادی

۲۰ جمادی الاخریٰ ۸۹۹ھ

«الشیخ الصالح» الفقیہ ابو الغیب قطب الدین ابن لوز الدین الحسینی الواسطی ظفر آبادی۔ علمائے صالحین سے تھے۔ سن ولادت ۸۰۲ھ قرآن کریم حفظ کرنے کے بعد المختصرات اپنے والد محترم سے پڑھی۔ پھر قاضی شہاب الدین دولت آبادی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیے۔ ان سے جملہ درسیات پڑھیں جن کی خدمت میں چار سال گزارے۔ طرقت میں اپنے والد سے استفادہ کیا اور زیارہ مہربین سے مشرف ہوئے۔

مرحوم عبادت گزار۔ زاہد و پارسا۔ اخلاق کا مجمع۔ متواضع اور خادم خلق تھے۔ بے شمار حضرات نے آپ سے پڑھا۔ ظفر آبادی ہیں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۱۴۶۔ قطب الدین بن خضر بلخی

«الشیخ الفاضل» قطب الدین ابن خضر بن الحسن ابن المبارک اوجھی البلخی حدیث میں فائق الاقران تھے۔ اپنے والد سے پڑھا اور تدریس و افاضہ پر مائل ہو گئے۔ ان سے ان کے بیٹے

عبدالقادر نے پڑھا۔

## ۱۶۷۔ شیخ قطب الدین ابو دھنی

«الشیخ الصالح قطب الدین ابن فرید الدین ابن عز الدین عمری ابو دھنی۔ بابا فرید شکر گنج کی نسل سے تھے۔ اور علمائے عالمین سے تھے۔ اپنے والد کے سوا کئی اور شیوخ سے طریقت حاصل کی۔ اور ان سے شیخ زین الدین ابن علی سبجہ نے استفادہ کیا۔»

## ۱۶۸۔ مولانا قیام الدین ظفر آبادی

۱۳۰۱ھ قادیان

«الشیخ العالم الفقیہ قرشی حنفی ظفر آبادی فقہ و اصول فقہ میں ممتاز العلماء۔ اصلاً دہلی وطن تھا۔ وہاں سے شیخ اسد الدین حنفی حینی واسطی کی معیت میں ظفر آباد آگئے۔ اور مدت مدید تک تدریس مشغول رہا۔ پھر یہ مشاغل چھوڑ کر ترک و تجرید و گوشہ نشین اور رجوع الی اللہ سبحانہ پر جھک گئے (بحوالہ تجلی نور)۔»



"ک"

## ۱۴۹۔ شیخ کبیر الدین ناگوری

م ۱۴۹۵ھ

«الشیخ العالم الکبیر الزاید» کبیر الدین ابن فرید الدین بن عبد العزیز ابن حمید الدین سعیدی  
السوالی الناگوری۔ یکے از علمائے ربانی۔

مصابیح دنیوی کی نفیس شرح مسیحی برین۔

آخر عمر میں گجرات تشریف لے گئے اور سندھ میں آراستہ کر کے مدقول اس شغل میں رہے  
بے شمار افراد نے آپ سے استفادہ کیا۔ ازال جلدہ شیخ حسین ابن خالد ناگوری ہیں۔ احمد  
آباد میں آسودہ الحدیث کے (بحوالہ مجمع الابرار)

## ۱۵۰۔ شیخ کبیر الدین ملتانی الہچی

م ۱۸۲۵ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» کبیر الدین بن اسمعیل بن محمود بن الحسین الحسینی البخاری الہچی ثم  
الملتانی ہندوستان کے مشہور مشائخ سے تھے۔ شہر اچھ مولد و منشا ہے۔ اپنے دادا مرحوم کے  
عم صدر الدین محمد بن احمد بن الحسینی البخاری سے پڑھا۔ برسوں ان کی ملازمت کا شرف حاصل رہا  
حتیٰ کہ علم و معرفت کی بدولت مشیخت پر فائز ہوئے۔ ان کے بیٹے عبد الشکور و عبد الخفور  
نے ان سے فائدہ اٹھایا۔ جو عالم دین تھے۔ ان کے سوا شیخ سماء الدین ملتانی اور دوسرے

افراد مستفید ہوئے۔

## ۱۶۱۔ شیخ کمال الدین کٹروی

«الشیخ الصالح کمال الدین چشتی کٹروی۔ المشہور بہ کالو خال عباد صالحین سے

تھے۔ شیخ نسام الدین مانک پورہی سے پڑھا۔

تصانیف :- میں ادکالو قابل ذکر ہے۔

## ۱۶۲۔ شیخ کمال الدین کرمانی

«الشیخ الصالح کمال الدین کرمانی، اولیاء اللہ لیکن راہِ خدا میں سے تھے۔ شیخ

لحمت اللہ کرمانی۔ پھر ہندوستان وارد ہوئے۔ اور احمد آباد میں طرح وطن ڈال دی۔ اور

قبولِ عظیم نے استقبال کیا (محبوب ذی المتن)

## ۱۶۳۔ شیخ کمال الدین قزوینی

م ۲۴ شوال ۸۸۱ھ

«الشیخ للعالم الکبیر کمال بن صفی بن محمد بن علی ابن محمد بن احمد ابن عبد العزیز الحسینی القزوینی

متم البہرہ وچی السجراتی۔

علمائے راسخین فی العلم و المعرفۃ میں سے تھے۔ شیخ الکبیر محمد بن یوسف الحسینی

اکابر گوی سے طریقت حاصل کی اور برسول بان کے ملازم خدمت رہے۔ پھر اندرون ہندوستان

کی طرف آئے۔ اور شہر بہرہ وچ از بلاد گجرات میں طرح اقامت ڈال دی۔ جہاں قبولِ عام

نے ان کا استقبال کیا۔

مستوفدین :- مندرجہ ذیل افراد ان سے مستفیض ہوئے۔



شیخ حسین بن محمد قاضی علی بن عبد الملک۔ اور ان کے لڑکے امین الرحمن بن جمال الدین۔

وفات :- بوقت عصر بروز الوار ۲۲ شوال ۸۸۱ھ۔ بعمر ۹۰ سال (بحوالہ شجرہ طیبتہ)

## ۱۷۴۔ قاضی جمال الدین ناگوری

الشیخ العالم الفقیہ جمال الدین ابن قوام الدین ناگوری الفتنی کے از مشایخ چشتیہ۔  
 شیخ یعقوب فتنی سے استفادہ کیا۔ ان سے خصوصاً الحکم پڑھی۔ برسوں ان کی ملازمت کی۔  
 جس کے بعد قبولیت عام سے بہرہ مند ہوئے۔ اور شیخ برہان الدین عبد اللہ بن محمود حسینی  
 البخاری کے سوا بے شمار افراد ان سے فیض یاب ہوئے۔

”ل“

## ۱۷۵۔ مولانا لطف اللہ سنہرواری

(لجہد سلطان فیروز شاہ)

”الشیخ الفاضل العلامة لطف اللہ سنہرواری منطق و فلسفہ میں ممتاز شہسہ میں فیروز شاہ  
بہمنی کے عہد میں گلبرگہ میں نائب السلطنت تھے۔ جب امیر گورگاں کے  
ہندوستان پر حملہ کرنے کی خبر مشہور ہوئی تو سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کو امیر تیمور  
کے ہاں سفیر مقرر کر کے بھیجا۔ یہ شہسہ کا واقعہ ہے۔ آپ تیمور کے ہاں چھ ماہ تک رہے  
اور سفارت میں کامیاب ہو کر واپس لوٹے (تاریخ فرشتہ)

”م“

## ۱۷۴۔ ابوالفتح مبارک شاہ علوی دہلوی

م ۹ رجب ۸۲۳ھ

۱۷۴۔ الملک العادل الکریم سلطان ابوالفتح معز الدین مبارک بن خضر العلوی دہلوی سلطان صالح۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۲۳ھ میں زمام حکومت ہاتھ میں لی۔ وہ بادشاہوں میں علماً و عقلاً و تدبیراً بہتر تھے۔ اچھے کام کرتے اور اپنی ذات کو آلائشوں سے مبارک رکھتے۔ دیانت شیوہ تھا۔ ان کی زندگی میں کسی نے ان کی برائی نہ کی۔ نہ وہ صنق و مہر سے ملوث ہوئے۔ خود کو سلطنت کے امور میں مہتمک رکھتے۔ اور رعایا کے احوال کی جستجو میں رہتے تھے۔

ان کے لیے عدل کا دروازہ کھولے رہتا جس میں شرع کے مطابق حکم نافذ کرتا۔ جدید شہروں کی تعمیر اور زراعت میں ترقی۔ عوام کی بہبود اور علماء و مشیخ و اشراف و مستحقین کے لیے وظائف اس کا شعار تھا۔

اس کے حالات میں ایک اہل علم نے مبارک شاہی کے نام سے کتاب لکھی۔ اگرچہ میں نے وہ کتاب نہیں دیکھی۔ ان کی نشانیوں میں سے شہر مبارک آباد ریائے جنا کے ساحل پر ہے۔ شہادت:۔ لوگوں کی ایک جماعت اس کے عدل کی وجہ سے دشمن بن گئی، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ شہادت پر ہند جمعہ ۹ رجب ۸۲۳ھ کو شہر مبارک آباد میں ہوئی۔ جہاں اس نے ۱۳ سال چند ماہ تک داد حکومت دی۔ بحوالہ تاریخ فرشتہ

## ۱۶۷۔ شیخ مبارک بناری

اشوال ۱۰۰ھ

”الشیخ الصالح الفقیہ مبارک ابن حمید حنفی صوفی بناری کے از مشائخ چشتیہ، تحصیل درسیات کے بعد سند تدریس کو زینت بخشی۔ برسوں شہر بنارس میں مع اشغال دیگر تکریر القضا و مصروف درس رہے۔ یہاں سے جوان پور تشریف لے گئے۔ شیخ محمد بن عدلیسی جو ن پوری سے طریقت حاصل کی، کچھ عرصہ ان کے ساتھ رہے۔ اور پھر واپس بنارس لوٹ کر صرف زہد و عبادت و اعتنا و عفاف و توکل پر تکیہ کر لیا۔ مزید تدریس کی ہمت نہ رہی۔ سوا کھانے کے کسی نوع کا ہدیہ قبول نہ فرماتے۔ جس میں ما بحتاج کے سوا دوستوں پر تقسیم کر دیتے۔ ہاں اتنا رکھ لینے جو عبادت کرنے کے قابل بنا سکتا۔ رہنے کا مکان تک تعمیر نہ کرایا۔ آنے والوں کے لئے لکڑی کے تخت بنوار کھے تھے اور بس۔ (از گنج ارشدی)

## ۱۶۸۔ شیخ محمد بن ابوبکر دماہینی

(بعد سلطان احمد بن محمد بن المنظر گجراتی)

مہ ماہ شعبان ۸۲۷ھ

”الشیخ اللام العلامۃ بدر الدین محمد بن ابوبکر ابن عمر بن ابوبکر ابن عمر بن سلیمان بن جعفر بن حسین بن محمد بن احمد بن ابوبکر بن یوسف ابن علی ابن صالح ابن ابراہیم البدر القرشی المنزوی الاسکندری الہندی۔ المشہور بہ ابن دماہینی المالکی النحوی الادیب و فین گلبرگہ۔ مولد اسکندریہ در ۴۳۳ھ اور بہادر ابن دماہینی سے حدیث سنی جو ان کے قریب ہی رہتے۔ بقیدہ اساتذہ بہ۔ دوسرے عبدالوہاب القروی، قاہرہ میں سراج ابن الملقن وغیرہ اور مکہ معظمہ میں قاضی ابو الفضل شویری ہیں۔

تکمیل کے بعد اپنے مولد ہی میں فضلاء کے وقت کے افادہ اور مطالعہ پر جھک پڑے

فقہ و آداب میں مزید ورک حاصل کیا اور مجموعہ و نشر و نظم و نخط و معرفت الشرط و وفقہ وغیرہ میں مزید بلکہ حاصل کیا۔  
ابن تینسی کی طرف سے سرکاری عہدہ دار مقرر ہوئے۔ کئی مدرسوں میں تدریس فرمائی قاہرہ  
تشریف لائے اور حدیث کی سماعت کی۔ اور حکومت کی طرف سے لقیب قرار دیے گئے۔ ان کی بہت  
دور دور تک پھیل گئی۔

جامع ازہر میں نحو پڑھانے کا مقرر ہوا۔ اسکندریہ لوٹ آئے۔ مدت تک وہاں تقریروں  
کے ذریعے افادہ میں مصروف رہے۔ اور کفاف کے لیے تجارت شروع کر دی۔ پھر قاہرہ آئے  
اور قضاة پیش ہوئے، مگر تسلیم نہ کی۔ دمشق پہنچے۔ اس وقت آپ کے عم زاد بھی مشالعیث میں  
تھے۔ اور ۸۱۷ھ ہوا۔ حج بیت اللہ کیا۔ فراغ کے بعد واپس وطن تشریف لے آئے۔ اسکندریہ  
کی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے اور لقیب کا منصب چھوڑ دیا۔ اب اور دیوبہ پر چھک گئے۔  
اور کپڑا بننا شروع کر دیا۔ اور بادشاہ ملک المودی کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ جس نے آپ کو  
مالکیہ کا قاضی مقرر کر دیا۔ پھر ۸۱۹ھ میں حجاز گئے۔ حج کیا اور ۸۲۰ھ میں یمن تشریف لائے  
یہاں ایک سال تک جامع ازہر میں مسند تدریس کو عزت بخشی اور کوئی امرالخ نہ ہوا۔ اس کے باوجود  
اواخر شعبان ۸۲۰ھ میں ہندوستان تشریف لے آئے۔ یہ سلطان احمد بن محمد بن المنظر گجراتی  
کا دور تھا۔ جہاں آپ کو بہت عروج حاصل ہوا۔ لوگوں نے آپ سے پڑھا اور مال و دولت سے  
ان کے قدم چومے۔

مصانیف :- ۱) شرح التہلیل لابن مالک الطائی دتاریخ الفوائد اولہ اللہم ایک لجد  
علی الختم مآلوجہت الابل الخ۔ اور اس میں لکھا ہے کہ جب میں اواخر شعبان ۸۲۰ھ میں گجرات  
میں پہنچا تو یہاں مجھے یہ کتاب دستیاب ہوئی۔ جس پر نام نہ تھا۔ اس لمحہ میں میرے ہمراہ  
چند طلبا بھی تھے۔ جنہوں نے مجھ سے اس کتاب کے شرح کرنے کی درخواست کی اور میں  
نے اس کی تکمیل کر دی۔ اس کتاب کے مقدمہ میں سلطان ابوالفضل احمد شاہ گجراتی کا ذکر  
بھی ہے اور کتاب کا نام تاریخ الفوائد ہے۔



(۲) مصابیح الجوامع : شرح صحیح بخاری، اولہ الحمد للہ الذی فی خدمت السنۃ النبویۃ اعظم سیادۃ الخ۔ اس میں لکھا ہے کہ یہ شرح سلطان احمد شاہ گجراتی کے لیے لکھی گئی۔ اس شرح میں کچھ ابواب اور غریب الفاظ و اعراب کی بحث اور تنبیہات بھی ہیں۔

(۳) عین الحیوۃ : دیرہ کی کتاب حیوۃ الحيوان الکبریٰ کا اختصار : اولہ الحمد للہ الذی اوجہد لبضلہ حیوۃ الحيوان الخ : جس میں مصنف نے لکھا ہے کہ ہمارے شیخ نسیم نے اس مضمون پر احکام شریعت و اخبار نبویہ و مواظبہ نافعہ و فوائد غریبہ و امثال وائرہ و آیات نادرہ و خواص عجیبہ و اسرار غریبہ پر بہت طویل تشریحات حوالہ قلم کی ہیں۔ حتیٰ کہ بعض مقلدوں پر بے محل گفتگو معرض بیان میں آگئی ہے۔ مگر میں نے ان میں سے لب لباب لے کر اس کا نام عین الحیوۃ لکھ کر سلطان احمد شاہ کی خدمت میں بدیہ پیش کیا اور اس کی تکمیل سے ماہ شعبان ۱۲۲۲ھ میں فارغ ہوا۔

(۴) تحفۃ الغریب فی شرح معنی اللیب مصنفہ ابن ہشام نخوی۔ یہ کتاب انہوں نے ہندوستان میں آکر لکھی۔ اگرچہ دیار مصر یہیں بھی اس کتاب پر ایک انیس سائیس لکھوائے گئے۔ (اب اس پر ان کے دو حواشی ہو گئے)

(۵) شرح الخزایہ

(۶) جواهر البحر فی العروض

(۷) الفواکہ البدریہ (منظوم)

(۸) مقاطع الشرب

(۹) نزول الغیث : جس میں شرح لامیۃ الحجم صفدی کو سمجھایا گیا ہے۔ اس سوال سے انہیں اور بے شمار تصانیف بھی ہیں۔

علامہ سخاوی صاحب الضوم الاصح کی راہ ہے

شیخ صاحب دمانی فنون اوبان ماہر تھے۔ انہوں نے ان کا مقدم تسلیم کیا ہے اور

ان کی مدح میں مضامد و قطعات اور نثر میں اعتراف کیا ہے۔ ساتھ ہی ان کے حسنِ املا کی تعریف بھی ہے۔

انہوں نے اپنی تصنیف نزول العیث میں صفحہ ہی کے چند مقامات پر اصلاً ما تنقید کی ہے جس پر ائمہ عصر نے دہلینی کو سراہا ہے۔ اسی طرح ان کی تالیف منبرہ و تحفۃ الغریب فی ہاشیہ معنی اللیبب، کہ دونوں ہاشیے ہیں ایک مینی اور دوسرا ہندی جن پر دہلینی نے اعتراض کیے ہیں اور ہمارے شیخ مثنیٰ نے دہلینی کے اکثر تعقیبات پر مواخذہ کیا ہے۔

مگر دہلینی کے شاگردوں نے ان تعقیبات و شرح بخاری میں اپنے استاؤ کی منہت میں سبقت کی ہے اور میں نے شرح بخاری لسبؤل اعاب و تنبیہات اور نحو پر تحریریں دیکھیں۔ ان کی تالیفات ہیں تسہیل و تخریج و جواسر البحر مجہ شرح اور فواکہ بدریہ (منظومہ) اور مقالہ العشب و عین الحیوۃ مختصر حیوۃ الخیران زمیری (جس پر سیرۃ مؤید کے ناقد ابن ناہض نے تقریظ لکھی ہے یہ سب کتابیں دیکھیں۔

اور دہلینی نے اپنے اشعار میں حافظی (فرو) کے ان شعروں پر نقد کیا ہے جو اس نے مؤید کے لیے کہے۔ جو لکھنؤ کی محبتوں پر حافظی نام شاعر نے کہے۔ ان شعروں میں سے خطاب ہے۔

یا ملک العصر ومن جبرۃ	فرض علی الصامت واللافظ!
أشکو الیک الحافظ المستدی	بکل لفظ فی الدجی عنانظ!
وماعسی أشکو أنت الذی!	صح لك البغی من الحافظ!

رمانی نسانی ہما سانی!	فجارت نخوس و غایت سعور!
و أمجت بدین الوری بالمشیب	علیلا فلیت الشباب معور!

During B. where

قلت له والدجی مول !  
قد عطس الصبح یا حییی !  
ومحن بالأسن فی التلاقی !  
فلا لثمتہ ما الفراق !

یا عدوی فی محن مطرب  
کم یهز العطف منه طرباً !  
حرب الأوتار لما سفراً !  
عندما لتمع منه وتراً !

در باره برهان محلی تبر

یا سریا محروفه لیس محیی !  
مذ علا فی الوری محلب عنای !  
ورئیا زسما لفرع وأصل !  
قلت هذا هو العزیز المحلی !

در باره شهاب فاروقی

قل للذی أضحی یعظم حاتم !  
ان قسنته بسماح أهل زماننا  
ولقول لیس بجوره من الحق !  
أخطأ قیاسك مع وجود الفارق !

در باره مصر

رحی اللہ مصر اننا فی ظلالها !  
ولشرب ماء البیل منو ابراحه  
نروح ونغذ وسالمین من اللد  
وأهل زبید لیشربون من اللد

قالت وقد فتحت عیون العسا  
احذر هذا الذی فی زبید فاشی  
ترحمی الوری بالجور فی الاحکام !  
لذوی الخدام فتحت باب سهاهی !

أیا عاماد الهند انی سائل  
فأفاعل تدحبر بالخفض لفظه  
هنموا بتحقیق به میظهر السر !  
سر سجاد الاحرن یکون به جبر !  
الذی الخفض والالسان للجبر میطر !  
ولیس باهی جبر ولا به جاور

فمنوا بتحقق بہ استفیادہ فنن ہجرکہ مازال لیتخرج الدر

بجفان معتری فارینا وسدایف حین حاج الصنبر!

ترجیہ

اے دنیا بھر کے بادشاہ جس پر سائل اور سوال نہ کرنے والے دولوں کے لیے بخشش فرض ہے۔

میں تیرے مہنور گلہ کرتا ہوں۔ حافظ ظالم کا ہر اس لفظ کے ساتھ جو تاریکی میں بھی چمکتا ہے۔

اور میرا یہ گلہ ضروری بھی نہیں کہ تیرے سامنے حافظ مذکور کی بغاوت مسلم ہے۔

اس نے مجھے بہت دور پھینک دیا ہے۔ جس سے میرے بھلے دن غائب ہو کر نخواست مجھ پر چھا گئی ہے۔ اور میری جوانی اس طرح ڈھل گئی ہے کہ اب شباب کے لوٹنے کی کوئی توقع نہیں۔

میں نے اس سے کہا کہ اندھیرا ہمیں چھپالے کو ہے۔ کبھی ہم دولوں آپس میں ایک دوسرے کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھے۔ اے میرے گویے۔ ذرا اس ساز کے تار چھپڑ تو دے۔ ان سے بہت لطف حاصل ہوتا ہے جب سنا جاتا ہے ان کا راگ۔

در بارۃ برہان محلی تاجر

اے۔۔۔ بہتارے اچھے کارنامے شمار میں نہیں آسکتے۔ اور رئیس تو اپنے اصل فروغ دولوں میں عجیب الطرفین ہے۔

میں نے کہا یہ تو عزیز محلی ہیں۔

دور بارہ شہاب فاروقی

کہو اس شخص کے لیے جو عالم کے لیے قربانی کرتا ہے۔ اور کرتا ہے کہ اس کی سخاوت کا کوئی ہم پلہ نہیں۔

اگر تمام دنیا میرے ممدوح کا حرف تلاش کرے تو بھی تیرا قیاس قیاس مع الفارق ہوگا۔

دور بارہ مصر

خداوند عالم مصر کو سدا آباد رکھے۔ ہم جس کے اندر صبح اور شام ہر قسم کے عثم لالم سے فارغ رہتے ہیں۔ اس کے نیل کا پانی نہایت نرے سے پیتے اور زبید کے باشندے سدا عثم کے گھونٹ حلق میں اتارتے ہیں۔

اس نے کہا جب کہ چٹے بند پڑے تھے۔ ہم حاکموں کے جور سے بہت مصمحل ہو گئے ہیں۔

زبید میں تیرا درد باعث خوف دہرا ہے کہ تنگ دستوں پر ظلم و ستم سہنے کا دور پلٹ آتا ہے۔

اے علمائے ہندوستان۔ مجھ پر خفیہ امور کی وضاحت کیجیے۔ کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو مخلوق الفاظ کے معنی پوری طرح واضح کر سکے اور کسی حرف کو اس کے حقیقی مطالب میں لاسکے۔

اور نہیں ہے کوئی جو حرف ہر اور مجرور دونوں کے مساوی بیان کر سکے۔ چہ جائیکہ انسان حرف ہر کا اثر معلوم کرنے کے لیے بے حد بے قرار رہتا ہے۔

مجھ پر اس کی ایسی وضاحت فرمائیے۔ جس سے میں استفادہ کر سکوں۔ آپ کے



بجز علم سے تو ہمیشہ درمعائنہ نکلتے ہیں۔

علامہ دہلوی نے گلبرگہ میں داعی اہل کولبیک کہا۔ انہیں زہر دیا گیا۔ جسے حلق میں اتارنے کے بعد ذرا دیر زندہ رہے۔ (بحوالہ الضو الامح)

## ۱۴۹۔ محمد بن ابوالبقاء الکرمانی

م ۱۱ شوال ۸۷۰ھ

الشیخ الفاضل العلامۃ محمد بن ابوالبقاء بن موسیٰ بن صبیاء الدین الحسینی النقوی الکرمانی المشہور اعظم الثانی۔ وطن و مولد کرمان تھا۔ جہاں سے ان کے جد صبیاء بن شجاع ابن مظفر بن منصور ابن غیاث بن محمود ابن علی بن احمد بن علی نقی الحسینی ہندوستان آکر قدرے دہلی میں اقامت کے بعد لکھنؤ تشریف لے آئے۔ کہ یہاں حضرت سمرقندی اور آپ کے درمیان پرانی شناسائی تھی اور یہاں سکونت پذیر ہو گئے۔ صاحب ترجمہ محمد بن ابوالبقاء کا مولد لکھنؤ ہی ہے جو سن ۱۱۷۰ میں مبادی لکھنؤ میں پڑھنے کے بعد جون پور کھنسیل علم کے لیے آگئے۔ کہ یہاں اس دور میں ایک بہت بڑی متعلیم گاہ تھی۔ اساتذہ :- ابوالفتح ابن عبدالحئی بن عبدالمقدر شریعی کندی۔ شیخ طریقت :- حضرت مدوح ہی سے طریقت حاصل کی جس کے بعد لکھنؤ لوٹ کر درس افادہ شروع کر دیا۔

تلامذہ :- شیخ محمد بن قطب لکھنوی و قاضی سعد الدین خیر آبادی اور دیگر حضرات۔ خیر الزماں لکھنوی نے اپنی کتاب باغ بہار میں لکھا ہے کہ آپ اپنے فرزند احمد اور اس کے ہم نام شاگرد (احمد) کو ہمراہ لے کر زادراہ کے بغیر ہی زیارۃ حرمین کے لیے روانہ ہوئے۔ حج و زیارت کے بعد مسلسل چھ سال تک ہاں قیام فرمایا۔ ثنائیہ کے کابری علمی اتنا زور مسائن میں

مکالمہ کے لیے آتے۔ اور مطمئن ہو کر لوٹتے۔ اس تاجر کی وجہ سے آپ کا لقب "اعظم الثانی" پڑ گیا۔

شیخ و جہیہ الدین ہندواروی نے کتاب مصباح الحاشقین میں لکھا ہے کہ مولانا محمد علی نے کبار سے کہتے۔ ان "ہرول میں ان کا فتویٰ تسلیم کیا جاتا۔ سلطان شرقی ان کی بزرگی اور تاجر کی وجہ سے ان سے مسائل شرعیہ میں فتویٰ دریافت کرتا۔

ایک مرتبہ سلطان نے باغی ہندو پر لشکر بھیجا تو اس بیخار میں وہ کفار بھی کام آئے جو بادشاہ کے خلاف پرامن ہے ان کا اسباب بھی لوٹ لیا۔ اس پر سلطان نے مولانا امجد علی سے استفتا فرمایا تو آپ نے جواب دیا کہ "ہندوستان کے کفار دل سے اسلام کے دشمن ہیں اور مسلمانوں کے قتل کے لیے ہر لمحہ گھات میں لگے رہتے ہیں۔ اس لیے ان کا قتل اور غنیمت دونوں مباح ہیں۔"

مفتی سلطان حسن بریلوی نے غایت التقریب میں لکھا ہے کہ شیخ محمد ابوالبرقہ نے منطق کے اشکال اربعہ شعروں میں ضبط کر دیے ہیں اور ان میں قضایا کو حروف الاول بعدہ حروف ثانی سے شروع کر کے موجیہ کلیہ باء یا موجیہ سابقہ الکلیۃ بب و موجیہ الجزئیۃ بچ اور موجیہ السالۃ الجزئیۃ بد فارسی میں ضبط کئے ہیں۔

دور رباد از رخ تو و سمد دل

احل ولا شیء ولعین و لیس الکل

امجد آمد نشان آن ہر چار

سورہای مسورات شمار

اب و واجب و لسان برخواست

ا ا ب ج ا ب بختین راست

سیومین راست بخذ ولا تعطن

ا ا ب ج ا ب و ل ج و ا د

ادبج مشکل چارمین راہن

ا ا ج ب ا ب ا و د ا

لکھنوی میں داعی اجل کو لبیک کہا اور شہر سے غرباً ساحل گوتمی پر آسورہ لحد ہو گئے۔

آپ کے مرقدر پر نہایت عمدہ مقبرہ تعمیر کیا گیا۔ مگر جب سلطان احمد نے سریر آرا کے حکومت

ہوا تو آپ کی قبر کھدوا کر ہڈیاں لکھنو شہر کے محلہ مفتی گنج میں دفن کرادیں اور مقبرہ مسمار کرادیا۔

## ۱۸۰۔ مولانا محمد بن ابو محمد مشہدی

(عہد سلطان محمود شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل محمد بن ابو محمد مشہدی اپنے عہد کے مشہور افاضل سے تھے۔ سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین حسن بہمنی والی گلبرگہ نے انہیں وکیل مالیات مقرر کیا جس عہدہ پر آپ مدت تک فائز رہے۔ سلطان محمود شاہ نے آپ کو ایک ہزار طلائی تنگہ دے کر سمش الدین حافظ شیراز کے ہاں بھیجا کہ ان کی نذر کر کے انہیں اپنے ہمراہ گلبرگہ لے آئیں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اور آپ گلبرگہ واپس لے آئے۔ یہاں انہیں سلطان کے دل میں آپ کی بے حد منزلت تھی۔

## ۱۸۱۔ شیخ محمد بن احمد الحسینی البخاری

م ۱۶ جمادی الآخر ۸۲۷ھ

الشیخ العالم الکبیر محمد بن محمد بن حسین بن علی الحسینی البخاری ملقب بشیخ صد الدین اچھی ملتانی المشہور بہ راجہ قتال۔ اصحاب المجاہدات میں سے سالک راہ طریقت تھے۔ لوگ ان کی ولایت اور جہالت پر متفق تھے۔ مولد و منشا شراح۔ اپنے والد اور بڑے بھائی جلال الدین حسین بن احمد بخاری سے درسیات پڑھیں اور اول الذکر سے فرقہ خلافت حاصل ہوا۔ جن کے بعد آپ منصب شیخیت پر فائز ہوئے۔

مشہدین :- شیخ کبیر الدین ابن اسماعیل بخاری اور دوسرے بے شمار حضرات۔  
آپ کے ہم صاحبزادے تھے (۱) ابوالخیر۔ (۲) ابواسحاق۔ (۳) شیخ جلال۔ (۴) روح اللہ  
جن کی اولاد سرہند میں آباد ہو گئی (بحوالہ تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

وفات: شبِ شنبہ - ۱۴ جمادی الاخریٰ ۱۲۷۷ھ کے روزِ طلوعِ فجر اجل ہو گئے اور اپنے اجدادِ کرام کے نظیر سے میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مہر جہاں تاب)

## ۱۸۲ - شیخ محمد بن الحسن البیهقی

م ۸۸۹ھ

(عہدِ سلطان زین العابدین کشمیری)

«الشیخ الفاضل العلامة محمد بن الحسن البیهقی الکشمیری الانین۔ اکابرِ علماء سے تھے اپنے والد کے سوا شیخِ حلال الدین کشمیری سے پڑھا۔ اور لوگوں سے کنارہ کر کے گھر میں بیٹھ گئے۔ بادشاہ زین العابدین کشمیری نے ان کے لیے شہر سے باہر خالقہ تعمیر کرا دی۔ ۸۸۹ھ میں شہید کر دیے گئے۔ (بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

## ۱۸۳ - شیخ محمد بن جعفر الحسینی المکی الدہلوی

م ۸۹۱ھ

(بزبانہ سلطان بہلول لودھی)

«الشیخ العالم الکبیر المہر محمد بن جعفر الحسینی المکی الدہلوی۔ فرقہ چشتیہ کے مشائخ سے تھے۔ مولد و منشا دہلی۔ تحصیل علوم سمس الدین محمد بن سینی اللودھی سے اور دوسرے علماء سے حاصل کی۔ طرقت میں آپ کے مرشد شیخ نصیر الدین محمود اللودھی ہیں۔

صاحبِ ترجمہ قانع و صابر اور حالاتِ عجیبہ و کرامات کے مہذب ہیں۔ کئی کتابیں لکھیں۔ جنہیں متوسطِ علم کے لوگ پوری طرح سمجھ نہیں سکتے۔ ازالِ جملہ!

۱) بحر المعانی — ۲) دقائق المعانی — ۳) حقائق المعانی — ۴) بحر اللسان

۵) پنج نکات — وغیرہ وغیرہ۔



انص میں سے راجم (مؤلف نزہتہ الخواطر) نے بحر المعانی و بحر الاسباب دونوں کا مطالعہ کیا۔  
 اول الذکر بحر المعانی، اپنے موضوع میں مفید کتاب ہے۔ اس میں ۳۶۶۔ البواب ہیں۔ باب  
 ایمان و صلوات و عشق و محبت وغیرہ۔ اس کتاب کا حرف اول ہے۔ آل خدائے کہ انکبین شہیریں  
 نوش را از فوارہ تلخ نیش زبور بہ قدرت خویش چکاند۔ الخ

عہد سلطان بہلول میں ۸۹۱ھ میں رحلت فرمائی۔ جب کہ سن آپ کا ایک سو سال  
 سے متجاوز ہو چکا تھا (بحوالہ اخبار الاخبار)

## ۱۸۲۔ شیخ محمد بن الحسین قلی

م ۵ جمادی الاخریٰ ۸۵۲ھ

«الشیخ العالم المحدث الفقیہ» محمد بن الحسین العلوی الحسینی السندی الجراتی۔ اسدلسند  
 کے رہنے والے اور مشہور مشائخ طریقت سے تھے۔ سندھ ہی میں پیدا ہوئے اور یہیں پر وہ ان چٹھے  
 اپنے والد اور شیخ صدر الدین محمد بن احمد الحسینی البخاری سے پڑھا۔ فقہ و حدیث و تصوف میں منفرد  
 اور صوفیائے مستقیم الحالت سے تھے۔ سعادت خاتون ام عبداللہ ابن محمود الحسینی البخاری کے  
 ساتھ گجرات کا سفر کیا اور وہیں اقامت پذیر ہو گئے۔ شہر قلی میں وفات پائی اور وہیں آسودۂ  
 ہوئے۔ (بحوالہ مرآة احمدی)

## ۱۸۵۔ شیخ محمد حسین ترقوی

م ۸۹۲ھ

(بعہد سلطان بہلول بن کالالودھی)

«الشیخ الصالح الفقیہ» محمد حسین ابن احمد بن محمد الحسینی ترقوی سندھی۔ صلاح و تقویٰ  
 میں معروف۔ مشائخ سے تھے ۸۹۱ھ بزمانہ فتح خاں سلطان ابن سکندر سندھی متولد ہوئے علمائے  
 علم معرفت سے پڑھا اور سند ارشاد کوزنیت کنشی۔ بے شمار افراد آپ سے مستفیض ہوئے۔



محمد حسین صفائی نے اپنی کتاب تذکرۃ المراد ان کے حالات پر لکھی۔ آپ ۸۹۳ھ میں رفیقِ اعلیٰ سے ملاقی ہوئے (تحفۃ الکرام)

## ۱۸۶۔ شیخ محمد بن رفیع البخاری

م ۸۸۱ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» محمد بن رفیع الدین بن محمد ابن عبد الوہاب بن محمد ابن الحسین بن محمد بن الحسین الحسینی البخاری الذی بزرگی اور پارسائی میں معروف۔ مولد و منشأ سندھ اپنے والد سے علوم ظاہری اور طریقت دونوں میں استفیض۔

آپ شیخ الحاج عبدالوہاب بخاری دہلوی کے والد ہیں۔

۸۸۱ھ میں رحلت فرمائی۔ (بحوالہ تذکرۃ السادات البخاریہ مؤلفہ علی اصغر گجراتی)

## ۱۸۷۔ شیخ محمد ابن ظہیر الدین العباسی

م ۸۷۰ھ

«الشیخ الصالح العالم الکبیر» محمد بن ظہیر الدین عباسی کثروی الشیخ الامام بلقب بہ قوام الدین دہلوی۔ دین لکھنؤ اور مشہور بہ حاجی المزمین۔

اولیائے سالکین کبار سے تھے۔ صاحب مجاہدہ تھے۔ شیخ نصیر الدین محمود اودھی اور ان کے بعد شیخ عبدالنذیر حسین بخاری سے استفادہ کیا۔ آخر الذکر کی خدمت میں برسوں ملازم رہے۔ جس کی بادولت علم و معرفت میں کمال حاصل ہوا۔ اور مرشد نے آپ کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ تب حجاز تشریف لے گئے اور کچھ بعد دیگرے رات حج کرنے کے بعد دمشق چلے گئے۔ یہاں شیخ قطب الدین کی مولف رسالہ نمیکہ سے طریقہ ذکر سیکھا اور ہند واپس آکر شیخ محمد بن فخر الدین البجنوری کے سابقہ تعارف کی وجہ سے لکھنؤ میں سکونت اختیار فرمائی۔

مصابینف :- ارشاد المریدین - معیار التصوف - اساس الطریقہ -

آپ کے بعض اقوال در معیار التصوف

۱ : ذکر الہی سبب ہے وصول اور تسفیۃ القلوب کا۔ پس بجائز نہیں واسطے تمہارے سالک!۔  
 ۲ : حسن (مگر کون سے) فرماتے ہیں : لا الہ الا اللہ کے ورد سے دل اللہ سے یک ہو جاتا ہے اور جب یہ موقع مل جائے تو غیر کی تعظیم سے بھی دل خالی ہو جاتا ہے پس اس قول کے لیے کوئی اور وجہ نہیں ہے۔

۳ : فقیر عباسی نے بیت المقدس میں محمد بن القزہبی سے یہ شعر سنے!۔

بذكر الله تشرح القلوب و تنكشف السرائر والغيوب!

اللہ کے ذکر سے دل میں انکشاف ہوتا ہے اور غیوب و اسرار منکشف ہوتے ہیں۔

وقرأ الذکر أفضل منہ حالاً فتمس الذات لیس لها غروب!

اور ذکر کا ترک اس سے بہتر ہے۔ جیسے سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔

فرماتے ہیں صاحب ترجمہ کہ:-

میں نے لقیۃ السلف شیخ العالم قطب الحق والشرح والدين و متقی

مؤلف رسالۃ المکیۃ سے پوچھا۔ جب خود میرے ہی سامنے کلمہ

لا الہ الا اللہ سے لفظی اور اثبات کا اثر ہوا کہ اسے سیدھی و برکتی!

جب سالک کے دل میں نیز کا وجود بھی نہ رہے تو اس کے بعد اور

کیا رہ جاتا ہے؟

۴ اس پر چاشنیہ ہے کذا فی الاصل

۵ اس قول میں جہول ہی جہول ہے۔ اگر حرف لا الہ ہو تو البتہ پہلا حصہ صحیح ہے دوسرا حصہ

(اللہ غیر بھی غلط ہے) (مترجم)

آپ نے فرمایا، جب تک خود سالک کا وجود باقی ہو۔ لفظی کا  
معاملہ پھر بھی متعلق رہ جاتا ہے۔ یہ اس شخص کے لیے ہے جو اپنے  
وجود کو قابل اعتبار قرار دے رہا ہو۔ کیونکہ اس کا وجود بھی اس کا غیر ہے  
جب تک یہ تالویت زائل نہ ہو۔ لفظی پیدا نہیں ہوتی!

اسے جواب کے بعد انہوں نے دوسری بات فرمائی کہ سالک  
کے لیے لفظی کا ذکر ضروری ہے۔ کیونکہ سالک کا وجود بھی مثل جمع  
کی حیثیت رکھتا ہے۔

اب رہا لفظی کے ساتھ اثبات وجود بلکہ جمع الموجودات کا  
اثبات، تو یہ بھی مثل منظر ہے کہ اثبات سے سکون کا حصول بھی تو  
غیریت ہی ہے۔ لہذا سکون کی لفظی بھی ضروری ہے۔ آخر سکون بھی تو  
موجودات ہی میں سے تھا۔ سالک کو پتا ہے کہ اس نوع کی جمع کی  
منفی کے لیے خود کو ہلاک بھی کرنا پڑے تو تامل نہ ہو۔ اور یہ مقام بھی  
نہایت مشکل مقام ہے جس پر مردان موعدا اور عارف ہی پہنچ سکتے ہیں  
اس لیے کہ جمع و تفریق دونوں باہم متنافی ہیں مگر مشائخ سالکین کے  
ہال جمع پر زیادہ توجہ رہتی ہے اور ان حضرات کی دنیا میں برکت ہے  
اللہم اجعلنا من مجاہدین ولا تخزنا من بدایات انفسہم بحمد

النبی وآلہ الاعجاز۔ امتھی ۵

۱۔ وجود ہی کی وجہ سے تو لفظی کی جاتی ہے۔ اگر وجود کی نفی ہو گئی۔ تو لفظی کون  
کسے گا؟ مترجم۔

انھیں کافارسی میں یہ شعر ہے :-  
 ایں کار کے بہت کہ خیزد ز سر زبان

ایں خانہ خرابی رہ بہر لہو سے نیت  
 وفات بہ ۲ شعبان ۱۸۶۳ء میں ہوئی۔ مدفن لکھنوی میں ہے۔ قبر کا نشان باقی ہے  
 میں سے لوگ برکت اور زیارت کے لیے آتے جاتے ہیں۔ (دختریتہ الاصفیاء)

## ۱۸۸۔ شیخ محمد بن عبداللہ بن الحسن بن البخاری

م ۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۸۸۰ھ

«الشیخ الکبیر» محمد بن عبداللہ بن محمود بن الحسن بن البخاری بلقب بہ سراج الدین  
 اور کنیت ہے ابو البرکات۔ شاہ عالم نام سے مشہور ہیں۔ شب سوموار ۱۲ ذی قعد ۱۸۱۶ھ میں گجرات  
 میں پیدا ہوئے اور یہیں پروان چڑھے مولانا شیخ علی گجراتی اور دوسرے اساتذہ علم و فن سے پڑھا۔  
 طریقت اپنے والد بزرگوار اور شیخ احمد بن عبداللہ المغربی نزیل و فین گجرات سے حاصل کی۔ خود سالہا سال تک  
 شیخوخت کی زینت رہے۔ عوام و خواص ہر ایک کے نزدیک ایسی سرفرازی حاصل ہوئی جس  
 سے ان کے ہم عصر مشایخ محروم تھے۔

آپ نہایت محترم و جہاں فی الدنیا اور صاحب منزلت تھے۔ امر اولوک تک آپ کی تعظیم  
 کرتے۔ اور آپ کے اشاروں پر عمل کرنا اپنی سعادت سمجھتے۔ شب شنبہ ۲۰ جمادی الآخر ۱۸۸۰ھ  
 کو تریسٹھ سال کی عمر میں رحلت فرمائی۔ (مرآة احمدی)

## ۱۸۹۔ شیخ محمد عبداللہ بن الحسن بن البخاری گجراتی

م ۶ شعبان ۱۸۹۲ھ

«الشیخ الصالح الفقیہ» محمد بن عبداللہ بن محمود بن الحسن بن البخاری گجراتی المشہور

بہ زائد سابق الذکر نمبر ۱۸۸ھ کے حقیقی بھائی تھے۔ سال ولادت ۱۲۷۸ھ اپنے بڑے بھائی محمد بن عبداللہ سے پڑھا اور رتبہ کمال تک پہنچے آپ سے بہت سے لوگوں نے استفادہ کیا۔ ۱۲۹۲ھ کو رحلت فرمائی۔ قبر موضع بٹوہ کے قریب ہے (بحوالہ مرآة احمدی)

## ۱۹۰۔ شیخ محمد بن العلاء منیری

۳ صفر ۸۹۲ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الزاہد“ محمد بن علاء الدین ابن القاضی عالم ابن القاضی جمال الدین ہاشمی تربتی۔ مسمیٰ المنیری المعروف بہ شیخ بکر بن۔ فرقہ شطاریہ کے مشایخ کبار سے تھے اور علوم متعاقبہ مروجہ میں یدِ طولیٰ سے مستمدا۔

مندرجہ ذیل طرقِ صوفیہ میں مجاز تھے۔ (۱) فردوسیہ۔ (۲) سہروردیہ۔ (۳) چشتیہ (۴) قادریہ۔ (۵) مداریہ۔ جن میں سے ہر ایک کا سلسلہ شیوخ تفصیلاً بیان کیا جاتا ہے۔ فرقہ فردوسیہ: اس کے سات سلسلے ہیں۔

پہلا سلسلہ: اپنے والد محترم از علاء بن عالم منیری از شیخ بہرام البہاری از شیخ حسن بن حسین بن المغز۔

دوسرا سلسلہ: از حاجی محمد بن ابراہیم از والد او ابراہیم بن علم منیری جن دونوں کا سلسلہ ایک ہی تھا یعنی

(ا) از شیخ حسین بن المغز بلخی از شیخ علی الحسینی بدالیونی از کریم الدین اودھی بسلسلہ دوگونہ یعنی (ب) از جمال الدین اودھی

اور اورب دونوں کا سلسلہ واحد تھا۔ یعنی

از شیخ بن المغز بلخی کہ ہر دو از کریم الدین اودھی۔ از جمال الدین اودھی و ہر دو از بیتان۔  
 و از شیخ علی الحسینی البدالیونی



(ک) بہ از شیخ مظفر بن سمش الدین بلخی — اور — شیخ ابراہیم ابن علم المنیری الذکور  
(ب) بہ از شیخ نصیر الدین بلخی از شیخ عثمان سنامی اور یہ دونوں  
از شیخ کبیر الدین احمد بن یحییٰ المنیری -

(۲) در فرقہ سہروردیہ

از شیخ رکن الدین جون پوری از شیخ تاج الدین از شیخ جلال الدین الحسین بن احمد بن الحسین  
حسینی بخاری از شیخ رکن الدین ابو الفتح بن محمد زکریا ملتانی اور یہ سلسلہ دیگر مشائخ مذکورین ایضاً -

(۳) در فرقہ چشتیہ

از شیخ زاہد بن ابدر چشتی از شیخ محمد بن عیسیٰ جون پوری از شیخ فتح اللہ اودھی از شیخ  
احمد بن شہاب دہلوی از شیخ الکبیر نصیر الدین محمود اودھی -

و سلسلہ دیگر یعنی! شیخ ابراہیم ابن ادیسی سنار گالوی از قاضی حمزہ از شیخ زاہد از جد او

یعنی نور الدین از والد او علاء الدین عمر بن اسعد لاہوری پنڈوی از شیخ سراج الدین عثمان اودھی  
اہرود از شیخ نظام الدین محمد بدایونی -

و در طریقہ قادریہ

یعنی از شیخ عبدالوہاب بن عبدالرحمن بن جمال الصدیقی از شیخ عبدالرؤف بن علی

بن عمر شاذلی حسینی قادری از شیخ نور الدین ابوسعید محمود حسینی

وازنہاوندی از شیخ سمش الدین محمد بن الحسن بن علی بن جعفر بن احمد بن ابراہیم بن عبداللہ

بن عبدالرزاق بن سید امام عبدالقادر جیلانی از والد خود و از جد او دیگر مشائخ -

و در طریقہ مداریہ

یعنی از شیخ حسام الدین اصفہانی جون پوری از شیخ سمر بلیح الدین مدار مکن پوری

امام طریقہ مداریہ -

## در طریقہ شطاریہ

یعنی از شیخ عبداللہ بن حسام الدین شطاریہ لوزی صدیقی بخاری امام طریقہ شطاریہ دہلا  
واسطہ میں کے بعد اس طریقہ کے جملہ مشائخ اور اذکار ایک مدت تک خود پر لازم رکھے۔  
حتیٰ کہ آپ پر کشف و شہود کے دروازے کھل گئے۔ اور آپ اہل بند کے لئے مسلک شطاریہ  
میں مرجع و مدار ہو گئے۔ اور شیخو خیت کی بھی آپ پر انتہا ہوئی۔

کتاب منارج الشطار میں آپ نے لکھا تھا کہ میں نے مدت تک شیخ شرف الدین احمد  
بنی کئی مینیری کے گزار پر نہایت مذلت اور انکساری کے ساتھ اعتکاف کیا۔

شیخ احمد بن حمد الحکیم نے آپ سے شیخ عبداللہ شطاریہ کے ایک رسالہ کا تذکرہ کیا  
تو آپ نے اس بات پر کوئی توجہ نہ کی۔ اب ان کا مقصد یہ قرار پایا کہ شیخ مدوح کے بارے  
میں غیب سے دروازہ کھل جائے۔ حتیٰ کہ انہوں نے مکرر اس کتاب کا ذکر کیا۔

ساتھ ہی میں شیخ کبیر کی روحانیت کی طرف متوجہ ہوا۔ اور ان سے یہ ماجرا بیان کیا کیونکہ شیخ ہی نے  
مجھے فرمایا تھا کہ میں شیخ عبداللہ شطاریہ کی طرف رجوع کروں۔ جس پر میں ان کی خدمت میں  
حاضر ہوا۔ اور برسوں ملازم رہا۔ تو آپ نے ماہ محرم کی پونہتی تاریخ ۸۸۱ھ جمعہ کی رات کو شہر  
منڈوی میں مجھے ذکر کی تلقین فرمائی۔

اور ان سے شیخ ابوالفتح ہدایہ المینیری اور شیخ حاجی حمید الدین گوالیری کے سوا بیشمار  
حضرات نے شرافیت کا سبق لیا۔ آپ جون پور ہی میں بتاریخ ۸۹۲ھ کو آسورہ لحد  
ہوئے (الانصاف)

۱۹۱۰ء شیخ محمد بن علی الہمدانی

م ۸۰۹ھ

«الشیخ الفاضل العلامة محمد بن علی بن شہاب حسینی ہمدانی مشہور علما سے تھے۔ ۲۲ سال

کی عمر میں کشمیر تشریف لائے۔ تو ان کے ہاتھوں پر سیٹھ بیٹ اسلام لائے۔ انہوں نے اپنا لقب مشرف الدین رکھ دیا۔

تصانیف :- (۱) شرح سمشیہ در منطق جیسا کہ کتاب البحر الزخار میں مذکور ہے (۲) جامع الفنون (یہ رسالہ مولف نزہۃ الخواطر نے دیکھا ہے اس کا حرف اول ہے الحمد للہ الذی زلزلی طور فی طور التجلیات) جو انہوں نے اپنی ۲۳ سال کی عمر میں تصنیف فرمائی۔ اس کے بارے میں خود آپ فرماتے ہیں۔

میں نے اوائل عمر میں جب کہ ذہن میں معلومات کی کمی اور شباب کے خطرات کا ہجوم تھا۔ جو علوم حکیمہ کے ضبط و بیان میں مانع ہوتا ہے ارادہ کیا کہ بعض علوم کشفیہ و عقلیہ مشہورہ معتبرہ کو ایک مجلد میں منضبط کر دوں۔ جس میں مقدمات و مباحث زوائد سے تکرار نہ کر دوں بلکہ صرف بعض قواعد علوم پر اکتفا ہے۔ اور اس کے مجلد متعلقات کو چند صفحات میں لکھ دوں جو حفظ و ضبط کے لیے آسان اور بہتر ہو جائے۔ پس میں اللہ کی توفیق کے ساتھ اس کام سے اتنی عمر میں فارغ ہو گیا جتنی عمر میں حضرت ابوالقاسم محمد علیہ السلام کو نبوت کا مرتبہ عطا ہوا۔

خزینۃ الاصفیاء میں ہے کہ آپ ۱۲ سال کشمیر میں اقامت کے بعد ۸۸ھ میں یارہ حریمین کے لئے روانہ ہو گئے۔ مگر جب وہاں سے فراغ کے بعد ہندوستان لوٹے تو مقام مکرلاہ میں انتقال فرمایا۔ اور وہیں اپنے والد کے مقبرہ میں آسودۃ لحد ہوئے۔

یہ واقعہ ۸۰۹ھ کا ہے۔

# ۱۹۲۔ شیخ محمد بن علی بن جون پوری

م ۲ اربح الاول سنہ ۱۰۰۰ھ

”الشیخ الامام العالم الکبیر العلامۃ محمد بن علی بن تاج الدین ابن بہار الدین حنفی صوفی جون پوری  
کہ حضرت ابو بکر صدیق کی نسل سے تھے۔ (منہج الانساب) مولد دہلی در ماہ صفر سنہ ۱۰۰۰ھ۔ اپنے والد  
کے ہمراہ قلعہ تیمور لنگ میں دہلی سے نکل کر جون پور وارد ہوئے۔ اور قاضی شہاب الدین دولت  
آبادی کے سامنے زانوئے تلمذتہ کئے۔ استاد ان پر بے حد شفقت  
فدما تے۔ حتیٰ کہ تدریس کے دوران ان کے لئے شرح بزودی  
ذنا مقام امر، قلمبند فرمادی۔

آپ نے فراغ پر خود مدرسہ دافادہ کوزنیت بخشی۔ مگر ایک مدت کے بعد مشاغل  
ترک کر کے حصول طریقت کے لیے شیخ فتح الداودھی کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ اس قدر  
ریاضت کی کہ ۱۲ سال تک اپنی کمرزین سے مس نہیں ہونے دی۔ نماز پنجگانہ کے سوا کسی  
کام کے لیے گھر سے باہر قدم نہ نکالتے کسی کے ہال جاتے نہ کسی کے لیے اپنا دروازہ  
کھولتے۔ یہ طریقہ مسلسل (۲۰) سال تک رہا۔ اور بادشاہوں کی طرف سے نذرانے  
اور تحائف تک قبول نہ فرماتے۔ اکثر یہ شعر پڑھتے رہے۔

من دلق خود با ستر شاہاں منے دہم

من فقر خود مبلک سلیمان منے دہم۔

از رنج فقر دول گنجے کہ یا مستم

ایں رنج را براحت شاہاں منے دہم۔

سلطان ابراہیم شرقی اور ان کے والد دولوں آپ کے فضائل و کمال کے متقد تھے جو ہمیشہ  
اپنا یہ قول کرانے کی سعی کرتے مگر ناکام رہتے۔



صرفید :- (۱) شیخ مہباز الدین جون پوری - (۲) شیخ مبارک بنارسی و دیگر بے شمار

افراد و بحوالہ گنج ارشدی

## ۱۹۳- شیخ محمد بن عبدالصمد دہلوی

الشیخ العالم الصالح "محمد بن عبدالصمد بن المنور العمري الاجودھنی، شیخ تاج الدین  
الکام دہلوی - از سنل حضرت شکر گنج پاک ٹپنی -

طریقیت میں شیخ عماد الدین از شیخ شہاب الدین از شیخ امام الدین از شیخ بدر الدین  
غزنوی از شیخ کبیر حضرت قطب الدین بختیار اوسنی دہلوی سے استفادہ فرمایا -

اور آپ سے آپ کے پوتے علاء الدین ابن لوز الدین اجودھنی نے طریقت اخذ کی -

دکن اور البرار

## ۱۹۴- مولانا محمد بن عین الدین بیجا پوری

م لجد از سنہ

(لجد سلطان محمد شاہ بن علاء الدین حسن بہمنی)

الشیخ الفاضل "محمد بن عین الدین بیجا پوری - یکے از علمائے کبار اپنے والد سے

برسوں میں تکمیل علوم کے لجد سلطان محمد شاہ ابن علاء الدین بہمنی گلبرگہ کے عہد ۱۵۶ھ میں

تمام ملک کے مفتی ابر مقرر ہوئے - اور بادشاہ فیروز شاہ بہمنی کے عہد ۱۵۸ھ میں شاہی

دربار کے نقیب مقرر ہوئے -



## ۱۹۵۔ شیخ محمد بن القاسم اودھی

(ابجد سلطان السکندر ابن بہلول دہلوی)

۱۶ محرم ۸۹۶ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» محمد بن القاسم بن برہان الدین اودھی۔ یکے از مشایخ اکابر طریقت ہیں اپنے والد از شیخ فتح اللہ بدلیوی از شیخ احمد بن شہاب دہلوی سے مستفیض ہوئے اور طریقہ مدار یہ دسہرودیہ میں شیخ بدھن از شیخ اجمل بن امجد حسینی بہرائچی سے استفادہ کیا۔ منڈوی نے اپنی کتاب گلزار الابرار میں لکھا ہے کہ صاحب ترجمہ نے طریقہ چشتیہ میں اپنے والد اور شیخ سعد الدین سے مستفیض ہوئے اور یہ دونوں شیخ فتح اللہ بدلیوی کے مرید تھے اور شیخ محمد بن القاسم صاحب ترجمہ خود بھی شیخ فتح سے مستفید تھے۔ جن سے آپ نے بہت کچھ حاصل کیا۔

مصانیف :- آداب السالکین کہ سلوک میں جامع و مانع ہے سلطان السکندر بن بہلول دہلوی کے عہد میں اودھ میں وفات پائی (مسالک السالکین)

## ۱۹۶۔ شیخ محمد بن قطب لکھنوی

۲۳ ذیقعد ۸۸۸ھ

«الشیخ الصالح الکبیر» محمد بن قطب الدین ابن عثمان الصدیقی لکھنوی المشہور بہ شیخ مینا۔ مولد و منشا لکھنوی۔ شیخ قوام الدین العباسی کے زیر سایہ پروان چڑھے۔

تعلیم :- قاضی فرید سے شرح وقایہ اور ہدایہ پڑھے۔ جب شیخ قوام الدین مدورح فوت ہوئے تو آپ ابھی بالغ نہ ہوئے تھے۔ صاحب ترجمہ کو خرقہ خلافت شیخ سارنگ نے عطا فرمایا۔ جو شیخ قوام الدین کے اصحاب سے تھے۔

آپ نے عارف المعارف شیخ محمد ابوالبقاء لکھنوی سے پڑھی (اخبار الانبیاء در ترجمہ شیخ

سعد الدین خیر آبادی)

آپ طبعا نیک سرشت تھے۔ زہد و قناعت اور استقامت کا مرتب تھے۔ عبادت الٰہی کا مشغلہ ہی تھا۔ جس کی بدولت اپنے تمام شیوخ سے بڑھ گئے۔

گوپا منوہی نے فوائد السعدیہ میں لکھا ہے کہ شیخ محمد ابن قطب الدین نے خود کو ایسی ریاضت شاقہ میں مبتلا کر رکھا تھا جو ہر بشر کی برداشت سے باہر تھی۔ انہوں نے اپنے تمام قویٰ فنا کر رکھے تھے۔

مسلل روزہ رکھتے۔ رات بھر نماز پڑھتے۔ شب میں سونے کا نام لیتے نہ آنکھ جھپکتے۔ تکیہ اور لیستر کیسیا یہ بھی نیند آجانے کے مبادی سے تھے۔ ہاڑے کی راتوں میں رومال اور لو پاٹھنڈے پانی زمیں تر کر کے سر پر رکھ لیتے۔ مگر جب وہ دولوں (رومال اور لوپا) جسم کی حرارت سے گرم ہو جاتے اور یہ رات بھی جاڑوں ہی کی ہوتی تو ٹھنڈے پانی سے غسل کر کے ذکر اور مراقبہ شروع کر دیتے۔ باوضو تو سدا رہتے ہی تھے۔ چلپہ کے لیے بیٹھتے تو روزہ بھی ہوتا۔ جس روز چلپہ ختم ہو جاتا۔ کسی دوست یا مہولان کے ساتھ افطار کرتے اور فوراً دوسرے چلپے کا آغاز کر دیتے۔ ان کا یہی معمول تھا جس پر کسی کو مطلع نہ ہونے دیتے۔ کسی پر ظاہر نہ ہونے دیتے کہ وہ روزے سے ہیں۔ اگر کوئی ان پر زیادتی کرتا تو اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتے اور کبھی اسے نہ جنتائے اور اور یہ شعر اکثر پڑھتے رہتے۔

ہر کہ مارا یار نبود ایندو اورا یار باد

ہر کہ مارا رنج دادہ راحتش بسیار باد

ہر کہ اندر راہ ماخاری نندازد شمنی

ہر گلے کنز باغ عمرش بشگفتارے خار باد

شیخ سعد الدین خیر آبادی نے اپنے ایک رسالے میں لکھا ہے کہ :-

میں بیس سال تک ان کے ساتھ رہا اور ہمیشہ انہیں رو بہ قبلہ  
بیٹھا ہوا پایا جیسے نماز پڑھ رہے ہوں۔ نہ کبھی ان کے دونوں  
پاؤں پھیلے ہوئے دیکھے اور نہ ان کے پاؤں زیادہ دیر تک  
زمین پر اڑھی کے بل اٹھے۔ وہ جب اپنی پالپوش کہیں رکھتے  
اس کا رخ بھی قبلہ کی طرف ہوتا۔ اور ان کے پاؤں بہت کم  
پالپوش کے بغیر ہوتے۔ کبھی کسی سے خورد و نوش کے لیے  
سوال نہ کرتے اور نہ انہیں اچھے لباس سے رعیت تھی۔

### آپ کے چند اقوال

- ۱۔ دم تو حید کے رازید کہ از زبان و سے تلخ و شیریں نہ نینزد۔
  - ۲۔ از مرد ہوا پرست خدا پرستی نشود۔
  - ۳۔ و خود پرستے در کوچہ خدا پرستی نرود۔
  - ۴۔ مرید باید کہ یک جهت و یک قبلہ شود۔
  - ۵۔ ہر چہ از دوست باز دارد خواہ نیک خواہ بد از الی اجتناب نہ نماید۔
  - ۶۔ درویش چوں مقبول حق مے گردد ز بالمش مادران حکمت مے شود۔
- وفات: ۲۳ ذوالقعدہ ۸۴۰ھ - ۸۴۱ھ بمطابق ۱۴۸۸ء اور قبر لکھنؤ میں ہے جس سے زائرین  
برکت حاصل کرنے کے لیے آتے رہتے ہیں۔

## ۱۹۷۰ء - شیخ محمد بن علی الحسینی

(بجہد سلطان یوسف عادل شاہ)

م. ۲۰ شوال ۱۲۵۸ھ

الشیخ الکبیر محمد بن علی ابن خضر الحسینی الکوگومی - بیجا پوری ملقب بہ جلال الدین -

یکے از اولیاء کبار انہوں نے شیخ محمد بن یوسف المحسینی دہلوی مدفون بہ گلبرگہ کو اپنے بچپن میں پایا۔ اور شہر گوگے جو بیجا پور کے جوار میں ہے میں سکونت فرمائی۔ دگویا شیخ محمد بن یوسف کی بیعت بھی کر لی جس کی وجہ سے عوام میں قبولیت ہو گئی۔ انتقال آپ کا ۲۰ ماہ سنبھان ۸۵۸ھ کو ہوا۔ سلطان یوسف عادل شاہ نے آپ کی قبر پر عالی شان مقبرہ تعمیر کرا دیا پھر ابراہیم عادل شاہ بیجا پور ہی کا دور آیا تو اس نے اس قبے پر اور اضافہ کیا۔ اور علاقہ بیجا پور کے چند مواضع بھی اس مقبرہ کے لیے وقف کر دیئے۔

## ۱۹۸۔ قاضی محمد ابن محمود لضمیر آبادی

راجہ سلطان علاء الدین خضر خانی

۲۲ ربیع الثانی ۸۹۵ھ

”السید المشرف“ قاضی محمد بن محمود بن علاء الحسنی المحسینی لضمیر آبادی۔ فضل وزہد میں معروف۔ ۸۶۸ھ میں اپنے شہر کے قاضی مقرر ہوئے۔ یہ زمانہ سلطان علاء الدین خضر خانی کا تھا اور اس منصب پر ۲۷ سال تک متعین رہے۔ قضا میں نہایت مصنف تھے۔ معارف الہیہ میں بھی کافی ورک تھا۔ سلطان اسکندر بن بہلول لودھی کے دور میں انتقال فرمایا (اثرات السادات)

## ۱۹۹۔ سلطان محمد شاہ ابن بہالیوں بہمنی

”الملك المویذ“ سمش الدین ابو المنظر محمد ابن بہالیوں بن علاء الدین بہمنی۔ علوم دینی میں فاضل۔ ۸۶۷ھ اپنے بھائی نظام شاہ کی رحلت کے بعد وراثت تحت و تاج ہوئے اور یہ موقعہ ۹ سال کی عمر میں حاصل ہوا۔ تحصیل علوم کی طرف میلان ہوا۔ تو شیخ صدر جہاں لستری کے سامنے زانوئے ادب تہ کیے۔ حتیٰ کہ اپنے معاصرین پر فوقیت حاصل کی۔ خطاطی میں بھی اتنیاز تھا۔ بالغ ہوئے تو عنان سلطنت ہاتھ میں لی۔ علاء الدین محمود گیلانی کو وزیر



مقرر کیا۔ اور سلطان محمود غلجی سے معاہدہ کیا کہ دونوں ایک دوسرے کے حدود میں دست اندازی نہ کریں اور ۱۱۷۷ھ میں اپنے وزیر عماد الدین محمود محمود کو لشکر دے کر قلعہ کھنہ و سنگیز اور کون کے دوسرے شہروں پر حملہ کے لیے مقرر کیا جس نے دشمن سے مقاتلہ کر کے اس کے قلعوں کو محصور کر لیا۔ ان کے باغات تباہ کر کے ان میں راہیں بنوادیں۔ اور آخر میں انہیں اپنے ممالک محروسہ میں شامل کر لیا۔

اب وہ بند گاہ گو اکی طرف تھا اور اسے بھی فتح کر لیا۔ محمود وزیر تین سال کے بعد احمد آباد بیدر لوٹا۔ تب اس نے نظام الملک حسن بھری کو لشکر دے کر ریاست اوریا پر حملہ کے لیے بھیجا۔ جسے نول ریز لڑائی کے بعد فتح کر لیا۔ مگر سلطان محمد شاہ نے پھر اس ریاست کو مالی خطیر کے تاوان پر اس کے پہلے ملک کے پاس چھوڑ دیا۔ پھر محمد شاہ نے نظام الملک کو راجندرہ اور کننیر پر حملہ کے لیے مقرر کیا۔ جو لڑائی کے بعد ان شہروں پر قابض ہو گیا۔ اور اپنے ایک عمدہ دار کو وہاں قاضی مقرر کر کے خود احمد آباد بیدر کی طرف بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

صاحب ترجمہ محمد شاہ نے یوسف خاں عادل کو دولت آباد پر حملہ کرنے کے لیے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ قلعہ ویرا کھیرا اور قلعہ انور کو فتح کیا جائے۔ یوسف خاں نے دونوں کو محصور کر کے ان کے باشندوں پر عرصہ روزگار تنگ کر دیا۔ حتیٰ کہ چھ ماہ کی حدود جہد کے بعد دونوں فتح کر لیے۔ جس سے بے حساب اموال حاصل ہوئے۔

اور ۱۱۷۷ھ میں محمد شاہ بنفسہ قلعہ نلکاران کی طرف نکلا۔ اسے محصور کر کے باشندوں پر سختی شروع کر دی اور آخر کار اسے فتح کر پی لیا۔

ادھر کفار نے راجنہ رھی کو ایک لشکر جوار کے ساتھ گھیر لیا۔ بادشاہ یہ خبر سن کر خود بڑھا اور جب اس کے آنے کی خبر ادھر والوں نے سنی تو اوریا کا مالک قلعہ کنڈنیر میں دیک کر جا بیٹھا۔ ادھر اڑلیہ کارا جہ دریا کے راج مندرہ پار کر کے ایک طرف ہو گیا۔ محمد شاہ



راج مندری میں داخل ہو گیا۔ تب نظام الملک جو محصور تھا۔ سلطان محمد شاہ کی خدمت میں  
 باریاب ہوا۔ اس نے اپنے وزیر محمود کو یہاں لتینات کروایا۔ خود سلطان بسیں ہزار سوار لے  
 کر سندھ میں اڑلیہ کی طرف بڑھا اور دریائے راج مندری عبور کر کے اڑلیہ میں داخل  
 ہوا۔ ادھر یہاں کاراجہ اپنی راج دہانی چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور محمد شاہ نے یقیہ لوگوں سے  
 جنگ چھیڑ کر انہیں فتح کر کے ان کا مال لوٹ لیا۔ لوٹ مار مسلسل چھ ماہ تک رہی، راجہ اڑلیہ نے  
 سنا کہ محمد شاہ اس کے ملک پر قبضہ کرنے کے اپنا نائب مقرر کرنے پر مائل ہے۔ اس نے بالعوض  
 اتنے مال کے صلح کی درخواست بھجوائی جس درخواست کے ساتھ سیم وزر سے لدا ہوا ایک  
 ہاتھی بھی تھا۔ یہ دیکھ کر محمد شاہ وہاں سے اور یاکی حدود کی طرف واپس آ کر قلعہ کندیز کا محاصرہ  
 کر لیا۔ پانچ مہینے کے بعد محصورین نے ان سے درخواست کی۔ سلطان نے قلعہ ان سے لے کر  
 اپنے ایک عہدہ دار کو وہاں متعین کر دیا۔ مگر ان کا بڑا بیت خاتمہ مسما کر کے ایک عظیم الشان مسجد  
 تعمیر کرا دی۔ اور نظام الملک مذکور کو تلنگ کے علاقے کا والی مقرر کر دیا۔ نرسنگہ ہندو دھارا راجہ  
 کی طرف بڑھا۔ یہ ہندوؤں کا ایک بہت بڑا بادشاہ تھا۔ اس کا علاقہ تلنگ اور معبر کے درمیان  
 تھا۔ بادشاہ نے ان دونوں ملکوں کے درمیان قلعہ بنوا کر اپنے ایک وزیر کو ندپور پٹی میں متعین کر کے  
 خود کنگھی کی طرف نکل آیا۔ یہ ایک بڑا بت کدہ تھا جس پر وہ اچانک ٹوٹ پڑا۔ قتل عام اور  
 گرفتاریوں کی حد نہ رہی۔ اس نے پندرہ ہزار عسکری نرسنگہ پر بھجوا دئے۔ اور خود مچھلی پٹن کی طرف  
 بڑھ گیا۔ جو سر ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کو ندپور پٹی آیا اور اپنے وزیر محمود سے ملاقات کی۔

سلطان محمد شاہ وزیر محمود سے بہت متاثر تھا۔ اور ہمیشہ اسے بیش از بیش عنایات کا ہنر  
 بناتا۔ جس پر دوسروں نے محمود کا حسد کیا۔ اس کی عزت اور جان کے دشمن ہو کر اسے بدبختی سے  
 مطعون کیا۔ اس سازش میں انہوں نے وزیر محمود کی طرف سے ایک جعلی تحریر بنام راجہ اڑلیہ  
 لکھ کر وزیر صاحب کی فحشی مہر اس پر ثبت کر کے محمد شاہ کے حضور پیش کر دی۔ تو بادشاہ نے  
 بوکھلا کر وزیر کے قتل کا فرمان نافذ کر دیا۔ جس کے بعد وہ اس قدر پھٹا یا کہ بیمار ہو کر موت کے

قریب جا پہنچا اور اپنے دارالملک احمد آباد کی راہ لی۔ جہاں وہ سلسلہ میں طعمہ اہل ہو گیا۔ جس سے مملکت کی بنیادیں اس طرح ہل گئیں کہ محمد شاہ کے بلٹوں کے لیے بادشاہی کے سلسلے میں نام اور رسومات کے سوا کچھ نہ رہا۔ (تاریخ فرشتہ)

## ۲۰۰۔ شیخ محمد ابن یوسف حسینی دہلوی

م ۱۶ ذی قعدہ ۱۱۲۵ھ

بزمانہ سلطان فیروز شاہ بہمنی

الشیخ الامام العالم الکبیر العلامۃ الفقیہ الزاہد صاحب المقامات العلیہ والکرامات الجلیہ

محمد بن یوسف بن علی ابن محمد ابن یوسف ابن حسین بن محمد بن علی ابن حمزہ ابن داؤد بن ابوالحسن بن زید المجذبی الامام ابوالفتح صدر الدین محمد دہلوی ثم گلبرگوی۔ آپ کا نسب یحییٰ ابن الحسن ابن زید الشہید تک پہنچتا ہے۔ تاریخ ولادت ۱۱۲۵ھ۔ رجب ۱۱۲۵ھ اور مولد دہلی ہے۔ ۱۴ سال کی عمر میں اپنے والدین کے ہمراہ دولت آباد وارد ہوئے۔ یہاں اپنے والد اور دادا سے مدت تک پڑھتے رہے۔ پھر اپنی والدہ اور بھائی حسین بن یوسف کے ہمراہ ۱۱۳۶ھ میں دہلی آگئے۔ جب کہ ان کے والد چار سال قبل آسودہ لحد ہو چکے تھے۔

دہلی شیخ نصیر الدین محمود اوہی تشریف فرما تھے۔ صاحب ترجمہ نے مدوح سے فرقہ خلافت کی درخواست کی تو شیخ نے فرمایا پہلے اپنی تعلیم مکمل کر لیجئے۔ اس پر آپ نے مولانا سید شرف الدین کبھلی مولانا تاج الدین اور آخر میں قاضی عبدالمقتدر ابن رکن الدین شریحی سے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں۔

سمنیہ۔ صحائف۔ مفتاح العلوم۔ ہدایۃ الفقہ۔ اصول بزوری۔

کشاف اور دوسری کتب درسیہ۔

اب آپ علوم و فتویٰ نویسی اور تدریس ہر ایک کے اندر ممتاز تھے۔ علم و عمل اور زہد و تواضع

حسن سلوک آپ کا شمار و شمار ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے قلوب کے اندر آپ کی محبت سمووی۔ اور شیخ ممدوح لضمیر الدین محمود سے استفادہ کے مستحق ہو ہی گئے۔ جس سے کھڑی ہی مدت میں مرتبہ کمال حاصل ہوا۔ اور شیخ نے آپ کو اپنا مقرب بنا کر خلافت عطا فرمانے کے ساتھ اجازہ عامہ تادمہ فرما دیا۔ حتیٰ کہ آپ مرجعیت کا مرکز ہونے کے ساتھ علمی روایت و وارثت و اہتمام نفوس و ولایت علی رشد و ہدایت و راہ حق کے داعی قرار پائے۔ شیخ ممدوح کی رحلت ۱۳۵۷ھ کے بعد مرتبہ شیخو خیریت پر فائز ہوئے، آپ کی مناکحت شیخ احمد بن بلال الدین حسینی مغربی کی لڑکی سے ہو گئی۔ اس لمحہ میں آپ کی عمر کا سن ۴۰۔ وین سال میں تھا۔ ربیع الآخر ۱۳۵۷ھ میں جب تیمور کا لشکر دہلی پر اُمٹا آیا تو آپ گجرات تشریف لائے۔ پھر دولت آباد کا رخ کیا۔ یہ دور سلطان فیروز شاہ بہمنی کا تھا جس نے گلبرگہ میں ۸۱۵ھ میں آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے وہیں طرح وطن ڈال کر مسند تدریس کو مزین فرمایا اور افادہ و تلقین شروع کر دیا۔

### اوصاف آل جلیل المنزلیہ

صاحب ترجمہ عالم دین، عارف طریقت، پر جلال، باوقار شریعت و طریقت کے جامع ہونے کے ساتھ لباس التقویٰ سے بہرہ مند تھے۔ متقائے و معارف کے سمندر کے خواص فقہ و لغویات اور تفسیر القرآن میں دسترس تھی۔ آپ سے بے شمار افراد نے پڑھا۔

### مُصَنَّفَات

- ۱۔ تفسیر القرآن (بہ انداز کشاف) — (۲) شرح مشارق الالوار (برنگ معرفت عرفان)
- ۳) ترجمہ مشارق الالوار (در فارسی) — (۴) معارف: شرح الحروف شیخ شہاب الدین
- سہروردی (در عربی) — (۵) ترجمہ عوارف (در فارسی) — (۶) شرح الفصوص الشرف
- ۷) شرح آداب المریدین (در عربی و در فارسی) — (۸) شرح التہذیبات مؤلفہ میں الفصنۃ
- ہمدانی — (۹) شرح زبائل القشیرہ — (۱۰) شرح رسالہ ابن عربی — (۱۱) شرح
- فقہ الاکبر — (۱۲) شرح بدع الالامالی — (۱۳) شرح الحقیقۃ الحافظیہ — (۱۴) رسالہ در

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم — (۱۵) اسماء الاسرار — (۱۶) حدائق الالسن —  
 (۱۷) کتابے در ضرب الامثال — (۱۸) کتابے در آداب السلوک — (۱۹) رسالہ  
 فی اشارات اہل محبت — (۲۰) رسالہ فی بیان الذکر — (۲۱) رسالہ فی بیان  
 المعرفت — (۲۲) فی لقیح حدیث (رایت ربی فی احسن صورت) (میں نے اپنے رب  
 کو احسن صورت میں دیکھا) — (۲۳) رسالہ فی استقامت الشریعت — (۲۴)  
 رسالہ فی شرح تجریر الوجود بالازمنۃ الثلاثہ بالجبر (در فارسی) - (در لہجہ و بہت و باشد) —  
 (۲۵) حاشیہ بر قوت القلوب (مؤلفہ مکی) — (۲۶) اربعین - جس کی ہر حدیث پر  
 صحابہ و تابعین و مشائخ کے آثار ہیں - (۲۷) تعلیقات علی خمسۃ اجزاء من الکشاف -  
 الف (۲۸) متصانیف کے سوا اور کتب بھی ہیں - حتیٰ کہ سید والد نے مہر جہاں تاب  
 میں ان کی تعداد (۱۲۵) تک لکھی ہے اور کئی علوم پر مشتمل ہیں -  
 شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الانبیاء میں لکھا ہے کہ ان کے ملفوظات لہجوان  
 جوامع الکلم ان کے مرید شیخ محمد نے ایک مجموعہ میں یکجا کر دیے ہیں - اور شیخ محمد ابن علی  
 سامانی نے اپنی کتاب سیر محمدی میں صاحب ترجمہ کی سیرۃ قلم بند فرمادی ہے -  
 آپ کے اقوال :-

- ۱۔ سفر اگر تفتت باطن نیار و مبارک باشد - والا سرمایہ صوفیان جز فراغ دل و جمع ہم نیت۔
- ۲۔ اگر یک ساعت لطیف دل با خدا کے خویش حاضر شود آل بہشت است بلکہ ہزار بہشت  
 خدا کے ساعت باید کرد و ہنوز رانگماں بدست آرد باشد۔
- ۳۔ بفرغ دل زمانے نظرے جاہر سے

ازاں کہ حیر شاہی ہمہ عمر ہائے و بوئے  
 آپ سے مشہور قول "العلم حجاب اللہ اکبر" (علم حجاب الہی ہے اللہ اور بندہ کے درمیان)  
 کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا "اھل ماسوی اللہ متعارف حجاب" (اللہ کے سوا ہر شے حجاب



ہی ہے) البتہ علم کے سوا دوسرے تمام حجاب قبیح و کثیف ہیں مگر علم حجاب لطیف ہے۔  
برخاستن ازالا نیک و شوار باشد و مراد ازین علم و نحو صرف و حدیث و فقہ نیست۔ مراد علم باللذ  
است و آل علم ذات و صفات باری اند نہ بدلیل و برہان بلکہ مشاہدہ۔ انتہی۔

وفات :- بروز دوشنبہ بوقت صبحی ۱۴۔ ذی القعدہ ماہ محرم ۸۲۵ھ کو ہوئی۔ مزار

کبیرہ میں ہے۔ لوگ اس کی زیارۃ و ثواب کے لیے آتے رہتے ہیں (مہر جہاں تاب)

## ۲۰۱۔ شیخ محمد متوکل کنتوری

م ۸۲۷ھ

«الشیخ العالم الصالح» محمد ابن اعزالدین ابن افتخار الدین بن اوزون ترکمانی ہروی کنتوری  
ان مشایخ برگزیدگان میں سے تھے۔ جن کے زید و تقویٰ اور توکل و استغنا کی مثال ان کے  
دور میں نہ تھی۔

شیخ نصیر الدین محمود اودھی سے طریقت حاصل کی اور اپنے شیخ کی اجازت سے عقبہ  
کنتور (در صوبہ اودھ) میں سکونت اختیار فرمائی۔ ایک سوسل کی عمر پائی۔ ان کے صاحبزادہ  
شیخ سعد اللہ ان کی زندگی ہی میں راہی ملک اودھ ہوئے۔ سال وفات ۸۲۷ھ ہے۔  
(بحوالہ خزینۃ الاصفیاء)

## ۲۰۲۔ قاضی محمد ساوی

م ۱۲ محرم ۸۰۹ھ

«الشیخ العالم الکبیر العلامتہ» قاضی محمد ابن ابو محمد حنفی صوفی ساوی۔ یکے از ممتاز مشایخ  
چشتیہ۔ حضرت نصیر الدین اودھی کی خدمت میں مد لوہی رہے۔ آپ سے بہت کچھ حاصل کیا  
اور بزم طریقت کے مرکز قرار پائے۔ شیخ اختیار الدین عمر ارجی اور بے شمار افراد نے آپ



سے استفادہ کیا۔

فقہ و لغت و اصول فقہ و ادب عربی میں کمال حاصل کیا۔ برسوں درس و افادہ میں مصروف رہے۔ ۸۰۱ھ میں انتقال فرمایا اور سید والہ نے بہر جہاں تاب میں لکھا کہ آپ نے ۱۴ محرم ۸۰۹ھ میں ایرج میں رحلت فرمائی اور وہیں آسودہ لحد ہوئے۔

## ۲۰۴۔ شیخ محمد بن ابو محمد دریا آبادی

م ۸۰۴ھ

«الشیخ العالم الفقیہ» محمد بن ابو محمد قدوائی دریا آبادی المشہور بہ آب کش۔ قاضی عبدالکریم قدوائی اودھی کی اولاد سے تھے۔ شیخ ابو الفتح ابن عبدالحئی بن عبدالمقتر کنڈی جون پوری سے طرفیت حاصل کی اور خلق کثیر نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۸۰۴ھ میں وفات پائی۔  
(بحوالہ بہر جہاں تاب)

## ۲۰۳۔ قاضی محمد اکرم گجراتی

«الشیخ العالم الفقیہ» محمد اکرم حنفی گجراتی تہیکے از علمائے ممتازین۔ فقہ و اصول فقہ میں فائق۔ نہروالہ کے قاضی القضاة تھے۔ رکن الدین ناگوری نے ان کی مدح اپنے فتاویٰ حمادیہ میں کرتے ہوئے آپ کا ذکر امام عالم و لغمان ثانی سے کیا۔ آپ کو معقول اور منقول وغیرہ دونوں قسم کے اعلیٰ القاب سے یاد کیا۔

## ۲۰۵۔ شیخ محمد الحسینی المدینی

م ۸۲۲ھ

«الشیخ الصالح» محمد بن ابو محمد الحسینی المدینی۔ دکن کے ممتاز علما سے تھے۔ اپنی ایک

سومریوں کے ہمراہ ہندوستان آتے ہوئے مقام سیدکاگول (دکن) میں شہید کر دیے گئے۔ یہ واقعہ ۸۲۲ھ میں ہوا۔ (مہر جہاں تاب)

## ۲۰۶۔ سمش الدین محمد طاہر چشتی اجمیری

م ۸۸۱ھ

«الشیخ الصالح» سمش الدین محمد ابن طاہر اجمیری شیخ معین الدین حسن سنجری، شیخ نوز الدین احمد ابن عمر پنڈوی سے درس طریقت حاصل کرنے کے بعد شیخ زینع الدین بایزید اجمیری کی خدمت میں باریاب ہوئے۔ جن سے خرقہ خلافت حاصل ہوا اور ارشاد و تلقین میں مصروف ہو گئے۔ (گلزار الابرار)۔ اخبار الانبیار میں لکھا ہے کہ طویل عمر پائی اور خزانۃ الاصفیاء میں تاریخ رحلت ۸۸۱ھ رقم ہے۔

## ۲۰۷۔ متقی الدین محمد شیرازی

«الشیخ الفاضل» متقی الدین محمد ابن ابو محمد شیرازی علمائے کبار سے تھے۔ امیر فضل اللہ حسینی شیرازی کی دامادی کا فخر حاصل ہوا۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کو گلبرگہ کا وزیر مالیات مقرر فرمایا اور امیر تیمور گورگان کے ہاں سفارت پر بھجوا یا۔ ان کے ہمراہ لطف اللہ سبزواری بھی تھے۔ یہ وفد ۸۵۴ھ میں روانہ ہوا اور سمرقند سے گلبرگہ واپس آ گیا۔ سلطان فیروز شاہ کے ہاں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔

## ۲۰۸۔ سلطان محمود شاہ شرقی جونپوری

م ۸۶۴ھ

«الملک المتعبد» محمود بن ابراہیم الشرقی جونپوری۔ ممتاز بادشاہوں میں سے تھے۔ سلطان المشرق کے لقب سے مشہور۔ ۸۶۴ھ میں اپنے والد کی رحلت کے بعد سربراہان کے تخت

حکومت ہوئے اور علم و تدبیر کی وجہ سے رعایا کے دل موہ لیے۔ کہ آپ عدل گستر، سخی، خوش مزاج اور اہل علم کے محسن تھے۔ جون پور میں ان کے عہد کے آثار صالحہ ابھی تک موجود ہیں۔ ۸۶۲ھ میں وفات پائی۔ (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

## ۲۰۹۔ شیخ محمود بن حمید کنتوری مداری

۸ جمادی الاولیٰ ۸۹۸ھ

۱۰ الشیخ العالم الکبیر محمود بن عین الدین ابن یعقوب العثماني جرجانی الكنتوری مصنف رسالہ عالیہ (فارسی) فی معرفتہ المداریہ۔ ان کا نسب حضرت عثمان اور بعض کے نزدیک حضرت علی سے بیان کیا ہے۔ مولد و منشا کنتور ہے شیخ معمر بدیع الدین مدار شاہ مکن پوری کی بیعت کی۔ با محمود کنتور تشریف لائے۔ اور انہیں سے پڑھا۔ ان کی بیعت ان کے فرزند ابوالحسن اور شیخ عبد الملک بہرائچی وغیرہ اکثروں نے کی۔ رسالہ عالیہ فی معرفت المداریہ عربی میں تصنیف کیا۔ اپنے شیخ کی تعریف میں بہت سے اشعار کہے "حقائق و معارف" میں فارسی میں۔

## ۲۱۰۔ شیخ محمود بن عبد اللہ البخاری

۲۲ رمضان ۸۵۷ھ تا ماہ ذی القعدہ ۸۸۰ھ

۸۸۰ھ

۱۰ الشیخ الصالح الفقیہ محمود بن عبد اللہ ابن محمود بن حسین الحسینی البخاری ملقب بہ ناصر الدین مکنی بہ ابوالحسن گجراتی۔ گجرات کے مشہور مشائخ سے تھے۔ مولد فتن اور مدفن قریہ ٹوہ ہے۔ سلطان خاتون بنت خداوند خاں گجراتی ان کی والدہ تھیں۔ اپنے والد سے برسوں پڑھتے رہے۔ اور ان کی رحلت کے بعد سند شیوخیت پر متمکن رہے بہت سے لوگوں نے آپ سے استفادہ کیا (بحوالہ مرآة احمدی)

## ۲۱۱۔ قاضی محمود بن العلاء نصیر آبادی

۸۶۸ھ

”الشیخ العالم الفقیہ الوجیبہ“ محمود بن العلاء بن قطب الدین حسنی الحسینی نصیر آبادی۔ از نسل امیر کبیر سید المرتضیٰ المنیر شیخ الاسلام قطب الدین محمد بن احمد الحسینی المدنی۔ عہد علم و شیخیت میں پیدا ہوئے اور پروان پڑھے۔ اپنے والد کے بعد ۸۶۸ھ میں شہر نصیر آباد کی قضاہ سپرد ہوئی۔ فقہ میں فائق الاقران تھے۔ کوئی ہمسر نہ تھا، دوسرے علوم و فنون میں ملکہ تام ہونے کی وجہ سے آپ کو ان پر فخر حاصل تھا۔ آپ د مؤلف نزہتہ الخواطر سید عبد الحمئی صاحب کے اجداد میں سے تھے۔ رحلت کے بعد نصیر آباد کے خطیبہ الخطباء میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مآثر السادات)

## ۲۱۲۔ سلطان محمود شاہ خلجی مندوی

۱۹ شوال ۸۳۹ھ

”الملك المہدی“ محمود بن المنیش خلجی مندوی۔ عہد ہوشنگ شاہ غوری اور ان کے اسلاف مندوی ہیں ان کے کبار سے تھے۔ آخر اللہ سبحانہ نے محمد شاہ غوری کے بعد در شنبہ ۲۹ شوال ۸۳۹ھ کو ریاض حکومت ان کے ہاتھ میں دی۔ جب کہ ان کی زندگی کا ۳۴ ویں سال تھا۔ اور ان کے والد بھی زندہ تھے۔ جنہیں ممدوح نے امیر الامرا کا منصب پیش کیا۔ یہ بادشاہ نہایت سخی، عدل پسند عوام کے بہادر، غلامی، سرداری کے محافظ اور جہاد فی سبیل اللہ کے مشتاق تھے۔ ارباب کمال کی خدمت میں پیش قیمت تحائف اور نقود بھجواتے۔ یہ دیکھ کر دور دراز سے علما کا جم غفیر ان کے گرد جمع ہو گیا۔ انہوں نے اپنے دارالحکومت مندوی میں بہت بڑی تعلیم گاہ تعمیر کرائی جس میں اساتذہ کے بے پیش بہا مشاہرے اور طلباء کے لیے اعلیٰ کھانے اور ان کی ضروریات کا اجرا فرمایا۔ ۸۴۹ھ میں ایک عالی شان شفا خانہ بھی تعمیر کرایا۔ جس کی تولیت مولانا افضل اللہ الحکیم



کے سپرد کر کے حکم دیا کہ مرلیفیوں اور دیوانوں کا علاج غور سے کیا جائے۔ یہ سلطان سخاوت اور حقانیت کی آگہی میں ممتاز ہونے کے ساتھ ریاست کے سود و بہبود میں نہایت غور کرتا۔ اس کی ذات میں خوش باطواری، عفت پاک، امنی، سخاوت اور رعیت کے احوال کی نگہ داری، ریاست کی ترقی اور حکمرانی کا جوہر تمام اوصاف جمع تھے۔ جس کی بدولت تمام عالم میں اس کی شہرت پھیل گئی۔ ۸۷۰ھ میں اس کے پاس خلیفہ مصر المستنجد باللہ یوسف بن محمد عباسی کا بھیجا ہوا وفد آیا۔ جس کی تعظیم استقبال میں اس نے اپنے امراء کے ساتھ بے حد سبقت کی، یہ وفد خلیفہ عباسی کی طرف سے اس کے لیے خلعت لایا تھا۔ تب سے اس نے خطبہ میں اپنے نام کے ساتھ خلیفہ مدوح کا نام بھی شامل کر لیا۔

دوسری خلعت :- یہ خلعت مولانا عماد الدین حضرت شیخ الاسلام نجم الدین الخوارزمی المشہور بہ کبریٰ کی طرف سے تھا۔ جسے اس نے نہایت ادب و احترام کے ہاتھوں سے لیا اور مولانا عماد الدین کے ساتھ بہت عمدہ سلوک کیا۔

اس نے ۳۴ سال تک حکومت کی۔ اور ۱۹ ذی القعدہ ۸۷۳ھ کو انتقال فرمایا۔

(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

## ۲۱۳۔ خواجہ عماد الدین محمود گیلانی

م ۵ صفر ۸۱۶ھ

الشیخ الفاضل الکبیر عماد الدین محمود بن محمد بن احمد گیلانی المشہور بہ محمود گاداں۔ ان کا ایک لقب ملک التجار اور تیسرا لقب خواجہ جہاں ہے۔ ان کے بلوک اور خود وزیراء میں سے تھے۔ سن ولادت ۸۱۳ھ ہے۔ تحصیل علم کے لیے قاہرہ میں امام ابن حجر عسقلانی (احمد بن حجر) کے سامنے زائے ادب تہ کیے۔ بعد شام پہنچے۔ اسی طرح چلتے چلتے اکثر شہروں میں گئے اور تجارت میں خوب نفع کمایا۔ ۳۴ سال کی عمر میں بندر گاہ دائل کی راہ سے ہندوستان



وارد ہوئے تو دکن کی راہ پر چل دیے۔ بہال سلطان علاء الدین بہمنی سریر آرائی سلطنت کئے۔ بہالیوں شاہ بہمنی نے صاحب ترجمہ کو ملک التجار کا خطاب دینے کے بعد اپنا وزیر مقرر کر کے جملتہ الملک کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ جس بادشاہ کے بعد سلطان محمد شاہ بہمنی نے آپ کو خواجہ بہال کے خطاب سے عزت بخشی۔ یہ تمام بادشاہ ان کی عزت کرتے اور ان کے اشاروں پر چلتے تھے۔

حمود گادوان صاحب بہت بڑے عالم تھے۔ معقول اور منقول کے ساتھ فنون ریاضی اور طب و الشار اور نقد شعر ہر ایک میں ماہر ہونے کے ساتھ سخی بہادر، عقیدہ میں استواری اور نیک چلنی کے ساتھ اہل علم کے قدر دان بھی تھے۔ علمائے خراسان و ماوراء النہر و عراق کے لیے قیمتی ہدایہ پیش کرتے۔ اپنی جاگیر میں سے اپنی ذات پر کچھ خرچ نہ کرتے۔ بلکہ مستحقین میں تقسیم کرتے۔ صرف ذاتی رأس المال تجارت کے لیے محفوظ رکھتے اور اس سے جو نفع حاصل ہوتا خود پر صرف کرتے۔

دکن میں ان کی کئی عمارتی یادگاریں ہیں۔ احمد آباد بیدریں ایک عظیم الشان مدرسہ ہے۔ یہ عمارت حسن و جمال و تعمیر میں دکن کے اندر بے مثال ہے۔ اس کی تعمیر ۸۶۴ھ میں ہوئی۔ جس کی تاریخ "ربنا تقبل منا" آپ صاحب تصانیف بھی تھے۔

(۱) مناظر الاثنا

(۲) دلائل شعر فارسی

(۳) رسائل بحدیث شیخ عبدالرحمن بہامی

اور بہامی نے آپ کی مدح میں بعض قصائد لکھے۔ ازال جملہ اسے

ہم بہال را خواجہ وہم فقرا و بیاباہ اوست

آیت الفقر و لکن تحت استار الغنا

والیضاً

جامی اشعار دل آویز تو جتنے است لطیف

پودش از حسن لب و لطف معانی تارش!

ہمدارہ قافلہ ہند روان کن کہ رسد

شرف غزو قبول از ملک انجارش!

شیخ عبدالکریم ہمدانی نے ایک کتاب اخبار دکن میں اجنوال محمود شاہی کا تذکرہ اور طاش

کبریٰ زادہ نے مفتاح السعادتہ میں لکھا ہے :-

«کہ مختصر مفید کتابیں جن میں صناعت اللہشاء اور اس کے اصناف

میں ان میں محمود گادال المشہور بہ خواجہ جہاں کی کتاب ہے مگر

فارسی میں ہے چہ جائے کہ اس کے جامع دنیا کے مشاہیر سے

تھے اور ان کے مال و راحت ہندوستان سے لے کر نام و عجم

پر جگہ کے عالموں کو متمتع کرتے۔ آپ ہندوستان میں وزیر بھی

تھے۔

کتاب مذکورہ کے حواشی میں ایک عالم نے لکھا ہے کہ

«صدر جہاں وطناً عجمی تھے۔ مگر ہندوستان آکر انہوں نے کئی

شہروں کی سیر کی اور آخر دکن میں طرح وطن ڈال دی جہاں گلبرگہ

کے بادشاہ نے آؤ بھگت کے ساتھ آخر میں انہیں قلم دان

وزارت سونپ دیا۔ جہاں مدوح نے کئی مذہبی عمارتوں کی تعمیر میں جھٹلیا

او ایک علی شان مدرسہ شہراحمد آباد بیدر میں تعمیر کرایا۔ جس مدرسہ

کی صدارت کے لیے ملا جامی کو ان کے وطن سے بلایا۔ حضرت

جامی آنے کے لیے تیار بھی ہو گئے۔ مگر اتفاقات مانع ہوئے۔

مصنف تاریخ آصفی کہ گجرات پر لکھی گئی ہے، اس تاریخ میں گادان کے متعلق مرقوم

ہے کہ :-

انص کی ذات عقل و برتری و اخلاق و اقبال و قبولیت و قوت کا  
 مرقع تھی۔ اہل دکن اوصاف حمیدہ میں ان کی مثال پیش کرتے  
 دنیا کی نعمتیں صرف ان ہی کے لیے ہو گئیں۔ ان کے پاس  
 سونے کا بہت بڑا خزانہ تھا۔ ایک روز ان کے مطبخ میں پیاز  
 کے روئی چھلکے تو لے گئے تو ہندی وزن میں ۱۸ سیر تھے اور  
 مطبخ کے اندر بچا گھچا گھی ۲۰ سیر وزن میں ہوتا۔ ساحل سمندر  
 کے ہر ایک بندر گاہ میں گاوان کے وکلائے تجارت اور سفیر  
 مقرر تھے۔

صدر جہاں نے مختلف مضامین میں نہایت عمدہ کتابیں لکھیں :-

(۱) مناظر الانشاء — (۲) ریاض الانشاء۔

جس موضوع پر انہوں نے سبقت کی۔

انہوں نے مکہ معظمہ میں اپنے لیے ایک محل بیت گاوالوں کے نام سے تعمیر کرایا۔

سخاوی نے ضوء الامح میں ان کے ترجمہ میں لکھا ہے۔

حمود بن محمد بن احمد خواجہ کمال اگیلانی برادر شہاب احمد گاوان ان کا لقب ملک التجار ہے۔

۸۱۳ھ میں پیدا ہوئے۔

ہمارے شیخ علامہ ابن حجر عسقلانی سے قاہرہ میں استفادہ کیا۔ لحدہ شام

کا رخ کیا اور گلبرگہ کے بادشاہ ہمالیوں شاہ جب موت کے قریب پہنچے تو صدر جہاں کو اپنی اولاد

کی شکرانی سونپتے گئے۔ ہمالیوں شاہ کا جائنشین اس کا بیٹا نظام شاہ تھا۔ یہ بھی بہت عابدی طعمہ

اجل ہو گیا۔ اس کی وفات کے بعد اس کا بھائی محمد شاہ تخت پر بیٹھا جس کی عمر سات سال تھی۔

صدر جہاں اور ولی عہد میں اختلاف رونما ہو گیا۔ شہزادے نے استبداد کی راہ اختیار کر لی اور

صدرِ جہاں پر سختی شروع کر دی۔ ساتھ ہی اوزانہ کی کارتیاب شروع کر دیا۔ جن امور نے صدرِ جہاں کو تکلیف میں ڈال دیا۔ صدرِ جہاں نے بعض اشخاص کو شہزادے کی اصلاح پر مقرر کر دیا۔ شہزادہ علاقہ تلنگانہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور خواجہ — کو بھی مشالیت کا حکم دیا۔ مگر خواجہ مسلسل ۷ روز تک گھر سے نہ نکلے، کیونکہ بادشاہ اس دور میں تلعب میں منہمک تھا۔ خواجہ کی غیر حاضری پر دشمنوں نے چغنی کھائی جس سے بادشاہ کا دل منغض ہو گیا۔ ادھر صدر نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بادشاہ کی طرف سلام دے کر بھیجا۔ بادشاہ نے جواب میں عتاب آمیز کلمات کہے۔ اتنے میں تلنگانہ کا لشکر تتر بتر ہو گیا جسے دشمنانِ صدر نے بادشاہ کے سامنے گاوان کی سازش کا نتیجہ بتایا اور یہ بھی سمجھایا کہ خواجہ آپ پر حملہ کر کے آپ کے قتل پر تلا ہوا ہے۔ دشمنانِ خواجہ نے سلطان کو پٹی پڑھائی کہ اگر آپ کو شک ہو تو خواجہ کو طلب کر کے دیکھیے۔ یہ تیر بھی نشانے پر بیٹھا۔ سلطان نے خواجہ کو ایک ذریعے سے بلا بھیجا تو خواجہ فوراً حاضر ہوا۔ اسی لمحہ ایک جلیشی غلام نے خواجہ پر تلوار سے حملہ کر کے ان کا کام تمام کر دیا۔ یہ واقعہ ۴ صفر ۸۸۶ھ کے روز رونما ہوا۔ یعنی گاوان کو محمد شاہ بادشاہ بہمنی کے حکم سے قتل کیا گیا۔ جلیسا کہ ہم نے محمد شاہ سلطان کے تذکرہ میں لکھا ہے۔ ان کا سالِ رحلت ایک صاحب نے بے گناہ مجبور گاوان شہر شہید سے نکالا۔

## ۲۱۴۔ قاضی خان محمود دہلوی

”الشیخ الفاضل العلامۃ محمود بن ابو محمود دہلوی المشہور بہ قاضی خاں قطب الدین بسکی کے اجداد سے تھے۔“

متصنیف :- آداب الفضلاء (لخت میں) جو انہوں نے ۸۲۲ھ میں قدری خاں کے لیے مرتب کی اور اسے دو قسموں میں منقسم کر دیا۔

۱ :- فارسی لفظوں کے عربی معنی ترجمے م :- اصطلاحات شہزاد۔



دو لؤلؤ حروف تہجی کی ترتیب کے ساتھ (بحوالہ کشف الطنون فاضل چلیبی)

## ۲۱۵۔ مولانا محمود گادرونی

الشیخ الفاضل بالعلمۃ محمود بن محمود الحسینی الگادرونی سندسہ و ہیتہ اور دوسرے فنون ریاضی میں ممتاز۔ سلطان فیروز شاہ بہمنی نے آپ کو قریہ بالا گھاٹ میں رصد گاہ تعمیر کرانے پر مامور کیا۔ اور ان کی اعانت پر حسن گیلانی الحکیم کو تعینات کر دیا۔ لیکن تکمیل سے پہلے احسن کلیم نے وفات پائی۔ یہ واقعہ ۸۱۰ھ کا ہے (بحوالہ تاریخ فرشتہ)

## ۲۱۶۔ شیخ محمود ایرجی

م ۱۰ رجب ۸۶۵ھ

الشیخ العالم الصالح محمود بن سعید الحسینی ایرجی۔ علم و معرفت میں ممتاز۔ مولد و منشاء ایرج۔ درسیات اپنے والد سے پڑھنے کے بعد حج و زیارۃ کے لیے روانہ ہوئے تو احمد آباد میں شیخ احمد ابن عبداللہ کھتومی مغربی سے ملاقات ہوئی اور یہیں احرام کھول کر آپ کی خدمت خود پر لازم کر لی۔ موضع بہنڈیری در تواج احمد آباد میں قیام فرما ہو گئے۔

تصنیف :- تحفۃ المجالس۔ شیخ احمد مدوح کے حالات و ملفوظات پر۔

موضع بہنڈیری ہی میں رحلت ہوئی اور یہیں آسودہ لحد ہوئے۔ (محبوب ذی المنن)

## ۲۱۷۔ شیخ محمود بن محمد دہلوی

م ۸۹۱ھ

الشیخ العالم الکبیر العلمۃ محمود بن محمد صنفی دہلوی۔ ابوالفضائل سعد الدین احناف کے علمائے

کبار سے تھے۔



متصانیف، اصول فقہ کی معروف کتاب المنار کی شرح افاضتہ اللوار فی اضارۃ اصول المنار کے نام سے لکھی۔ جس کا حرف اول ہے "الحمد للہ الذی الہمنا معالم الاسلام" ۱۸۹۱ء میں وفات پائی (مہر جہاں تاب و کشف الظنون)

## ۲۱۸۔ شیخ محمود بن محمد دہلوی

م ۱۸۹۱ء

۱۔ شیخ الفاضل العالمیہ "محمود بن محمد دہلوی لہق تاج الدین نحوی۔ اپنے معاصرین کے حلقہ میں نحو و ادبیت میں معروف تھے۔  
تصنیف: المقصد فی النحو  
علامہ چلیپی نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ تاج الدین نے یہ کتاب ملک اشرف کے نام ہدیہ کی۔ وہ ۱۸۹۱ء میں راہی ملک بقا ہوئے۔

## ۲۱۹۔ شیخ محمود بن محمد گجراتی

۱۔ شیخ الفاضل "محمود بن محمد المعزی المنفی گجراتی۔ اپنے دور کے ممتاز افاضل سے تھے آپ سے راجح ابن داؤد گجراتی نے احمد آباد میں نحو و صرف اور منطق و عروض وغیرہ پڑھے۔ سخاوی نے ان کا ذکر الصواعق مع میں لبینم ترجمہ راجح مدوح کیا ہے (بحوالہ مطرب اللامائل)

## ۲۲۰۔ شیخ مسعود بن ظہیر فتح پوری

۱۔ شیخ الکبیر "مسعود ابن ظہیر بن قاسم ابن حمزہ بن حامد بن ابو بکر بن جعفر بن زید ابن ایاد بن ابو الفرج الحسینی الواسطی فتح پوری المشہور بہ شاہ سید ممتاز متاخر حشتیہ تھے۔ یہ فیضان شیخ حسام الدین مانگ پوری سے حاصل ہوا۔ جن کی خدمت میں برسوں رہے۔ یہاں

تک کہ ان کے تمام اسرار پائے (منہج الانساب)

## ۲۲۱۔ شیخ مظفر بن شمس بلخی

۲۴ رمضان ۸۱۲ھ

۱۔ شیخ الامام العالم الکبیر "مظفر بن شمس الدین العمری البلخی" کے ازہ مشایخ کبار فرقہ فرودسیہ۔ برسوں تدریس و تلقین دہلی میں فرمائی۔ یہاں ان کے والد ادھر بادشاہ وقت کے ہاں ایک منصب پر فائز تھے۔ اور ادھر آپ شیخ احمد چرم پوش کے مریدوں میں شامل تھے انہوں نے اپنے صاحبزادہ مظفر کو بیعت کرنا چاہا۔ مگر ان (صاحب ترجمہ) کی عدم رغبت دیکھ کر ان سے فرمایا کہ کسی اور صاحب ہی کے مرید ہو جائے۔ تب وہ قصبہ بہار گئے اور حضرت شرف الدین احمد منیری کے حلقہ میں باریاب ہو کر ان سے بعض امور کی تفتیش کے بعد سوخ قدم حاصل کر کے ان کے مقدم کے قائل ہو گئے۔ ان کی بیعت کا رقبہ گردن میں حاصل کر لیا۔ اور مرشد کے حکم سے دہلی لوٹ کر مدرسہ فیروزیہ میں تدریس کی طرح ڈال دی۔ دو سال کے بعد پھر بہار میں اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مجاہدہ و ریاضت کے ساتھ اپنے طریقہ کے اشغال و وظائف میں منہمک ہو گئے۔ یہاں تک کہ کمال حاصل ہوا اور حضرت منیری نے آپ کو اپنی خلافت تفویض فرمائی۔ پھر حج و زیارت کا حکم دیا۔ آپ نے ان دونوں نعمتوں سے بہرہ ور ہوئے، یہاں پانچ سال گزارنے کے بعد واپسی پر عدن میں سفر آخرت فرمایا (بحوالہ گنج ارشدی) تاریخ وفات ۲۴ رمضان ۸۱۲ھ ہے (بحوالہ حاشیہ غلام یحییٰ علی شرح آداب المریدین)

## ۲۲۲۔ مظفر شاہ گجراتی

۸۱۳ھ

"الملك المويّد المنصور" مظفر شاہ بن وجیہ الملك بلوی السلطان الصالح المجاہد فی سبیل اللہ الغازی شہید

آپ کا نام مظفر خاں اور سلطان فیروز شاہ دہلوی کے امر سے تھے۔ سلطان محمد شاہ فیروزی نے ۷۹۳ھ میں آپ کو گجرات کی تولیت سپرد کی۔ آپ نے تدبیر و حکمت اور سیاست کے ساتھ گجرات کا تمام علاقہ سر کر لیا۔ مگر جب مرکزی حکومت وہلی متنزل ہو گئی۔ تو صاحب ترجمہ نے ۸۱۰ھ میں خود ہی گجرات پر مستقلاً بادشاہ بن کر اپنا لقب مظفر شاہ مقرر کر لیا۔ وہ بڑے عدل گستر سخی۔ دلاور، فاضل و مجاہد فی سبیل اللہ تھے۔ عبادت گزار ہی ان کا دثار تھا۔

وفات :- ان کی کبر سنی میں انہیں زہر دیا گیا جس سے ۸۱۳ھ میں آسودہ لحد ہو گئے (بحوالہ مرآۃ سکندری)

## ۲۲۳۔ شیخ منصور بن محمد کشمیری

«الشیخ الفاضل» منصور بن محمد ابن احمد کشمیری۔ طب میں ممتاز الاقرآن تھے۔ تصنیف :- الکفایۃ المجاہدۃ :- طب میں ہے کہ حفظانِ صحت کے طریقوں کے ساتھ فن کے اور مسائل بھی ہیں۔ یہ کتاب انہوں نے مجاہد السلطنت والد ابن زین العابدین کشمیری کے لیے لکھی جو دو فنون پر مشتمل ہے اور ہر ایک فن کئی فنون پر مشتمل ہے۔ اس کا ایک نسخہ لندن کے کتب خانہ میں ہے۔

## ۲۲۴۔ مودود بن محمد گجراتی

از ۲ شوال ۸۱۱ھ تا ۲۲ شوال ۸۲۲ھ

«الشیخ الکبیر الزاید الفقیہ» مودود بن محمد یوسف بن سلیمان عمری اجدھنی (پاک پٹنی) شیخ رکن الدین ابوالمنظف ہنروالی گجراتی، از فریۃ بابائے شکر گنج حضرت فرید الدین مسعود اجدھنی۔ از کبار چشتیہ۔ آپ نے بیعت کی شیخ محمد بن احمد ابن محمد بن علی بن ابوالواحد ابن

شیخ قطب الدین مودود چشتی سے جنہوں نے اپنے اجداد سے بیعت کی تھی۔ اور یہ واحد سلسلہ  
ہندوستان میں کسی واسطہ کے بغیر حضرت اجمیری شیخ معین الدین حسن سنجرہی تک پہنچتا ہے۔  
مبالعین :- آپ کے مریدوں میں شیخ عزیز اللہ المتوکل ہیں جس کے بیشتر افراد نے بیعت کی۔  
حضرت مودود و مشائخ کبار سے تھے، زاہد اور قانع و متوکل ہونے کے ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ  
بھی تھے رینیز عجیب غریب کثوف و کرامات کا سرچشمہ تھے۔ فتن میں آسودہ گرد ہوئے۔ ایک  
روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے ۲۲ شوال ۸۲۲ھ کو رحلت فرمائی۔ (بحوالہ مرآة احمدی)

## ۲۲۵۔ شیخ موسیٰ بن عزیز اللہ بہاری

م ۲۳ ذیقعد ۸۶۹ھ !  
(بجز ایک سوائے برس)

الشیخ الکبیر المہر موسیٰ بن عزیز اللہ ابن احمد بن محمد ابن شہاب الدین الیمانی سہروردی۔  
الہندی بہاری۔ از مشایخ معروف و باکمال۔ ان کی صغر سنی میں ان کے والد راہی ملک  
عدم ہوئے۔ تب آپ نے علمائے معاصرین سے پڑھا اور شیخ حسین بن المنزلی کی خدمت میں  
ملازمت اختیار کی جن سے کتاب کیا جو صاحب ترجمہ کے والد سے مستفیض تھے۔  
شیخ عزیز اللہ نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے شیخ شہاب  
الدین یمانی سے استفادہ کیا جو بے شمار شیوخ سے مستفیض تھے جن میں حضرت شہاب الدین  
عزیز بن محمد سہروردی صاحب الحوارف بھی ہیں۔

مقنیف :- ملفوظات ہیں جو آپ کے مریدوں نے جمع کیے (بحوالہ گنج ارشدی)

“ن”

## ۲۲۶۔ نصیر خاں فاروقی

(شاپے بہت)

م ۲۷ ربیع الاول ۱۲۸۱ھ

الامیر الکبیر نصیر خاں ابن ملک راجہ بن خاں جہاں علی بن عثمان بن سمشون بن اشعث ابن سکندر بن طلحہ بن دانیال بن اشعث ابن ارمیا بن ابراہیم ابن لوہم العمری البلیخی۔ مخم الہندی الخاندلیسی، ہندوستان کے بادشاہوں سے ہیں۔ اپنے والد کی رحلت کے بعد ۱۲۸۱ھ میں حکومت کی بھاگ ڈور ہاتھ میں لی اور تدبیر و عقل کے ساتھ اس نواح کے سب سے مضبوط قلعہ آسیر کو فتح کر لیا جو خاندلیس کے پہاڑوں میں تھا اور دریائے تاپتی کے ایک کنارے شہر برہان پور تعمیر کیا۔ یہ نام انہوں نے اپنے شیخ برہان الدین محمد السنوی کے نام پر رکھا اور دریائے تاپتی کے دوسرے کنارے دوسرا شہر اپنے دوسرے شیخ زین الدین شیرازی کے نام کی مطابقت سے بنام زین الدین آباد و تعمیر کرایا۔

صاحب ترجمہ نے چالیس سال اور چند ماہ تک دار حکومت دی۔

یہ بادشاہ عدل گستر، شجاع، دلیر، عاقل اور دین دار تھا۔ رہی اس کی حضرت ابراہیم بن ادھم سے نسبت شجرہ تو نساب اس سے انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ ہم نے ایک اور موقع پر یہ وضاحت کی ہے۔ لیکن یہاں ہم نے کتب تاریخ کے تقابلیں اس (نسب) کا اندراج کر دیا ہے (بحوالہ

تاریخ فرشتہ)



## ۲۲۷۔ قاضی نصیر الدین جونپوری

۳ صفر ۸۱۷ھ

«الشیخ الفاضل العلامة نصیر الدین دہلوی شہ جونپوری۔ نحو عربی اور فقہ و اصول میں فائق القرآن تھے۔ مولد و منشا دہلی ہے۔ قاضی عبدالمقتدر ابن رکن الدین شریکی کنڈی کے حضور زائے ادب تہ کیے۔ قاضی صاحب ممدوح آپ پر بے حد شفقت فرماتے اور لجاجت رافت سے پڑھاتے۔

پھر جب قاضی ممدوح نے کھتیل علوم سے فراغت حاصل کر لی تو دہلی میں مسند تدریس

آراستہ فرمائی۔

فتنہ تیمور میں آخر جونپور تشریف لے آئے اور یہاں کی قضاۃ سپرد ہوئی۔ مدت کے بعد طبیعت بھر گئی۔ تو سب کچھ ترک کر کے ایک حجرہ میں جا بیٹھے اور زہد و عبادت میں ڈوب گئے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اختیار الایثار میں لکھا ہے کہ لن کے مرید شدت جوہر سے اس قدر نڈھال رہتے کہ گھر کی چوکھٹ پر زنجیر لٹکائے رکھتے۔ مبادا باہر اندر آتے جاتے گر پڑیں۔ قاضی شہاب الدین دولت آبادی نے جب نحو میں کتاب ارشاد لکھ لی تو یہ نسخہ آپ کے پاس بھجوا کر فرمائش کی کہ آپ اس معاملہ میں رائے دیجیے کہ اگر میں اسے داخل درس کر دوں تو طلبہ کے لیے مفید ہوگی؟ آپ نے اسے مستحسن قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اسے داخل درس کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہ جو آپ نے اس کتاب کی تحسین فرمائی ہے تو غالباً یہ اس بنا پر ہوگی کہ اس بارے میں بحث و نزاع کا درد اذہ نہ کھلے۔

وفات جونپور ہی میں ہوئی۔ تاریخ رحلت ۳۔ ماہ صفر ۸۱۷ھ ہے اپنے حجرے ہی کے

اندر آخری نیند سوئے (بحوالہ تجلی لوز)

## ۲۲۸۔ شیخ نظام الدین کمینی

م ۸۰۸

الشیخ الفاضل "نظام الدین کمینی المشہور بہ غریب۔ صلاح و تقویٰ میں معروف۔  
دیار کمین میں پیدا ہوئے اور یہیں پر والیاں پڑھے۔ جب ایک سفر کے اندر شیخ اشرف ابن  
ابراہیم سمنانی ان کے ہاں آئے۔ تو آپ بھی ان کے رفیق سفر ہو گئے۔ یہ سفر کا واقعہ تھا  
اور ہندوستان وارد ہوئے تو شیخ مجدد کی خدمت میں ایک مدت گزار دی۔ اس  
سعیت میں ان کی بیعت بھی کی۔

تصنیف :- لطائف الاشرافیہ فی ملفوظات شیخ اشرف ہے۔ بسیط اور معتدل علیہ۔  
اپنے شیخ کی رحلت سے چند سال بعد وفات پائی اور کچھ چھپ میں راحت ابدی نصیب ہوئی۔

## ۲۲۹۔ شیخ نصیر بن جمال گجراتی

م ۸۵۱

الشیخ العالم الصالح "نصیر الدین جمال الدین ابن ظہیر الدین بن احمد بن الحسین بن جمال  
احمد بن شہاب الدین عمر الصدیقی سہروردی۔ لوسارہی از مشہور مشایخ ہند مولد و منشا گجرات  
شیخ اشرف الدین اوساوی گجراتی از حضرت نظام المشایخ از شیخ علی رفاعی از رکن الدین  
رفاعی از سمش الدین از قطب الدین ابوالحسن علی بن عبدالرحیم از برادر او سمش الدین محمد از محمد  
از عم بزرگوارش محی الدین ابراہیم بن علی الاغرب عن عم او مہذب الدین عبدالرحیم از برادر او  
سیف الدین بن علی بن عثمان البطاحی از سید احمد البکیر القطب الرفاعی (مترجم التذات)

سلسلہ میں وفات پائی (بحوالہ مہر جہاں تاب)

## ۲۲۰۔ شیخ نجم الدین قلندر دہلوی

۷۳۷ھ تا ۸۳۷ھ ذی الحج ۸۳۷ھ

الشیخ الکبیر المہتمم نجم الدین بن نظام الدین ابن نور الدین المبارک الحسینی الخزرجی الدہلوی  
خطہ ہند کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ ۷۲۷ھ میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت نظام المشائخ  
کی خدمت میں رہے۔ ممدوح کی بیعت کی۔ مگر ان پر کسی عنوان کشف مشورہ نہ ہوا۔ تب آپ  
حضرت ممدوح کے حکم سے روم شریف لے گئے اور شیخ خضر الحسینی القلندری سلسلہ قلندریہ  
میں سے طریقت حاصل کی۔ آخر وطن واپس آئے اور منڈولوہ میں سکونت پذیر ہوئے۔

مردانہ ہیں۔ آپ سے مندرجہ ذیل حضرات نے استفادہ کیا۔ ۱) شیخ حسین سرہر لوی

شیخ قطب الدین جوہر پوری۔ ان کے سوا دوسرے حضرات۔

وفات۔ ۲۰ ذوالحجہ ۸۳۷ھ (بحوالہ انصاری)

## ۲۳۱۔ مولانا نجم الدین گلبرگوی

(بعہد سلطان احمد شاہ بہمنی)

الشیخ الفاضل العلامۃ "نجم الدین حنفی گلبرگوی۔ فقہ و عربیت میں ممتاز الفاضل سلطان

احمد شاہ بہمنی کے لشکر میں منشی تھے۔ اور بادشاہ ممدوح کے مقرب خاص بائیں ہمہ جرات اور

راست گوئی میں بادشاہ تک کا خوف نہ تھا۔

ایک مرتبہ سلطان احمد شاہ ممدوح نے بالوہ کے مسلمان بادشاہ ہوشنگ پر حملہ کا ارادہ کیا۔

تو مولانا صاحب نے بادشاہ کو بر بلا اس معاملہ سے منع کیا اور یہ اس لمحہ کی بات ہے جب احمد شاہ

ہوشنگ کے قریب آگیا تھی کہ معرکہ کا رزار گرم ہونے کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت مولانا نے

احمد شاہ کو منع فرمایا۔ بادشاہ ان کی لفضیحت پر واپس لوٹ گیا۔ مگر ہوشنگ موصوف احمد شاہ کا بیٹا کر کے اس کے ملک میں داخل ہو گیا۔ جس پر احمد شاہ اسے ہٹانے کے لیے مجبور ہو گیا۔

(بحوالہ تاریخ فرشتہ)

## ۲۳۲۔ شیخ منعمان آسیری

م ۸۸۱ھ

والشیخ الکبیر نعمان بن سمش الدین حافظ ابن نور الدین ابن شرف الدین محمد زاید مودودی دہلوی ثم الآسیری۔ زید وصلاح میں ممتاز الاقران۔ ان کے شیوخ میں شیخ ضیاء الدین محمد از نظام الدین فتنی از شیخ الامام سلطان الاولیاء دہلوی ہیں (بحوالہ گلزار الابراہیم تاریخ الاولیاء میں ہے کہ شیخ منعمان نے بیعت کی غلام ابن ضیاء برہان پوری از شیخ رکن الدین مودود گجراتی کی۔ اور دوسرے سلسلے میں بیعت کی شاہ نظام الدین اولیاء کی۔ اور ان کے مرید ہوئے سلطان الاولیاء کے صاحب زادے اور دوسرے حضرات۔ رحلت فرمائی ۸۸۱ھ میں۔

## ۲۳۳۔ شیخ نظام الدین آسیری

م بعد از ۸۸۳ھ

والشیخ الکبیر نظام الدین بن منعمان بن حافظ بن نور الحسینی مودودی آسیری یکے از مشایخ چشتیہ۔ مولد و منشا آسیر۔ اپنے والد سے اکتساب کیا۔ کم ارشاد و دعوت شروع کر دیا۔ آپ کے صاحبزادے جلالی نے آپ سے فیضان حاصل کیا۔ ناسخی نے اپنی کتب تاریخ الاولیاء میں ان کا سال رحلت ۸۲۴ھ لکھا ہے۔ اور ناظرین کو علم ہے کہ وہ اپنے والد کے بعد مسند شیخوخت پر متمکن ہوئے۔ ابن کی رحلت ۸۸۱ھ میں ہوئی تب ان کا مذکور سن ہاں حال (۸۲۴) کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ وہ غالباً ۸۸۳ھ میں آسودہ لحد ہوئے۔ (بحوالہ محبوب ذی المنن)



## ۲۳۴۔ قاضی نظام الدین غزنوی

(بعد سلطان ابراہیم شرقی)

«الشیخ العالم الکبیر» قاضی نظام الدین ابن صدر الدین حسین بن احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن الحسین بن الحسن الزینبی المدینی ثم الغزنوی فقیہ و عربیت میں فائق۔ مولد و منشا غزنہ۔ اپنے والد اور دوسرے علماء سے پڑھا۔ ان کے والد غزنہ میں قاضی تھے۔ جہاں وہ مدت العمر تک رہے وفات ان کی ۸۱۷ھ میں ہوئی۔ ان کی رحلت کے بعد نظام الدین منہوس تال آکر جو ان پور میں اقامت پذیر ہوئے۔ یہاں قاضی شہاب الدین دولت آبادی کا عروج تھا۔ انہوں نے قاضی نظام الدین کو سلطان ابراہیم شرقی کے حضور پیش کر دیا۔ جنہوں نے آپ کو مھلی سہریں قاضی مقرر کیا اور آپ نے وہیں طرح اقامت ڈال دی۔ ان کی اولاد درہماد میں کثرت ہوئی۔ شجرہ ان کا علی بن عبداللہ بن جعفر ہاشمی زینبی تک پہنچتا ہے۔ جن میں سے حسین بن حسن مدنی بادشاہ ابراہیم ابن مسعود الغزنوی کے زمانے میں غزنہ آکر مقیم ہو گئے (بحوالہ مکاتیب اللسناں)

## ۲۳۵۔ شیخ نظام الدین مانچکوری

م ۲۸ ذی قعد ۸۹۸ھ

«الشیخ الصالح» نظام الدین ابن فیض اللہ بن مصام الدین چشتی مانک پوری۔ المستور بہ میدا سے شاہ۔ اپنے دور کے ممتاز مشائخ سے تھے۔ مولد و منشا مانک پور ہے اپنے والد سے اکتساب فرمایا اور ان کی رحلت کے بعد منصب شیخیت پر فائز ہوئے۔ ان سے بے شمار علماء مشائخ نے استفادہ کیا۔ ۲۸ ماہ ذی قعد ۸۹۸ھ میں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ اشرف السیر)



## ۲۳۶۔ مولانا نور الدین ظفر آبادی

والشیخ الفاضل نور الدین بن اسد الدین ابن تاج الدین حسین الواسطی ظفر آبادی۔ کنیت ابو محمد العالم الصالح۔ مولد مدنیہ منورہ سال ولادت ۱۲۷۵ھ۔ مولانا قیام الدین ظفر آبادی سے پڑھا ایک ہزار حدیثیں بھی ان سے حفظ کیں۔ اس کے علاوہ مفسر، المحکم اور عوارف اپنے والد سے پڑھے جن سے طریقت بھی حاصل کی۔ پھر درس و افادہ میں مصروف ہو گئے۔ ان کی روش اپنے شیوخ پر تھی۔ کم کھاتے، کم سوتے اور باتیں بھی کم ہی کرتے۔ ۲۴ صفر ۱۲۷۶ھ کے روز ظفر آباد میں آسودۃ الحدیث ہوئے (بحوالہ تجلی لوز)

## ۲۳۷۔ مولانا نور الدین انجھوی

از ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۹۲ھ

والشیخ الفاضل نور الدین بن سعد الدین عبد الملک ابن القاضی محمد عادل ابن قاضی ہمیش الدین الصمدی انجھوی۔ علما و مشایخ کے خال زادہ ہیں سے تھے۔ مولد و منشا انجھ ہے۔ ۱۲۷۵ھ میں پیدا ہوئے۔ اساتذہ غمیر سے پڑھا۔ پھر سند دریں دارشاد کوذیت بخشی۔ قلاؤندہ: عبدالقدوس ابن اسماعیل کسکری اور دوسرے حضرات۔ مدفن قصبہ انجھ ہی ہے (بحوالہ تحفہ صادقہ)

## ۲۳۸۔ شیخ نور الدین کشمیری

از ۱۲۷۵ھ تا ۱۲۹۲ھ

والشیخ الصالح نور الدین کشمیری، عالم و عرفان میں ممتاز الاقرآن، شیخ محمد بن علی ابن شہاب حسینی بہارانی کے ملازم خدمت ہوئے اور برسوں اس محنت میں مصروف رہے۔ شیخ بہار الدین

نقشبندی بخاری سے روحانی طور پر مستفیض ہوئے۔ کشمیر میں انہیں قبول عام کی دولت نصیب ہوئی۔ کشمیر ہی میں آسودہ لگی ہوئے۔ (خزینۃ الاصفیاء)

”پھر لا“

۲۳۹۔ شیخ ہلال الدین کشمیری

(بجہد سلطان زین العابدین کشمیری)

م ۸۶۲ھ

”الشیخ الصالح“ ہلال الدین کشمیری، عالم کتابی اور معرفت دونوں میں ممتاز تھے۔ طریقتہ کبریٰ میں شیخ محمد بن علی بن شہاب الحسینی الہمدانی سے اور طریقتہ نقشبندیہ میں روحانی طریق سے شیخ بہار الدین نقشبندی بخاری سے بیعت کی۔ سلطان زین العابدین کشمیری کے عہد حکومت میں کشمیر وارد ہوئے اور دعوت و ارشاد شروع کر دیا۔ ان سے بے شمار افراد نے کتاب کیا۔ کشمیر میں وفات پائی اور یہیں دفن ہوئے۔ (بجوالہ خزینۃ الاصفیاء)

”ی“

## ۲۲۰۔ شیخ ید اللہ الحسینی گلبرگوی

م ۱۵۲ھ

الشیخ الصالح ید اللہ بن یوسف بن محمد بن یوسف الحسینی دہلوی الگلبرگوی، مولد و منشا گلبرگہ، نبرانہ نجات بعد (خولش) اپنے والد - عم اور دادا ہر سہ سے پڑھا اور اپنے والد کی رحلت کے بعد سند شیخوخت پر متمکن حاصل ہوا۔ مشہور مشائخ عہد سے تھے۔ شیخ اشرف ابن ابراہیم سمنانی نے آپ کا زمانہ پایا اور ان کا تذکرہ اپنی تصانیف میں کیا۔ آپ کشف و شہود کے مقام پر پہنچے۔ ان سے عجیب و غریب واقعات (کرامات) کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ۱۲۰ ریح الثانی ۱۵۲ھ میں گلبرگہ میں رحلت فرمائی اور وہیں آسودہ لحد ہوئے (بحوالہ مہر جہاں تاب)

## ۲۲۱۔ شیخ یحییٰ بن علی ترمذی

م ۲۰ رمضان ۱۵۵ھ

”الشیخ الصالح“ یحییٰ بن علی بن عثمان بن محمد بن عثمان بن الحسن الحسینی ترمذی۔ قنوجی ثم الحجراتی زید بن حسین بن علی کی اولاد سے تھے۔ مولد و منشا ہر دو قنوج ہے۔ اپنے بچپن میں شیخ ہلال الدین حسین ابن احمد الحسینی البخاری کی بیعت سے سرفراز ہوئے اور ۱۴ سال کے سن ۱۶ جمادی الماولیٰ میں راجگیر وارد ہوئے۔ جہاں شیخ جمشید کو پایا ان کی ملازمت کی اور تحصیل علم کے بعد ان ہی سے بیعت سے فیضیاب ہوئے۔ پھر حج کو گئے واپس آکر نابودہ

میں سکونت پذیر ہو گئے۔ علاقہ گجرات میں قبولیت کا سراپا عطا ہوا۔ کتابیں لکھیں۔

مصنفات - ۱) مجالس برہانی - ۲) مشاغل برہانی - ۳) مشاغل جلالی

۴) مشاغل متللی -

وفات :- ۲۰ ماہ رمضان ۸۵۰ھ بڑودہ میں رحلت فرمائی اور عرصہ ماتریدی پر آسودہ

لکھوئے (المحدثۃ الاحمدیہ)

## ۲۲۲۔ شیخ یوسف ابن احمد ایرجی

م ۸۲۴ھ

الشیخ الفاضل الکبیر یوسف بن احمد سوہی ایرجی۔ علمائے کبار سے تھے۔ اصل وطن خوارزم میں تھا۔ ان کے اسلاف میں سے ایک صاحب نے شہر ایرج میں سکونت اختیار کی یہی بستی صاحب ترجمہ کا مولد و منشا ہے۔ درسی کتابیں انہوں نے شیخ اختیار الدین عمر ایرجی سے پڑھیں۔ مدت تک ان کی خدمت میں رہے۔ پھر متحدہ شہروں میں گئے۔ شیخ جلال الدین حسین الحسنی البخاری اور ان کے بھائی صدر الدین محمد سے طریقت حاصل کی۔ آپ صاحب وجد و حالت تھے۔ کئی کتابیں لکھیں۔

مصنفات :- ترجمہ منہاج الدین للغزالی ہے۔

وہد ہی میں رحلت فرمائی جب کہ سماع میں غرق تھے۔ وفات ۸۲۴ھ کو ہوئی۔

سلطان علاء الدین منڈوی نے ان کے مزار پر بہت بڑا مقبرہ تعمیر کرا دیا۔ (بحوالہ گلزار الابراہیم)

## ۲۲۳۔ شیخ یوسف بن اسمعیل ملتانی

الشیخ الکبیر یوسف بن اسمعیل بن رکن الدین بن صدر الدین بن اسمعیل ابن رکن الدین

ابوالفتح القرشی الملتانی مشہور اکابر و مشاہیر سے تھے۔ اپنے والد کے بعد مسند شیخوختیت

کو زینت بخشی اور لوگ اس عہد تعطل کے تاثر کی وجہ سے آپ پر متفق ہو گئے اور انہیں اپنا ولی عہد حکومت تک تسلیم کر لیا۔ سندھ کے جرائم پیشہ بھی مطیع و منقاد ہو گئے۔

افغانہ کے امیر نے کہ طائفہ لنگاہ تھے۔ اپنی صاحبزادی آپ کے جہالہ عقد میں منسلک کر دی جس کی وجہ سے امیر مذکور نے اپنی صاحبزادی کی ملاقات کے لیے وقتاً فوقتاً آنا شروع کر دیا۔ مگر شیخ یوسف نے امیر سے فرمایا کہ آپ اپنا لشکر ملتان کے اندر نہ لایا کیجیے۔ جس کے بعد یہ امیر صاحب جب آئے تو اچانک بیمار ہو گئے۔ ایسے بیمار کہ زندگی کے لالے پڑ گئے۔ اس پر شیخ نے امیر کے آدمیوں کو ان کے پاس آنے کی اجازت فرمادی۔ وہ لوگ پہلے دستور کے مطابق شہر سے باہر اقامت گزیرے تھے۔ یہ اجازت ملنے پر جٹان میں سے اکثر لوگ مریض کے پاس آ گئے تو انہیں شہر کے دروازے پر روک دیا گیا یعنی انہیں شہر میں آنے اور قلعہ کے اندر جمع ہو کر ہتھ بندی سے منع کر دیا گیا۔ پھر شیخ نے امیر مذکور کو شہر سے نکال کر وہلی جلا وطن کر دیا۔ وہ جب وہلی پہنچے۔ تو سلطان بہلول بن کالا لدھی کے ان کا بڑا احترام کیا اور ان کے بیٹے عبداللہ ابن یوسف سے اپنی صاحبزادی کا عقد کر دیا اور وعدہ کیا کہ ان کی فوجی مدد بھی کرتا رہوں گا۔ لیکن وقت پڑے پر بہلول نے ان کی کچھ مدد نہ کی اور شیخ نے وہلی ہی میں انتقال فرمایا۔ وہیں دفن ہوئے۔

## ۲۲۲۔ یوسف شاہ البنگالی

(شہسوار)

۸۸۶ھ

الملك الفاضل یوسف بن بارنگ شاہ بن ناصر الدین بھنگرہ السلطان سمش الدین بھنگرہ والی ملک بنگال ۸۸۶ھ۔ صاحب ترجمہ نے اپنے والد کی رحلت کے بعد ۸۸۹ھ میں نظام حکومت سنبھالی اور عدل و احسان کے ساتھ رعیت کے دل موہ لیے۔ وہ بہتر بادشاہوں



میں سے تھے۔ عدل گستر، سخی فاضل و عالم اور عمل میں پورے۔ علمائے کرام نزدیک و دور سے آکر ان کے ہاں جمع ہو گئے۔

سلطان خود بھی رعیت کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی تلقین کرتا۔ باشندے شراب نوشی اور حدود شکنی سے بچے رہتے۔ وہ آئے دن قضاہ اور علمائے صدارت کے جلسے منعقد کرانا اور انہیں عدل و انصاف اور نفاذ احکام کی تاکید اور مفاہیل پر تنبیہ کرتا۔ اسے فقہ پر اتنا عبور تھا کہ جس مسئلے کے حق میں قاضی اور مفتی قاصر رہ جاتے تو اس کی طرف رجوع کرتے جس پر مسائل حیران رہ جاتے تھے۔

## ۲۲۵۔ یوسف بن محمد حسینی

۲۱ محرم ۱۸۲۸ء

والشیخ العالم الکبیر یوسف بن محمد بن یوسف حسینی الدہلوی نتم الکبیر گوی المشہور بہ محمد اصغر، مولد و منشا دار الملک وہلی۔ یہیں پروان چڑھے۔ برادر کللال حسین بن محمد حسینی کے ارادہ سے درسیات پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

202

ترجمہ

ترجمہ الخواطر

بہجۃ المسامح والنواظر

جلد سوم

مشمول بریسوانج علما و مشاہیر ہند صدی ۹-۱۰ ویں

سید عبدالرحمن بریلوی

مصنف

ابو یحییٰ ایام خاں نوشہری

مترجم

مقبول ایسٹمی

چوک انارکلی، بالمتقابل المنار مارکیٹ لاہور